

ذاللافنا جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیر نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کچھ دیگر کتابت کیساتھ

کفایت المفتی

مع عنوانات

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی

www.ahlehaq.org

دارالاشاعت
فون: 3318753 کراچی

www.ahlehaq.org

کفایت المفتی
مدظلہ العالی

www.ahlehaq.org

دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی کے زیر نگرانی
دلائل کی تخریج و حوالہ جات اور کمپیوٹر کتابت کیساتھ

کفایت المفتی

مُدَلَّل، مُکَمَّل

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
محمد کفایت اللہ دہلوی

جلد ہفتم

کتاب البیوع، کتاب الربوا، کتاب الصرف، کتاب الشریکۃ والمضاربتین
کتاب الودیعہ، کتاب الذیون، کتاب الہبہ والعاریہ، کتاب الغصب
کتاب الاضحیۃ والذبح، کتاب الفرائض، کتاب الوصیۃ

دارالاعینا ۸ اردو بازار کراچی
فون: 021-2213768

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر

اس جدید تخریج و ترتیب و عنوانات اور کمپیوٹر کمپوزنگ کے جملہ حقوق
باقاعدہ معاہدہ کے تحت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

با اہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
طباعت : جولائی ۲۰۰۱ء تشکیل پریس کراچی۔
ضخامت : 3780 صفحات در ۹ جلد مکمل

www.ahlehaq.org

ملنے کے پتے.....

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ بی بی ہسپتال روڈ ملتان
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 26۔ نا بھہ روڈ لاہور
نکشمیر بکڈ پو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

فہرست مضامین

	کتاب البیوع
	پہلا باب
	بیع باطل اور بیع فاسد
۳۳	چوری کے مال کو خریدنا اور اس پر حاصل شدہ نفع کا حکم
"	بیع کو قبضہ کرنے سے پہلے پہنچنا
	پھل ظاہر ہونے سے پہلے کی گئی بیع باطل اور پھل پورا ہونے
۳۴	سے پہلے فاسد ہے اور ان سے بچنے کیلئے متبادل صورت
	دوسرا باب
	زمین و مکان کی خرید و فروخت
۳۵	اپنی زمین پر تعمیر کی خاطر پڑوسی کو بلاوجہ رقم دینا صحیح نہیں
"	دوسرے کے لئے کوئی چیز خرید کر اس پر اپنا دعویٰ کرنا
۳۶	بیع میں دھوکہ کا ازالہ
	تیسرا باب
	حق شفعہ
۳۷	(۱) مسجد کی زمین پر شفعہ کا دعویٰ
"	(۲) مسجد کے لئے خریدی گئی زمین پر شفعہ کے دعوے کا حکم
"	حق شفعہ بیع مکمل ہونے کے بعد ثابت ہوتا ہے
۳۹	(۱) مسجد کی زمین پر شفعہ کا دعویٰ
"	(۲) مسجد کے لئے شفعہ کے دعوے کا حکم
	چوتھا باب
	نباتات کی خرید و فروخت
۴۰	کلیاں نکلنے سے پہلے پھولوں کی خرید و فروخت
"	کھڑے درختوں کی لکڑیاں پہنچنا
	پانچواں باب
	نیلام
۴۱	نیلام میں ایسی شرط لگانا جس میں بائع کا فائدہ ہو

صفحہ	مضمون
۴۲	گائے خرید کر قبضہ میں آنے سے پہلے آگے بچھایا وقف کرنا
	چھٹا باب
	خیار شرط
	بیع مکمل ہونے کے بعد بائع کو ایک سال تک واپس لینے کا
۴۳	اختیار دینا اور اس دوران مشتری کا بیع سے فائدہ اٹھانا؟
۴۴	مقررہ مدت پر دشمن ادا نہ کرنے کی صورت میں بیع کو ضبط کرنے کی شرط لگانا
	ساتواں باب
	خیار عیب
۴۶	خود بنائے ہوئے زعفران کے ساتھ اصل زعفران ملا کر اعلیٰ قسم کا کہہ کر بچھنا
	آٹھواں باب
	اقالہ
۴۷	خریدار کا بائع کو اقالہ پر راضی کرنے کے لئے معاوضہ دینا
	نواں باب
	مراحتہ و تولیت
۵۰	اصل قیمت خرید سے زیادہ بتلا کر بچھنا
۴	کم قیمت پر خرید کر زیادہ قیمت ظاہر کر کے بچھنا
۵۲	خریدار مہیا کرنے والا صرف بائع سے اجرت لے سکتا ہے
	دسواں باب
	نقد اور ادھار میں قیمت کی کمی پیشی
۴	سستی چیز ادھار کی وجہ سے مہنگی خریدنا
۴	ادائیگی کی مدت قریب یا بعید ہونے کے اعتبار سے قیمت میں کمی زیادتی کرنا
۵۳	ستانرخ مقرر ہوتے ہوئے مہنگے نرخ پر ادھار یا نقد بچھنا
۴	کیا سستی چیز ادھار پر مہنگی بچھنا سود ہے؟
۵۳	ایک چیز ایک کو سستی دوسرے کو مہنگی بچھنا
	گیارہواں باب
	بیعانہ
۴	شرط فاسد کی وجہ سے بیع ختم کرنے پر بیعانہ واپس کرنا

صفحہ	مضمون
	بارہواں باب بیع سلم
۵۵	عام بھاؤ سے کم قیمت کی شرط پر بیع سلم کرنا
۵۶	(۱) بیع سلم کرتے وقت بھاؤ متعین کرنا
"	(۲) مقررہ نرخ میں کمی پیشی ہونی کی صورت میں بیع سلم کا حکم
۵۷	رقم کی ادائیگی کے چھ ماہ بعد بیع لینے کا کہنا بیع سلم ہے
۵۸	فلوس میں بیع سلم کا حکم
۵۹	بیع سلم میں وقت پر ادا نہ کرنے پر جرمانے کی شرط لگانا
۶۰	مویشتی رکھوالی کے لئے دینا کہ ان کے بچے آدھو آدھ تقسیم ہوں گے
"	ابھی قرض لینا کہ غلہ کے موسم میں گندم دوں گا بیع سلم ہے
۶۱	بیع سلم میں ادائیگی کے وقت بھاؤ میں کمی پیشی یا جنس کی تبدیلی کا حکم
	تیرہواں باب پیمائش اور اوزان
۶۲	شرعی گز اور تولہ کی مقدار
	چودھواں باب خرید و فروخت کے لئے وکیل بنانا
"	دوسرے کے لئے خریدی گئی چیز پر نفع لینے کا حکم
	پندرہواں باب متفرقات
۶۳	(۱) قرآن کریم کو بغرض تجارت بیچنے کا حکم
"	(۲) قرآن کریم کو پارہ پارہ کر کے چھپوانا
"	(۳) قرآن پاک کو ہنگ کرنے کا حکم
۶۴	غلہ کی تجارت کا حکم
	کتاب الربوا پہلا باب بینک کے معاملات
۶۵	کفار کے بیچوں سے سود لینے کا حکم

صفحہ	مضمون
۶۶	مسجد کی رقم پر سود لینا
"	بینک میں سودی حساب کتاب کی ملازمت کا حکم
۶۷	میسائی مبلغین پر خرچ ہونے کے خدشہ کی وجہ سے سود لینا
"	سیونگ بینک ڈاکخانہ کیش سرٹیفکیٹ پر سود لینا
۶۸	کیا سودی رقم دینی تعلیم رفاہ عام اور مسلمان فقراء پر خرچ کی جاسکتی ہے
"	سودی کاروبار والے بینکوں میں تجارت کرنا
۶۹	سودی رقم استعمال کرنے کا حکم
"	مسجد یا مدرسہ والی آمدنی پر ملنے والے سود کو طلبہ پر خرچ کرنا
"	بینک میں رقم اور بیمہ کے ذریعے منافع حاصل کرنے اور استعمال میں لانے کا حکم
۷۱	غیر مسلموں سے منافع لینا
"	سودی رقم سود کی شکل میں واپس کرنا
"	سود کا حساب کتاب کرنا بھی گناہ کا کام ہے
"	سودی رقم سے مدرسین کو تنخواہ دینا
۷۲	سودی رقم کا مصرف
"	بینک ڈاکخانہ اور بجلی کمپنی میں جمع شدہ رقم پر سود کا حکم
۷۳	مسجد مدرسہ اور مذکوۃ کی آمدنی پر سود کو کہاں خرچ کیا جائے؟
"	بینک میں موجود رقم پر زکوۃ کا حکم
۷۴	سودی رقم کہاں خرچ کی جائے؟
۷۵	ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالامن؟
"	سودی رقم کو کس استعمال میں لایا جائے؟
"	سودی رقم سے رشوت دینا
۷۶	بینک میں روپیہ جمع کرانے کا حکم
"	مجبوری کی وجہ سے بینک میں رقم جمع کرنا مباح ہے
"	(۱) غیر مسلم سے سود لینے کا حکم اور ہندوستان دارالحرب ہو تو سود لینے دینے کا حکم
۷۷	(۲) سودی رقم کے استعمال کا حکم
"	امانات پر سود لینے دینے کا حکم
"	(۱) ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟
۷۸	

صفحہ	مضمون
۷۸	(۲) ڈاکخانہ اور بینک سرکاری سے سود لے لینا چاہئے
۷۹	بینکوں سے سود لینے کا حکم
۷۹	بینک اور ڈاکخانہ سے سود کی رقم لے لینی چاہئے
۸۰	سودی رقم مساکین میں تقسیم کی جائے
۸۰	سخت مجبوری کی وجہ سے سود لینا
۸۰	سود لینے کی غرض سے روپیہ جمع کرانا ناجائز ہے
۸۰	سودی رقم کو مصیبت زدہ مسلمانوں کے مقدمات پر خرچ کرنا
۸۱	ڈاکخانہ کیش سرٹیفکیٹ خرید کر اس پر سود لینے کا حکم
۸۱	بینک میں سودی رقم نہ چھوڑی جائے
۸۱	کیا مسجد کی رقم پر ملنے والا مسجد کے ٹیکسوں میں دینا جائز ہے؟
	دوسرا باب
	ہیمہ کرانا
۸۲	زندگی کا ہیمہ کرانا ناجائز ہے
۸۳	کیا جان و مال کا ہیمہ کرانا جائز ہے؟
۸۳	شادی فنڈ اور ہیمہ کا حکم
۸۳	دکان اور کارخانہ کا ہیمہ کرانا
۸۳	ہندوستان میں ہیمہ کرانا
۸۳	زندگی کا ہیمہ کرانا اور شادی فنڈ کا حکم
۸۵	انشورنس کے متعلق ایک فتویٰ کی وضاحت
۸۵	پڑوسی کی طرف سے نقصان کا خطرہ ہو تو ہیمہ کرانے کا حکم
۸۶	دارالحرب اور دارالاسلام میں ہیمہ کرانے کا حکم
۸۷	ہیمہ کمپنی سے نفع حاصل کرنے کا حکم
۸۷	تنگ دستی اور غربت سے بچنے کے لئے ہیمہ کرانا
۸۸	لائف انشورنس کا حکم
۸۸	سخت نقصان کے اندیشہ سے ہیمہ کرانے کا حکم
۸۹	کیا انشورنس کمپنی میں زندگی کا ہیمہ کرانا جائز ہے؟
۸۹	زندگی کے ہیمہ کا حکم

صفحہ	مضمون
۸۹	یہمہ کا شرعی حکم
۹۰	یہمہ کے ذریعے نفع حاصل کرنا
۹۱	یہمہ کمپنی کے متعلق ایک فتویٰ کی وضاحت
۹۲	یہمہ کی مختلف صورتوں کا حکم
۹۳	انگریز کی مملوکہ کمپنی میں یہمہ کرانا
۹۴	زندگی کا یہمہ بھی ناجائز ہے
۹۵	عمر کا یہمہ کرانا ناجائز ہے
۹۶	یہمہ کمپنی کا حصہ خریدنا
۹۷	کیا زندگی کا یہمہ کرانا ناجائز ہے؟
۹۸	یہمہ کرانے کا حکم
۹۹	یہمہ کمپنی کو ادا کی ہوئی رقم پر زکوٰۃ کا حکم
تیسرے باب	
پراویڈنٹ فنڈ اور بونس اور پنشن	
۹۵	پراویڈنٹ فنڈ اور بینک کے سود میں فرق
۹۶	پراویڈنٹ فنڈ اور اس پر سود لینے کا حکم
۹۷	تنخواہ سے کاٹی ہوئی رقم پر سود لینے اور اس پر زکوٰۃ کا حکم
۹۸	پنشن لینے کا حکم
۹۹	تنخواہ سے کاٹی ہوئی رقم پر سود لینے کا حکم
۱۰۰	کمپنی میں جمع شدہ رقم پر سود لینے کا حکم
چوتھے باب	
ہندوی کی خرید و فروخت	
۹۹	(۱) ہندوی کی بیع کا حکم
۱۰۰	(۲) یہمہ کمپنی کے شرکاء کا فرہوں تو یہمہ کرانے کا حکم
پانچواں باب	
مشرق مسائل	
۱۰۰	(۱) کیا سود لینا اور دینا گناہ میں برابر ہیں؟
۱۰۱	(۲) ہندوستان کو دارالحرب سمجھ کر سود لینا

صفحہ	مضمون
۱۰۰	(۳) ڈاکخانہ کے سود کا حکم
۲	(۱) کافر اور مسلمان دونوں سے سود لینا اور دینا ناجائز ہے
۴	(۲) عام رواج کی صورت میں سودی کاروبار کا حکم
۱۰۱	(۳) ڈاکخانہ سے سود لینا بھی ناجائز ہے
۴	ہندوؤں سے سود لینے کا حکم
۲	سود ادا کر کے مرہون شئی چھڑوانے کا حکم
۱۰۲	ہندوستان دارالحرب ہو تو سودی کاروبار کا حکم
۱۰۳	سودی رقم کو کہاں خرچ کیا جائے؟
۴	سودی کاروبار کے لئے انجمن بنانے کا حکم
۱۰۴	قرض دے کر منافع حاصل کرنا جائز نہیں
۴	دارالحرب میں سودی معاملات کا حکم
۱۰۵	بلٹی جمع کرنے اور چھوڑنے پر کمیشن لینا
۴	قرض خواہوں سے فارم کے ٹکٹوں کی قیمت وصول کرنا
۲۶	مجبوراً سود پر قرض لینے کا حکم
۴	قرض پر سود لینا اور اس کا مصرف
۱۰۷	مجبوراً سود پر قرض لینے والے کے پیچھے نماز پڑھنا
۱۰۸	کیا مال منگوانے کے لئے سود دینا جائز ہے
۴	ہندوؤں سے سود وصول کرنے کا حکم
	کتاب الصرف
	پہلا باب
	مبادلہ سکہ
۱۰۹	مسجد کی آمدنی کو بولی کے ذریعہ بڑھانے کا حکم
۱۱۰	نوٹ درہم روپے کا چاندی اور پیسوں سے تبادلہ کا حکم
۴	روپے کو پونے سولہ آنے پر بیچنے کا حکم
۴	ایک روپے کے پندرہ آنے لینے کا حکم
۱۱۱	روپے کے عوض پونے سولہ آنے لینا جائز ہے
۴	روپیہ کو بارہ آنے میں بیچنے کا حکم

صفحہ	مضمون
۱۱۱ ۱۱۲	چاندی کا روپیہ ڈیرھ روپیہ میں پچنا کمرنسی نوٹ کے ذریعے سونا چاندی خریدنا دوسرا باب کمرنسی نوٹ
۱۱۲ ۱۱۳	نوٹ کی حقیقت کیا نوٹ سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ کتاب الشریکۃ والمضاربتہ پہلا باب ایک شریک کی کارگزاری شرک کی تقسیم سے پہلے حاصل ہونے والا نفع بھی ترکہ میں شمار ہوگا
۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۳	دوسرا باب مضاربت (ایک کا سرمایہ دوسرے کی محنت) کیا عقد مضاربت میں شرکت کے لئے صرف نام درج کروانا کافی ہے؟ عقد مضاربت کے اختتام پر مضارب کی غیر ضروری شرط معتبر نہیں کیا دکان کا کرایہ ملازمین کی تنخواہ اور تشہیر کا خرچ مضارب پر ہوگا؟ کیا وصی موصی کی دکان کے منافع اور اجرت لے سکتا ہے؟ تیسرا باب کمپنی کے حصص کی خرید و فروخت کمپنی کے حصص کی خرید و فروخت کا حکم کیا ماں کے یہ کہنے سے ”میں اپنے بیٹے کو اپنا شیئر دیتی ہوں“ شیئر بیٹے کی ملک ہو جائے گا چوتھا باب متفرق مسائل شرکت میں نفع اور نقصان کا حکم نفع میں کمی بیشی اور برابری کی صورت میں مضاربت کا حکم کتاب الودیعتہ پہلا باب امانت اور اس کے ضائع ہونے کا تاوان

صفحہ	مضمون
۱۲۴	محفوظ جگہ سے امانت چوری ہونے کی صورت میں امین پر ضمان کا حکم
۱۲۵	نوٹ دیمک کھاجائے یا چوری ہو جائے تو ضمان کا حکم
۱	تحریری حساب سے کم آمدنی وصول ہونے کی صورت میں امین پر زکوٰۃ کا حکم
۱۲۶	امانت کی مجموعی مقدار ادا کرنے کے بعد امین بری الذمہ ہوگا
۱۲۷	امانت کے ضائع ہونے کا دعویٰ جب ظاہر حال کے خلاف ہو تو ضمان کا حکم
۱۲۸	تالہ لگے ہوئے بکس سے چوری کی ہوئی امانت کے ضمان کا حکم
	کتاب الدیون
	پہلا باب
	قرض کی تشریحات و تفریعات و احکام
۱۲۹	استثناء کے ساتھ قرض کا اقرار کرنے کی صورت
۱۳۰	قرض دینے کو کاغذ خریدنے کے ساتھ معلق کرنے کا حکم
۱۳۱	ڈگری ہونے کی صورت میں اصل حق کے ساتھ مقدمہ کے اخراجات لینے کا حکم
۱۳۲	میت کا کرایہ پر دیا ہوا مکان ترکہ میں شمار ہوگا
۱۳۳	عاریت پر لی ہوئی چیز اصل مالک کو لوٹائی جائے گی
۱	(۱) مہر میں دیا ہوا مکان زوج کے قرض خواہ نہیں لے سکتے
۱	(۲) مہر کی مقدار سے مہنگی چیز مہر میں دی جاسکتی ہے
۱۳۵	کاشت کے لئے دی ہوئی زمین پر کاشتکار کے وارثوں کے قبضہ کا حکم
۱	پہلے متولی کے ذمے وقف کے دیون میں کمی کرنے کا حکم
۱۳۶	قرض ادا نہ کرنے کی آخرت میں سزا
۱۳۷	مدعی کے ذمہ گواہ اور مدعی علیہ کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا
۱	قرض واپس کرنے سے پہلے نفع پہنچانے کی شرط سے قرض لینا
۱۳۸	مقرض اور قرض خواہ کی وفات کے بعد قرض کا کیا کریں گے؟
۱	مرض الوفات میں وارث کے لئے قرض کے اقرار کا حکم
۱۳۹	کیا قرض ادا نہ کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟
۱۴۰	کیا مدیون کے کپڑوں کو قرض کے عوض استعمال کیا جاسکتا ہے؟
	دخلی رہن
۱۴۰	زمین یباغ کو رہن رکھنا اور اس سے نفع اٹھانا

صفحہ	مضمون
۱۴۱	مر تھن کا رہن رکھی ہوئی چیز سے نفع اٹھانا
۶	کیا ہندو کی رہن رکھی ہوئی چیز سے مسلمان مر تھن نفع اٹھا سکتا ہے؟
۱۴۲	مر ہون شی سے نفع کی شرط کے لکھنے کی اجرت کا حکم
۶	مکان کو نفع اٹھانے کی غرض سے رہن رکھنا
۶	زرعی زمین پر رہن رکھنے کا حکم
۱۴۳	مر ہون مکان کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے
۶	مر ہون زمین کا نفع حاصل کرنا جائز ہے
۶	مر تھن کا مر ہون زمین یا مکان سے نفع اٹھانا
۶	کیا مر تھن مر ہون مکان کا کرایہ ادا کر سکتا ہے؟
۱۴۴	دین کے بدلے زمین کرایہ پر لینا
۱۴۵	رہن رکھی ہوئی زمین سے مر تھن کا نفع حاصل کرنا
۱۴۶	رہن رکھی گئی زمین سے مر تھن نفع نہیں اٹھا سکتا
۶	رہن رکھی ہوئی جائیداد سے نفع اٹھانے اور اسے بیچنے کا حکم
۱۴۷	قرض کے عوض زمین کرایہ پر دینا
	تیسرا باب
	تصرف فی المر ہون
۶	رہن رکھی ہوئی زمین کو زراعت پر دینا
۱۴۸	کیا مر تھن مر ہون زمین کاشت کے لئے لے سکتا ہے؟
	چوتھا باب
	بیع بالوفاء
۶	بیع بالوفاء کی صورت میں خریدار کا بیع سے نفع حاصل کرنا
۱۴۹	بیع بالوفاء کا حکم
	پانچواں باب
	قرض کو اوٹ لینا (حوالہ)
۶	(۱) کیا قرض کی سند ات کو خریدنا بیع ہے؟
۶	(۲) ضمانت کی اجرت کا حکم

صفحہ	مضمون
	چھٹا باب دین کی خرید و فروخت
۱۵۰	دین کی بیع غیر مدیون سے کرنا
	ساتواں باب ضامن بننا
۱۵۲	کیا دائن نیادین ضامن سے لے سکتا ہے؟
"	مقروض کو مفلس قرار دیا جائے تو ضامن سے قرض وصول کیا جائے گا یا نہیں؟
	آٹھواں باب غیر جنس میں قرض وصول کرنا
۱۵۳	مشترکہ مکان سے شریک کے حصے کو بیع کر قرض وصول کرنا
	کتاب الہبۃ والعاریۃ پہلا باب صحت وجواز ہبہ
۱۵۶	کیا بیوی زوج کی کوئی چیز بلا اجازت ہبہ کر سکتی ہے؟
۱۵۷	مرض الموت میں وصیت کرنے کا حکم
"	کیا ایک مکان کئی افراد کو ہبہ کیا جاسکتا ہے؟
۱۵۸	کیا ہندہ کے قول "میں اپنا شیئر بیٹے کو دیتی ہوں" سے ہبہ ہو جائے گا؟
۱۵۹	متبنی کو جائیداد وقف کرنے کا حکم
"	تمام جائیداد ایک بیٹے کو ہبہ کرنا
۱۶۰	ہبہ کی ہوئی جائیداد سے رجوع کا حکم
"	مشترکہ مال بغیر تقسیم کئے بیٹوں کو ہبہ کرنے کا حکم
۱۶۱	میں نے یہ مکان صرف رہنے کے لئے دیا ہے عاریت ہے
۱۶۲	وراثت سے محروم کی ہوئی بیٹی کو شرعی طریقہ سے جائز حق دلوانا ثواب کا کام ہے
۱۶۳	طویل بیماری میں وفات سے پہلے بعض وارثوں کو ہبہ کرنا
"	کیا اپنی زندگی میں ہبہ کی ہوئی جائیداد پر ورثاء ترکہ کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟
۱۶۵	مرض الموت میں مکان اور روپیہ غیر وارث کو ہبہ کرنا
"	کیا نابالغ لڑکوں کے لئے جائیداد خریدنا ہبہ ہے؟

صفحہ	مضمون
۱۶۶	کیا ادا کی اجازت سے آباد کی ہوئی زمین پوتا واپس لے سکتا ہے؟
۱۶۷	ربیبہ کے نابالغ لڑکوں کو بیہ کرنے کا حکم
	دوسرا باب
	بیہ اولاد کے لئے
۱۶۸	زندگی میں بیٹی کے لئے وصیت کرنے کا حکم
۱۶۹	بعض اولاد کو بیہ کرنا اور بعض کو محروم کرنے کا اخروی عذاب
۱۷۰	زندگی میں جائیداد تقسیم کرنے کا طریقہ
"	قرض ادا کروانے کی خاطر دکان کی فرم بیٹے کے نام کروانا
۱۷۱	کیا چار بیٹوں کا باپ اپنی جائیداد کو بیہ کر سکتا ہے؟
"	اولاد کو وراثت سے محروم کرنے کا حکم
	تیسرا باب
	ہدیہ و عطیہ
۱۷۲	کیا مبلغین مدرسین اور سفراء سالانہ جلسوں میں شریک ہو کر ہدیہ وغیرہ لے سکتے ہیں؟
	کتاب الغصب
	پہلا باب
	قبضہ مخالفانہ
۱۷۳	کاشت کے لئے دی ہوئی ہندو کی زمین پر ملکیت ثابت کر کے اسے بچنا اور خریدنا
	دوسرا باب
	حق تلفی
۱۷۴	یتیم بچوں کا حق کھانے والے کی امامت کا حکم
"	یتیم بھتیجوں کا حق کھائے جانے پر خاموش رہنے والے کا حکم
	تیسرا باب
	تصرف بغیر اجازت
۱۷۵	سرکاری زمین بلا اجازت قبضہ میں لیکر تصرف کرنا
"	مالک کی رضامندی کے بغیر جائیداد کا دوسرے کو مالک بنانا

صفحہ	مضمون
	چوتھا باب اتلاف و اہلاک مال غیر
۱۸۶	کیا مال کا تاوان قیمت خرید کے حساب سے لیا جاسکتا ہے؟ کتاب الاضحیۃ والذبیحۃ *
	پہلا باب قربانی کا بیان فصل اول وجوب قربانی اور نصاب
۱۷۹	نابالغ پر زکوٰۃ اور قربانی واجب نہیں
"	جائیداد مشترک ہونے کی صورت میں قربانی اور زکوٰۃ کا حکم
۱۸۰	(۱) کیا قیدی اور ملازم پر قربانی واجب ہے؟
"	(۲) ایک شخص پر ایک قربانی واجب ہے خواہ کتنا ہی مالدار ہو
۱۸۱	نابالغ لڑکے کے مال سے قربانی جائز نہیں
"	گھر کے صاحب نصاب افراد پر قربانی واجب ہے
۱۸۳	کیا قربانی کرنے والے ہی پر ذبح کرنا لازم ہے؟
"	کیا نابالغ مالدار اولاد کی طرف سے باپ پر قربانی واجب ہے؟
"	صدقہ فطر اور قربانی صاحب نصاب پر واجب ہے
۱۸۳	(۱) صحیح تلفظ "عید اضحیٰ" ہے
"	(۲) کیا مسافر پر قربانی واجب ہے؟
"	۹ ذی الحجہ کو عید اضحیٰ کی قربانی کرنا جائز نہیں
	فصل دوم - بڑے جانور
"	قربانی کے لئے خریدی گئی گائے کے متعلق چند سوالات
۱۸۶	گائے کی قربانی قرآن اور حدیث سے ثابت ہے
"	گائے کی قربانی میں ہر شریک کا کم از کم ساتواں حصہ ہونا ضروری ہے
"	قربانی ذبح کرتے وقت تمام شرکاء کے نام لینا ضروری نہیں
۱۸۷	بڑے جانوروں میں سات حصوں سے کم بھی رکھ سکتے ہیں
"	شرکاء میں سے کسی ایک کا ٹکنا قربانی کے لئے مضر نہیں
"	گائے کی قربانی میں ہر شریک کا حصہ ساتویں حصے سے کم نہ ہو

صفحہ	مضمون
۱۸۸	مسلمانوں کا ہندوؤں کے ساتھ ملکر گائے کی قربانی رکوانا صحیح نہیں
۱۸۹	قربانی کے لئے گائے خریدی لیکن وہ گابھن نکلی تو کیا کیا جائے؟
۱۹۰	دو یا تین تھن خشک ہونے کی صورت میں قربانی جائز نہیں
۱۹۰	کیا قربانی کا جانور خریدنے سے پہلے شرکاء کی تعیین ضروری ہے؟
۱۹۰	سود خور کے ساتھ قربانی میں شرکت کا حکم
۱۹۱	بیل، بھری اور بھینسہ کی قربانی جائز ہے
۱۹۱	اونٹ کی قربانی میں احناف کے نزدیک صرف سات حصے ہی ہو سکتے ہیں
۱۹۱	گھوڑے اور مرغی کی قربانی نہیں ہو سکتی
۱۹۱	ہرن اور نیل گائے کی قربانی درست نہیں
۱۹۱	جانور ذبح کرنے سے پہلے کسی شریک کے علیحدہ ہونے کا حکم
۱۹۲	کیا چھ مہینے کے مینڈھے یا بھیر کی قربانی جائز ہے؟
۱۹۲	خصی جانور کی قربانی جائز ہے
۱۹۲	خصی جانور کی قربانی کا حکم
۱۹۵	کیا خصی جانور کی قربانی زیادہ بہتر ہے؟
۱۹۵	جانور کو خصی کرنے کا حکم
۱۹۶	خصی بکرے اور دنبہ کی قربانی جائز ہے
۱۹۶	خصی بکرے کی قربانی کا حکم
۱۹۶	دس ماہ کے بکرے کی قربانی نہیں ہو سکتی
۱۹۷	فصل چہارم، قربانی کے جانور کی تعیین یا نذر
۱۹۷	کیا قربانی کا جانور متعین کرنے سے متعین ہو جاتا ہے؟
۱۹۷	اگر ہمساری کی وجہ سے قربانی کے جانور کو ایام قربانی سے پہلے ذبح کیا جائے تو گوشت کا کیا حکم ہے؟
۱۹۸	قربانی کے لئے خریدے ہوئے جانور کو بیچنے کا حکم
۱۹۹	عید الاضحیٰ سے پہلے بکرے کی ٹانگ ٹوٹ جائے تو قربانی کا حکم
۲۰۰	کیا بحری خریدتے وقت ”اس بحری کو ایام نحر میں ذبح کروں گا“ کہنا نذر ہے؟
۲۰۰	فصل پنجم۔ قربانی کا اپنے اوپر واجب کر لینا
۳۰۳	گم ہونے والا جانور مل جانے کی صورت میں کیا کیا جائے؟

صفحہ	مضمون
	فصل ششم گیا بھن کی قربانی
۲۰۴	بچے والی گائے کی قربانی کا حکم
	فصل ہفتم میت کی طرف سے قربانی کرنا
۱	(۱) مردے کے نام پر قربانی کرنا
۲	(۲) زندوں اور مردوں کے نام پر مشترک جانور ذبح کرنے کا حکم
۳	(۳) غنی مردے کے نام پر قربانی کرے تو اس سے واجب ساقط نہیں ہوتا
۲۰۵	میت کی طرف سے کی ہوئی قربانی کے گوشت کا حکم
۱	قربانی کرنے سے پہلے بچے کے فوت ہونے کی صورت میں عقیقہ کے حصوں کا حکم
۲۰۶	مشترک قربانی سے سات آدمیوں کو ہی ثواب پہنچانا ضروری نہیں
	فصل ہشتم نفلی قربانی
۱	(۱) کیا ہندوستان میں موجود بچے کے عقیقہ کا جانور منی میں ذبح کر سکتے ہیں؟
۲	(۲) نفلی قربانی کرنے کے بجائے نقد رقم اہل حاجت کو دے دینا بہتر ہے
۲۰۷	قرض دار کی قربانی کا حکم
۱	قربانی نہ کر سکنے کی صورت میں اس کے لئے متعین رقم کا حکم
	فصل نہم قیمت کا صدقہ کر دینا
۲۰۸	قربانی کے دنوں میں جانور کی جگہ کیا اس کی قیمت صدقہ کر سکتے ہیں؟
۲۱۲	کیا قربانی کے دنوں میں غنی اور فقیر دونوں کے لئے صدقہ کرنا ضروری ہے؟
۲۱۳	ایک آدمی کا تمام شہر والوں کی طرف سے قربانی کرنا
	فصل دہم قربانی کے جانوروں کی عمریں
۲۱۶	قربانی کے لئے جانور کے دانت معتبر ہیں یا عمر؟
	دوسرا باب
	چرم قربانی کے مصارف
۲۱۸	کیا قربانی کے بجائے اس کی قیمت دے سکتے ہیں؟
۱	قربانی کی کھال عید گاہ اور یتیم خانہ کی تعمیر پر خرچ کرنا کیسا ہے؟
۱	قربانی کی کھال کو غیر مصرف میں خرچ کرنے والے گناہ گار ہوں گے
۲۱۹	قربانی کی کھال بطور اجرت امام کو دینا جائز نہیں
۲۲۱	کیا ہر حصہ دار کھال میں سے اپنا حصہ کاٹ کر لے سکتا ہے؟

صفحہ	مضمون
۲۲۱	کیا قربانی کی کھال مسجد کی تعمیر پر لگائی جاسکتی ہے؟
۲۲۲	سید کو قربانی کی کھال دینے کا حکم
۲۲۳	قربانی کی کھال سے خود نفع اٹھانا جائز ہے
۲۲۴	قربانی کی کھال سید کو دینا
۲۲۵	قربانی کی ہبہ کی ہوئی کھال کی قیمت صدقہ کرنا ضروری نہیں
۲۲۶	چرم قربانی کی قیمت اسکول یا ہسپتال میں نہیں دی جاسکتی
۲۲۷	قربانی کی کھال گوشت ہڈی وغیرہ سے نفع اٹھانے کا حکم
۲۲۸	کھالوں کی قیمت مکتبہ اسلامیہ کی تعمیر میں لگانا
۲۲۹	قربانی کی کھالوں کا روپیہ کسی معلم کو دینا جائز نہیں
۲۳۰	قربانی کی کھالوں کا صحیح مصرف
۲۳۱	قربانی کی کھالوں کی قیمت سے کھانا کھلانا جائز نہیں
۲۳۲	قربانی کے چمڑے کی قیمت مسجد کی ضروریات کے لئے استعمال کرنا جائز ہے
۲۳۳	قربانی کی کھال فروخت کرنے کے بعد قیمت کو صدقہ کرنا واجب ہے
۲۳۴	قربانی کی کھال کی قیمت اپنے استعمال میں نہیں لاسکتے
۲۳۵	کیا قربانی کی کھالوں سے دیگ خرید کر اس کا کرایہ مستحقین کو دے سکتے ہیں؟
۲۳۶	مردار کے چمڑے کو دباغت کے بعد فروخت کرنے کا حکم
تیسرا باب	
ما اہل بہ لغیر اللہ	
۲۳۷	غیر اللہ کے لئے مقرر کئے ہوئے جانوروں کا حکم
۲۳۸	غیر اللہ کے نام پر چھوڑے ہوئے سلنڈ کا گوشت کھانا
۲۳۹	غیر اللہ کی نذر ماننا حرام ہے
۲۴۰	غیر اللہ کے نام پر چھوڑا ہوا جانور مسنون طریقہ پر ذبح کرنے سے حلال نہیں ہوگا
۲۴۱	غیر اللہ کے نام کا بحر تکبیر پڑھ کر ذبح کیا جائے تو کیا حکم ہے؟
۲۴۲	بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور کو تکبیر پڑھ کر ذبح کیا تو کیا حکم ہے؟
۲۴۳	نیت کی تبدیلی کے بعد غیر اللہ کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور کا حکم

صفحہ	مضمون
۲۳۴	کیا غیر اللہ کے نام پر چھوڑا ہوا جانور خود خریدار کے لئے حلال ہوگا؟
۲۳۶	غیر اللہ کے لئے ذبح کئے جانے کا کیا مطلب ہے؟
	چوتھا باب
	شکار
۲۳۷	بندوق سے شکار کی ہوئی مچھلی اور جانوروں کا حکم
۲۳۷	بندوق کے ذریعے مرے ہوئے جانوروں کا حکم
۲۳۸	کیا ذبح کرتے ہوئے منجمد خون نکلنے والا جانور حلال ہوگا؟
۲۳۸	تسمیہ و تکبیر پڑھ کر چھوڑنے ہوئے کتے اور باز کے شکار کا حکم
۲۳۸	بندوق کے ذریعے کئے ہوئے شکار کا حکم
	پانچواں باب
	عقیقہ
۲۳۹	عقیقہ کا گوشت پکا کر تقسیم کرنا بھی جائز ہے
۲۳۹	(۱) ذبح کئے ہوئے جانور کی ران دائی کو اور سیری نائی کو دینی ضروری نہیں
۲۳۹	(۲) عقیقہ میں لڑکی اور لڑکے کے لئے کتنے بچے ہونے چاہئے؟
۲۳۹	(۳) کیا لڑکے اور لڑکی کے باپ دادا، نانا، نانی وغیرہ عقیقہ کا گوشت کھا سکتے ہیں؟
۲۳۹	(۴) کیا بھن بھری ذبح کرنے کا حکم
۲۳۹	(۵) مذبحہ بھری کے زندہ پیدا ہونے والے بچے کو بھی ذبح کیا جائے
۲۳۹	عقیقہ کے لئے بھی سات آدمی ایک گائے میں شریک ہو سکتے ہیں
۲۳۹	ایک گائے میں عقیقہ کے سات حصے ہو سکتے ہیں
۲۳۹	(۱) عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ کھا سکتے ہیں
۲۳۹	(۲) عقیقہ کے گوشت کی ہڈیاں توڑنا جائز ہے نہ توڑنا وہم ہے
۲۳۹	عقیقہ وہاں کرنا چاہئے جہاں بچہ موجود ہو
۲۳۹	عقیقہ کا گوشت بچہ کے والدین، بہن بھائی وغیرہ کھا سکتے ہیں
۲۳۹	کیا بیٹے کے عقیقہ میں دو بچے ضروری ہیں؟
۲۳۹	عقیقہ کا تمام گوشت مہمانوں کی دعوت میں خرچ کرنے کا حکم
۲۳۹	عقیقہ سنت ہے یا واجب

صفحہ	مضمون
	چھٹا باب
	ذبیحہ
	فصل اول اجرت ذبح
۲۴۳	ذبح کی اجرت ذبح کرنے والے کا حق ہے
"	اجرت پر ذبح کرنے والے شخص کی امامت درست ہے
"	ذبح کی اجرت لینا ہر وقت جائز ہے
	فصل دوم غیر مسلم کا ذبیحہ
۲۴۴	ذبح مسلمان اور معاون مشرک ہو تو ذبح درست ہے
۲۴۵	فرقہ مہدویہ والوں کا ذبیحہ درست نہیں
"	مرزائی کے ذبیحہ کا حکم
"	مرزائی کے پیٹے کے ذبیحہ کا حکم
۲۴۶	آج کل کے یہود و نصاریٰ کے ذبیحہ کا حکم
"	عیسائیوں کے ذبیحہ کا حکم
"	کیا موجودہ یہودی اور نصرانی اہل کتاب ہیں؟
۲۴۷	ذبیحہ کے حلت کے لئے ذبح کا مسلمان یا کتابی ہونا شرط ہے
۲۴۹	عیسائیوں اور یہودیوں کے تکبیر پڑھ کر ذبح کئے ہوئے جانور کا حکم
	فصل سوم مشتبہ ذبیحہ
۲۵۰	مشتبہ ذبیحہ کے گوشت کا کیا حکم ہے؟
	فصل چہارم مقصد ذبیحہ
"	بزرگان دین کو ثواب پہنچانے کے لئے قبرستان میں ذبح کئے ہوئے جانور کا حکم
۱۵۱	(۱) مرض سے نجات کی غرض سے جانور ذبح کر کے صدقہ کرنا
"	(۲) جانور اس نیت سے ذبح کرنا کہ جان کا بدلہ جان ہو جائے کیسا ہے؟
	فصل پنجم ذبح کرنے کا طریقہ
۱۵۳	جانوروں کو زخمی کر کے ذبح کرنے کا حکم
"	جانور کو ذبح کرنے کی دو حالتیں ہیں

صفحہ	مضمون
۲۵۳	جان نکلنے کے بعد جانور کی پوری کھال اتارنا جائز ہے.....
۲۵۴	کیا حلقوم سے اوپر ذبح کیا ہو جانور حلال ہے؟.....
۲۵۵	ذبح فوق العقدۃ سے جانور حلال ہو گیا نہیں؟.....
"	قبلہ رخ لٹا کر ذبح کیا ہو جانور حلال ہے.....
"	(۱) جانور کو حلقوم سے اوپر ذبح کرنا.....
"	(۲) ذبح کی جگہ معلوم کرنے کے لئے آدھے سر کی شکل بنانا.....
۲۵۶	جانور کو ذبح کرتے وقت غیر ضروری تکلیف سے بچانا ضروری ہے.....
"	بے ہوش کر کے ذبح کئے ہوئے جانور کا حکم.....
فصل ششم غیر مسلم سے گوشت خریدنا	
۲۵۷	مسلمانوں کا ذبح کیا ہو گوشت ہندوؤں سے خریدنا کیسا ہے؟.....
"	ہندوؤں سے گوشت خریدنے کا حکم.....
۲۵۸	غیر مسلم سے منگوائے ہوئے گوشت کا حکم.....
"	ذبح مسلمان اور بچنے والا ہندو ہو تو گوشت کا کیا حکم ہے؟.....
فصل ہفتم مسلمان کا ذبیحہ	
"	(۱) مسلمان قصاب کے ذبیحہ کا حکم.....
"	(۲) بلا تحقیق مسلمان قصاب کے ذبیحہ کو حرام کہنا جائز نہیں.....
۲۵۹	بد مزاج و بد زبان قصاب کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟.....
"	ذبح مسلمان اور معین ہندو ہو تو ذبیحہ کا حکم.....
۲۶۰	نشہ کرنے والے کے ذبیحہ کا حکم.....
"	ناپینے کے ذبیحہ کا حکم.....
"	زانیہ عورت کے خاوند کا ذبیحہ حلال ہے.....
فصل ہشتم تکبیر ذبح	
"	ذبح کرتے وقت صرف بسم اللہ پڑھنے کی کیا وجہ ہے؟.....
فصل نہم گیا بھن کا ذبیحہ	
۲۶۱	حاملہ بھیرہوں کو ذبح کرنے کا حکم.....

صفحہ	مضمون
۲۶۱	بچہ کا چمڑا حاصل کرنے کے لئے حاملہ بھیرہ کو ذبح کرنا.....
۲۶۲	حلقی میں ذبح کی جگہ کونسی ہے؟.....
۱۱	کچا گوشت کھانا کیسا ہے؟.....
۱۱	خسے، حرام مغز اور گردے کھانے کا حکم.....
۲۶۳	عضو تناسل، اوجھڑی اور آنت کھانے کا حکم.....
۱۱	سری اور پائے کھانے کا حکم.....
	کتاب الفرائض
	پہلا باب
	میراث کے احکام
	فصل اول تشریحات و تفریعات
۲۶۴	کیا خدمت کے عوض قاضی کو ملنے والی زمین میں وراثت جاری ہوگی؟.....
۲۶۵	تحریری طلاق زوجہ تک پہنچنے سے قبل شوہر فوت ہو تو عورت میراث میں شریک ہوگی یا نہیں؟.....
۲۶۶	و نطفہ میں ملنے والی زمین مالک ہی کی ہوگی وارثوں کو اس میں کوئی حق نہیں.....
۲۶۷	کیا نابالغ لڑکی پر کئے گئے اخراجات اس کے ترکہ سے لئے جاسکتے ہیں؟.....
۲۶۸	مالک اپنی مملوکہ جائیداد کے فروخت کا حق رکھتا ہے.....
۲۶۹	تجارتی فرم میں صرف نام ڈالنے سے شرکت ثابت نہیں ہوتی.....
۱۱	مشترکہ مال میں کسی ایک شریک کی محنت سے ہونے والی زیادتی سب شرکاء کو ملے گی.....
۲۷۰	قانون وراثت کے منکر کا حکم.....
۱۱	پرورش نہ کرنے کی صورت میں بھی باپ میراث کا حقدار ہوگا.....
۷	خاوند بیوی کے اخراجات برداشت نہ کرنے کی صورت میں بھی اس کی میراث سے حصہ لے گا.....
۲۷۱	باپ کی میراث بیٹیوں کی اولاد پر تقسیم کرنے کی ایک صورت.....
۲۷۲	باپ کی میراث بیٹیوں کے حصوں کے اعتبار سے ان کی اولاد پر تقسیم ہوگی.....
۲۷۳	مصلحتاً مکان کو کسی کے نام کر دیا تو اس کا کیا حکم ہے؟.....
۲۷۴	کیا نصف مکان کے عوض اس کے مالک کا پورا تمام قبائلیہ میں لکھوانا بیع ہے؟.....
	شوہر کا یہ قول ”میں اپنی جائیداد سے بالفعل اس کو کچھ نہیں دینا چاہتا“ بیوی کو میراث سے

صفحہ	مضمون
۲۷۵	محروم نہیں کرے گا.....
۲۷۶	کیا تقسیم سے پہلے ترکہ سے ضروریات کے لئے لی ہوئی رقم کل مال سے وضع ہوگی؟
"	(۱) عاریت پردی ہوئی چیز مالک کے ورثاء کو ملے گی.....
"	(۲) مفقود کی وراثت میں ملے ہوئے مال کا حکم؟.....
"	(۳) عاریت پر لی ہوئی چیز کو فروخت کرنا جائز نہیں.....
"	(۴) نفع اٹھانے کے لئے مفت دی ہوئی چیز کا عوض لینا؟.....
"	(۵) وصیت کرنے والے کی وصیت ثلث مال کی حد تک پوری کرنا ضروری ہے.....
۲۷۸	کیا پوتے کو دادا کی میراث سے حصہ مل سکتا ہے؟.....
"	کیا باپ کے ساتھ شریک اور مددگار اولاد کی علیحدہ ملکیت ثابت ہوگی؟.....
۲۷۹	کیا زندگی ہی میں کل مال وقف کرنا زیادہ بہتر ہے؟.....
"	باپ کے ساتھ شریک اولاد کی آمدنی کا حکم؟.....
۲۸۰	بیٹے کو نفع اٹھانے کے لئے دی ہوئی چیز کے منافع بیٹے ہی کے ہوں گے.....
۲۸۲	کیا خاوند کی وفات کے بعد عورت گزشتہ زمانے کا نفع لے سکتی ہے؟.....
۲۸۳	بیوی اور اولاد کی موجودگی میں شوہر کے حقیقی بھائیوں کو کچھ نہیں ملے گا.....
"	پوتوں کی موجودگی میں بھتیجے وراثت کے حقدار نہیں.....
۲۸۳	صرف مل جل کر رہنے سے جائیداد میں شرکت ثابت نہیں ہوتی.....
"	نابالغ اولاد کو ہبہ کی ہوئی جائیداد پر بقیہ وارثوں کا حق نہیں.....
۲۸۶	میراث تقسیم کرنے کی ایک صورت.....
"	کیا بھتیجی اور چچا کی اولاد بیوی، بہنوں اور بھتیجے کے ساتھ وارث نہیں بن سکتے؟.....
۲۸۷	باپ کی میراث میں تمام اولاد چاہے کئی بیویوں سے ہو برابر کے حقدار ہیں.....
"	بہن کے ہوتے ہوئے بھتیجی وراثت کی حقدار نہیں.....
"	صرف خاوند اور ماموں وارث ہوں تو تقسیم میراث کی کیا صورت ہوگی؟.....
۲۸۸	فوت شدہ اور موجودہ بیوی کا مہر خاوند کے ترکہ سے ادائیگی کا طریقہ.....
"	ولد الزنا کو "زانی باپ" کی وراثت سے حصہ نہیں ملے گا.....
۲۸۹	(۱) حرام مال کے حلال ہونے کی کیا صورت ہے؟.....
"	(۲) کیا حرام مال وارثوں کے لئے بھی حرام ہوگا؟.....
"	(۳) حرام مال سے تجارت کے ذریعہ حاصل ہونے والے مال کا حکم.....

صفحہ	مضمون
۲۸۹	(۴) توبہ سے مال حلال نہیں ہوگا۔
۲۹۰	کیا پوتے دادا کی وراثت سے حصہ لے سکتے ہیں؟
"	اولاد نہ ہونے کی صورت میں ماں کے حصہ کے علاوہ باقی تمام ترکہ باپ ہی کا ہوگا۔
"	بیٹے کی موجودگی میں پوتا حق دار نہیں۔
۲۹۱	حمل کی حالت میں دی ہوئی طلاق کی صورت میں پیدا ہونے والا بچہ بھی باپ کا وارث ہوگا۔
	فصل دوم مجبوب الارث
"	(۱) بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے کو میراث نہیں ملے گی۔
"	(۲) شرعی وارث نہ ہونے کی صورت میں بچہ کی دیکھ بھال کا حکم و دیگر چند سوالات۔
	فصل سوم محروم الارث
۲۹۴	کیا خاوند کو زہر پلانے کی وجہ سے بیوی میراث سے محروم ہوگی؟
	فصل چہارم لاوارث کا ترکہ
۲۹۵	وارث گم ہونے کی صورت میں اس کا حصہ امانت رکھا جائے۔
	فصل پنجم ترکہ کی تولیت
"	کیا باپ کی عدم موجودگی میں تایا کو نابالغ پر ولایت حاصل ہے؟
۲۹۶	کیا نابالغ لڑکی کے مال کو اس کا باپ کاروبار میں لگا سکتا ہے؟
"	کیا بھائی کو بھائی کے مال پر ولایت حاصل ہے؟
	دوسرا باب
	ترکہ
۲۹۷	باپ فوت ہونے کی صورت میں نابالغ کی اولاد کی پرورش کس کے ذمے ہے؟
"	تقسیم میراث کی ایک صورت۔
۲۹۸	تقسیم میراث کی ایک صورت۔
۳۰۲	تقسیم میراث کی ایک صورت۔
۳۰۳	بیوہ اپنے مہر کا مطالبہ مرحوم شوہر کی والدہ سے نہیں کر سکتی۔
"	مطلقات بیٹی کے ترکہ سے باپ کو حصہ ملنے کی صورت۔
۳۰۴	(۱) کیا بیٹی کے علاج پر کیا ہوا خرچ اس کے ترکہ میں سے لیا جاسکتا ہے؟
"	(۲) جینز میں دیا ہوا سامان لڑکی کے ترکہ میں شمار ہوگا۔

صفحہ	مضمون
۳۰۴	(۳) داماد کو بیٹی کے ترکہ سے محروم کرنے کے لئے حیلہ جائز نہیں
۱	(۴) نابالغ لڑکی کا حصہ نانی کے بجائے باپ کے پاس رکھا جائے
۳۰۵	زندگی میں میراث تقسیم کرنے کا حکم
۳۰۶	بھائی اور دو بہنوں میں تقسیم میراث
۱	میراث مشترکہ کی تقسیم
۳۰۷	فوت شدہ لڑکے کی میراث میں صرف ماں باپ ہی حق دار ہوں گے
۳۰۸	دو بیویوں کی تین لڑکیوں کو باپ کی میراث کس طرح ملے گی؟
۳۰۸	کمپنی سے وصول شدہ اور ضائع ہونے والی میراث کا حساب کر کے تقسیم کیا جائے
۳۱۰	دو بھائیوں کا اتفاق رائے سے قرعہ اندازی کے ذریعے میراث تقسیم کرنا صحیح ہے
۳۱۱	ہبہ تام ہونے کے لئے قبضہ ضروری ہے
۱	صرف بیوہ اور بھائی وارث ہوں میراث کس طرح تقسیم ہوگی؟
۳۱۲	پوتے کی عدم موجودگی میں دادی اس کے مکان کو فروخت نہیں کر سکتی!
۱	ذوی الارحام میں میراث تقسیم کرنے کی صورت
۳۱۳	تقسیم میراث کی ایک صورت
۱	خاوند کے ہوتے ہوئے صرف والدین تمام ترکہ کے مستحق نہیں
۳۱۴	لڑکوں کو سوتیلی ماں کے ترکہ سے کچھ نہیں ملے گا
۱	تین عورتوں والے شوہر کی میراث کیسے تقسیم ہوگی؟
۳۱۵	بیوی کی ذاتی جائیداد اور مرحوم پر قرض کے علاوہ باقی میراث تقسیم ہوگی!
۱	کیا خاوند کی بیوی کے نام کی ہوئی جائیداد صرف بیوی کی سمجھی جائے گی؟
۳۱۶	بیٹوں کے نام کی ہوئی جائیداد سے بیٹی بھی حصہ لے سکتی ہے
۳۱۷	نکاح کے پانچ ماہ بعد بچہ پیدا ہونے کی صورت میں نکاح اور میراث کے احکام
۳۱۸	تقسیم میراث کی ایک صورت
۳۱۹	پچازاد بھائیوں کے ہوتے ہوئے نواسوں کو حصہ نہیں ملے گا
۱	تقسیم شرعی کے بغیر میراث پر قابض ہو کر مسجد میں دینا
۳۲۰	بیتوں کی موجودگی میں بھانجے محروم ہوں گے
۱	بیٹے، بیٹی اور بیوی کے لئے تقسیم میراث کی مثال
۳۲۱	تقسیم میراث کی مثال
۱	وراثت میں شرعاً متبہی بیٹے کا حق نہیں

مضمون

صفحہ

۳۲۲	پھوپھی کے بیٹوں کے ہوتے ہوئے پوتوں کو وراثت نہیں ملے گی.....
۳۲۳	پوتوں کی خاطر بیٹیوں کو وراثت سے محروم کرنا جائز نہیں.....
۴	بیٹیوں کا حق پوتوں کو دینا جائز نہیں.....
۳۲۴	بہن اور بھتیجیوں میں تقسیم میراث کی ایک صورت.....
۴	ماں شوہر اور سوتیلے بھائیوں میں تقسیم میراث.....
۳۲۵	چچا بہن اور بیوی میں تقسیم میراث.....
۴	بھتیجیوں کے ہوتے ہوئے نواسے اور بھانجے محروم ہوں گے.....
۳۲۶	تقسیم میراث کی ایک صورت.....
۴	ماں اور اس کی اولاد میں تقسیم ترکہ.....
۳۲۷	والدہ اور میت کے اخیانی بھائیوں کے درمیان تقسیم میراث.....
۴	تقسیم میراث کی ایک صورت.....
۳۲۸	بیوی، بہن اور بھتیجیاں وارث ہوں تو تقسیم کی کیا صورت ہوگی؟.....
۳۲۹	اولاد نہ ہونے کی صورت میں مہر کے علاوہ بیوی کا چوتھا حصہ ہے.....
۴	بیوی اور اولاد میں تقسیم ترکہ.....
۴	بیوی، بیسی اور بھائی کو کس طرح میراث ملے گی؟.....
۳۳۰	چچا کی اولاد اور بھائی نہ ہو تو بھتیجیوں کو حصہ مل سکتا ہے.....
۴	کیا وصیت کیا ہو مال بھی ترکہ میں شامل ہوگا؟.....
۳۳۱	چچا زاد بھائیوں کی اولاد لی وجہ سے نواسے اور بھانجے محروم ہوں گے.....
۳۳۲	تقسیم میراث کی ایک مثال.....
۴	میت کے بھائی اور بیوی میں تقسیم میراث.....
۳۳۳	دوسرا خاوند کرنے والی والدہ پہلے خاوند سے ہونے والے بیٹے کی میراث سے حصہ لے گی.....
۴	ترکہ تقسیم کرنے سے پہلے دین ادا کیا جائے.....
۴	کیا بیٹے کے نام جائیداد بہہ کرنے سے بیٹیاں میراث سے محروم ہوں گی؟.....
۳۳۴	بھائی مشترکہ جائیداد سے حصہ بھیج دے تو بہن کو حق شفعہ حاصل ہے.....
۳۳۵	زندگی میں تقسیم میراث کی ایک مثال.....
۳۳۶	(۱) بھائیوں کے ہوتے ہوئے نواسوں کو حصہ نہیں ملے گا.....
۴	(۲) کیا نواسہ کو زندگی میں حصہ دیا جاسکتا ہے؟.....
۴	لڑکیوں اور تایا زاد بھائیوں میں تقسیم ترکہ کی مثال.....

صفحہ	مضمون
۳۳۷	کیا سوتیلی ماں کو ترکہ میں سے حصہ دیا جاسکتا ہے؟
۱	(۱) تقسیم ترکہ کی ایک صورت
۱	(۲) ترکہ کی تقسیم سے پہلے بیوی کو مہر دیا جائے
۳۳۸	تقسیم میراث کی ایک صورت
۱	مہر اور غیر وارث کے لئے وصیت کے علاوہ باقی مال تقسیم کیا جائے
۳۴۰	تقسیم ترکہ کی مثال
۳۴۱	بیوی اور بھائی وارث ہوں تو میراث کیسے تقسیم ہوگی؟
۳۴۲	بھتیجوں کا حق بیٹیوں کے نام کروانے کا حکم
۱	ترکہ کی شرعی تقسیم کی صورت
۱	مناخہ کی ایک صورت
۳۴۳	لڑکا اور دو لڑکیاں وارث ہوں تو ترکہ کیسے تقسیم ہوگا
۱	تقسیم ترکہ کی ایک صورت
۳۴۴	خاوند، بیٹی اور والد وارث ہوں تو میراث کیسے تقسیم ہوگی؟
۳۴۵	تقسیم میراث
۱	خالہ اور ماموں کی اولاد میں تقسیم ترکہ کی مثال
۳۴۶	تقسیم میراث کی ایک صورت
۱	علاقائی بھائیوں کے ہوتے ہوئے بھتیجیاں محروم ہوں گی
۳۴۷	بیوہ، پوتوں اور پوتیوں میں تقسیم میراث
۱	تقسیم ترکہ کی ایک صورت
۱	بیوہ، ہمشیرہ اور بھتیجوں کا ترکہ میں کتنا حصہ بنتا ہے؟
۳۴۸	بیوی، بیٹی اور علاقائی بھائی وارث ہوں تو میراث کی تقسیم شرعی
۱	تقسیم ترکہ کی ایک صورت
۳۴۹	تقسیم ترکہ کی ایک صورت
۱	تقسیم ترکہ کی ایک صورت
	استدراک جواب مرقومہ بالا
۳۵۰	عاق کئے ہوئے لڑکے کے ترکہ میں باپ، بیوی اور لڑکیوں کا حصہ
۳۵۱	بیوی، بیٹا اور بیٹیوں میں تقسیم ترکہ کی ایک صورت
۳۵۲	تقسیم ترکہ کی ایک صورت

صفحہ	مضمون
	استدراک جواب مذکورہ
۳۵۳	تقسیم ترکہ مناسخہ کی صورت میں
۳۵۴	شوہر بہنوں اور دادی میں تقسیم
"	بیٹی اور بیٹے کو ملنے والی جائیداد کے تین حصے ہوں گے
۳۵۵	بیٹے کے ہوتے ہوئے بھائی محروم ہوگا
"	صرف شوہر اور بھائی وارث ہوں تو میراث نصف نصف تقسیم ہوگی
"	بہن کے معاف کردہ حصہ اس کا شوہر دوبارہ طلب نہیں کر سکتا
۳۵۶	تقسیم ترکہ کی ایک صورت
"	تقسیم ترکہ کی ایک صورت؟
۳۵۷	تقسیم ترکہ کی ایک صورت
"	تقسیم ترکہ کی ایک صورت
	تیسرا باب
	متفرقات
۳۵۸	خاوند کی میراث تقسیم سے پہلے نواسہ کو بہہ کرنا
۳۵۹	تقسیم ترکہ کی ایک صورت
"	کیا زندگی میں علیحدہ حصہ وصول کرنے والا وفات کے بعد ترکہ میں سے حصہ لے سکتا ہے؟
۳۶۰	نکاح کے ثبوت کے بغیر بیوی اور اس کی اولاد ترکہ کی مستحق نہیں
"	شرعی شہادت سے ثابت ہونے والی بیوی اور اس کی اولاد وراثت کی مستحق ہے
۳۶۳	کیا وصیت کئے ہوئے مال کو موصی لہ کے وارث لے سکتے ہیں؟
"	سوتیلی ماں اور اس کی اولاد کو ذرا دھمکا کر وراثت سے محروم کرنا
۳۶۴	کیا مسلمان کے قادیانی وارث کو ترکہ میں سے حصہ ملے گا؟
۳۶۵	بیٹے کو عاق کر کے میراث سے محروم کرنا ناجائز ہے
"	لڑکیوں کو وراثت سے محروم کرنے کے لئے پیش کئے ہوئے بل کی ضمانت ناجائز ہے
	کتاب الوصیۃ
	پہلا باب
	صحت وجواز وصیت
۳۶۷	وصیت کی نفاذ کی صورت اور اس پر اجرت کا حکم

صفحہ	مضمون
۳۶۸	جائیداد کی ملکیت منتقل کرنے کی نسبت موت کے بعد کی طرف کرنا وصیت ہے ..
۳۶۹	فاحشہ عورت کے ترکہ سے خریدی ہوئی جنازہ گاہ میں نماز پڑھنے کا حکم
۳۷۰	متبنی کے لئے اپنی جائیداد سے وقف کرنے کا حکم
۴	(۱) مرض الموت میں مشترکہ جائیداد سے نابالغ بیٹے کے لئے وقف کرنے کا حکم
۴	(۲) مرض الموت میں وقف کرنے کا حکم
۳۷۱	بھائی، بھتیجی اور بھتیجے میں تقسیم میراث
۳۷۲	مسجد کے لئے وصیت کئے ہوئے مکان میں دو ثلث تک ورثاء کا حق ہے؟
۳۷۳	زندگی میں وراثت نہ دینے کا اظہار کرنے سے وارث محروم نہ ہوگا
۴	وارث کے لئے کی ہوئی وصیت کب نافذ ہوگی؟
۳۷۴	”میری وفات کے بعد میری متبنی لڑکی میری جائیداد کی وارث ہوگی“ کہنا وصیت ہے
۳۷۷	کیا وصیت کا نفاذ حقوق لازمہ ادا کرنے کے بعد ثلث مال تک ہوگا؟
۳۷۸	وصیت کے بعد بیہوشی کی حالت میں انتقال ہو تو وصیت کا کیا حکم ہے؟
۴	دوسرے ورثاء کے ہوتے ہوئے داماد اور بیٹی کو کل مال کا وارث بنانا
۴	بیوی کے حق میں وصیت کا حکم
۳۷۹	عمر و کوہنہ کی ہوئی جائیداد ان کی وفات کے بعد واپس نہیں لی جاسکتی
۳۸۰	بیٹی کے لئے کل ترکہ کی وصیت بیٹوں کی رضامندی کے بغیر کرنا
۴	کیا خاص مدرسہ کے لئے وصیت کی صورت میں دوسرے مدرسہ میں کتابیں دی جاسکتی ہیں؟
۳۸۱	مختلف وصیتوں کا حکم
۳۸۳	وصی صرف اجرت مثل لے سکتا ہے
۳۸۵	مختلف چیزوں کے بارے میں وصیت کا حکم
۳۸۸	وصیت کے لئے دوسری تحریر سے پہلی وصیت باطل ہو جائے گی
۳۸۹	کھانا کھلانے، کنواں بنوانے اور مسجد کی تعمیر کے لئے کی ہوئی وصیت کا حکم
۴	مرض الوفا میں ورثاء اور غیر ورثاء کے لئے کی ہوئی وصیت کا حکم
	دوسرا باب
	امانت میں وصیت
۳۹۳	امانت رکھے ہوئے مال سے وصیت اور اقرار کرنا
۴	جج بدل کے لئے اپنے پاس رکھے ہوئے بہن کے مال کا حکم
۳۹۵	نابالغ لڑکی بالغ ہونے کے بعد امانت رکھے ہوئے زیور واپس لے سکتی ہے

صفحہ	مضمون
	تیسرے باب
	ثلث میں وصیت
۳۹۵	مختلف وصیتیں جمع ہونے کی صورت میں ان کے نفاذ کی عملی صورت کیا ہوگی؟
۳۹۷	خاص مدرسہ کے لئے کی گئی وصیت شدہ کتابیں دوسرے مدرسہ میں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟
۳۹۸	خیراتی فنڈ اور نواسے اور نواسیوں کے لئے کی گئی وصیت کا حکم
۴۰۳	(۱) واقف کے مقرر کردہ متولیوں کی وفات کے بعد کون متولی ہو سکتا ہے؟
"	(۲) وقف کے متولی اپنی مرضی کے مطابق وصیت کی رعایت کرتے ہوئے خرچ کر سکتے ہیں
"	(۳) متولیوں کی خیانت سے وصیت باطل نہیں ہوتی
"	(۴) کیا وصیت کرنے والے کے کہنے کے خلاف وصیت کا نفاذ ہو سکتا ہے؟
"	(۵) ثلث کی مقدار تک غیر منقولہ جائیداد میں وصیت نافذ ہوگی
"	(۶) وصیت کے لئے مکان کی تقسیم پر وصیت شدہ مال سے خرچ کرنا
۴۰۸	ججدل اور مال کے لئے کی ہوئی وصیت کا حکم
"	(۱) کیا وصیت کرنے والے کا مال اس کی بتائی ہوئی ترتیب سے خرچ ہوگا؟
"	(۲) نمازوں کا فدیہ کے طور پر دین معاف کرنا
۴۱۰	پوتی کے لئے باپ والا حصہ وصیت کرنا جائز ہے

کتاب البیوع

پہلا باب

بیع باطل اور بیع فاسد

چوری کے مال کو خریدنا اور اس پر حاصل شدہ نفع کا حکم

(سوال) ایک تاجر چرم سولہ ہزار بحری کے چمڑے کو ایک یورپین تاجر کے ہاتھ فروخت کر چکا تھا رات میں اس کے لڑکے نے اس میں سے چرا کر چمڑا فروخت کر ڈالا اور مشتری کو بھی علم ہے کہ لڑکا باپ کے فروخت کردہ چمڑے کو چرا کر فروخت کر رہا ہے اس مشتری کا باوجود چوری کے علم کے یہ معاملہ شراء شرعاً درست ہو گا یا نہیں؟ نیز لڑکے کا باپ کے مال کو چورا کر فروخت کر ڈالنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ نیز اس چوری کے مال کو جس شخص نے خرید کیا ہے وہ حاجی نمازی مذوی زکوٰۃ ہے اس چوری کے مال کو خرید کرنے سے اس کی دینداری اور نیکی میں کوئی نقصان لازم آئے گا یا نہیں؟ اور اس معاملہ شراء سے وہ گناہ گار ہو گا یا نہیں؟ نیز اس مال مسروقہ کے نفع اور اصل مشتری کے مال حلال میں اگر مخلوط ہو جائے تو اس کے حلال مال میں کوئی شرعی قباحت لازم ہو گی یا نہیں اگر لازم ہو تو اس سے مال حلال کو کس طرح پاک کیا جائے؟

المستفتی نمبر ۸۶۱ حاجی مولانا بخش ڈھاکہ ۲۲ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۵ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۱) لڑکے کا یہ فعل حرام ہے اور اگر مشتری کو یہ علم تھا تو اس کو خریدنا بھی حرام تھا اور بیع و شراء دونوں ناجائز واقع ہوئیں^(۱) اور مشتری کی صلاحیت اس فعل سے خراب ہو گئی اور اس مال کا نفع بھی اس کے لئے حلال نہیں۔^(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

بیع کو قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا

(سوال) سونا چاندی یا دیگر اشیاء کو اس طرح خریدیں کہ اس کا نرخ طے کر کے تھوڑا روپیہ بطور بیعانہ کے دیکر کچھ مدت مقرر کر لیں کہ اس مدت کے بعد ہم باقی کاروپیہ دیکر مال لے لیں گے لیکن مدت ختم ہونے سے پیشتر ہم نے اس مال کو دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا اس مال کے اندر جو کچھ نفع ہو اوہ مالک مذکور سے لے لیا یا جو کچھ نقصان ہو اوہ ہم نے مالک مذکور کو دیدیا اس طریقہ سے تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی حاجی محمد داؤد صاحب تاجر (بلیماران دہلی)

(۱) وبطل بیع مالیس فی ملکہ و حکمہ عدم ملک مشتری (الدر المختار مع الرد باب بیع الفاسد ۵ / ۵۸۰ ۵ ط

سعید)

(۲) وفي الدر : الحرمة تتعدد مع العلم بها الا في حق الوارث وفي الشامية وان لم يردده يكره للمسلمين شراءه لانه ملك حصل له بسبب حرام شرعاً (رد المحتار مع الدر باب بیع الفاسد ۵ / ۹۸ ط سعید

(جواب ۲) بیع و شراء کا یہ طریقہ ناجائز اور حرام ہے یہ سٹہ ہے جو قمار میں داخل ہے اور قمار حرام ہے۔^(۱)
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

پھل ظاہر ہونے سے پہلے کی گئی بیع باطل اور پھل پورا ہونے سے پہلے فاسد ہے اور ان سے بچنے کیلئے متبادل صورت

(سوال) فصل انبہ کی بہار فروخت کرنے کی ملک ہندوستان میں چند صورتیں ہو سکتی ہیں اول صرف پھول کے نکلنے ہی بہار کی بیع کی جائے ثانی پھل نکل آئے ہیں لیکن بڑے نہیں ہوئے یعنی اس میں گٹھلیا نہیں پڑی ان کی اس شرط پر بیع و شراء کی کہ بائع پھلوں کو درخت پر رہنے دے ثالث پھل بڑے ہو چکے ہیں لیکن پختگی نہیں آئی اس شرط پر عقد واقع ہوا کہ بائع پھلوں کو درخت پر رہنے دے رابع پھل بڑے ہونے کے بعد مطلق عقد واقع ہوا کوئی شرط صلب عقد میں نہیں کی نہ قطع کی نہ ترک کی بعدہ مشتری نے باجائز بائع پھلوں کو درخت پر رہنے دیا حالانکہ عرف اور عموم بلوی بھی ہے کہ پھلوں کو تا اختتام فصل نہیں کاٹتے اور بائع بھی اصرار قطع پر نہیں کرتا۔

۱۔ اگر کوئی شخص چاہے کہ ایسی صورت اختیار کرے جس میں کوئی شرعی نقص نہ ہو تو کس صورت پر عمل کرے تاکہ اس کے عقد میں کوئی حرمت یا فساد لازم نہ آئے اور فصل بھی اس کے لئے حلال ہو۔ المستفتی نمبر ۲۳۷۴ بابو فضل الرحمن صاحب بلند شہر ۱۸ جمادی الاول ۱۳۵۷ھ ۷ جولائی ۱۹۳۸ء

(جواب ۳) پہلی صورت تو بیع باطل کی ہے^(۲) اور دوسری صورت اور تیسری صورت بیع فاسد کی ہے^(۳) اور چوتھی صورت صورتہ جائز ہے اور معنی حکم عرف وہ بھی فاسد ہے لیکن یہی چوتھی صورت اقرب الی الجواز ہے^(۴) اور بالکل جائز ہونے کی صورت یہ ہے کہ اس معاملہ کو زمین کے اجارہ کے طور پر کیا جائے یعنی مثلاً پھلوں کی قیمت ایک ہزار روپیہ ہے تو آٹھ سو روپے پھلوں کی قیمت قرار دیں اور دو سو روپے میں زمین کو اجارہ پر دیدیں مدت اجارہ وہ معین کی جائے جو پھلوں کی آخری مدت ہو تو اس صورت میں پھلوں کا درختوں پر

(۱) قال الله تبارك و تعالیٰ : يا ايها الذين آمنوا انما الخمر والميسر والا نصاب والا زلام رجس من عمل الشيطان الخ (سورة مائدة پ ۷ اية ۷)

(۲) فی الدر المختار و بطل بیع مالیس فی ملکہ لبطلان بیع المعدوم و ماله خطر العدم و فی الشامیة (قوله خطر العدم) کالحمل والبن فی الضرع (وفی حاشیة ابن عابدین) ای و کذا التمر والزروع قبل الظهور الخ (الدر المختار مع الرد باب بیع الفاسد ۵۹/۵ ط سعید)

(۳) فی الدر المختار و من باع ثمرة بارزة ظهر صلاحها اولا صح ولو برز بعضها دون بعض لا فی ظاهر المذهب و یقطعها المشتري فی الحال وان شرط ترکها علی الاشجار فسد الخ (الدر المختار مع الرد کتاب البیوع مطلب فی بیع الثمر والشجر ۴/۵۵۴ ط سعید)

(۴) فی العالمگیریة ولو اشتراها مطلقا و ترکها باذن البائع طاب له الفضل (عالمگیریة کتاب البیوع ۳/۱۰۶ ط کوئٹہ)

رہنا جائز ہو جائے گا۔^(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

دوسرا باب زمین و مکان کی خرید و فروخت

اپنی زمین پر تعمیر کی خاطر پڑوسی کو بلا وجہ رقم دینا صحیح نہیں

(سوال) ایک شخص نے ایک زمین خریدی، پڑوس میں ایک مکان ہے جس کی دیوار میں کھڑکیاں ہیں کھڑکیاں کھلے رہتے ہوئے بیس سال کا عرصہ ہوا جس نے زمین خریدی ہے وہ مکان بنانا چاہتا ہے پڑوسی کہتا ہے کہ تم ہماری کھڑکیاں بند نہیں کر سکتے کیونکہ سرکاری قاعدہ کے موافق کوئی حق بند کرنے کا نہیں ہے اگر بند کرنا چاہتے ہو تو ہم کو اس قدر روپیہ دو چنانچہ وہ شخص جس نے زمین خریدی ہے آپس میں طے شدہ روپیہ دیتا ہے اور کچھ لکھا پڑھی ہوتی ہے پھر صاحب زمین مکان بنا سکتا ہے سوال یہ ہے کہ یہ روپیہ کس چیز کی قیمت باید لہ ہے اور پڑوسی کو لینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۴) یہ معاملہ ناجائز ہے جس نے زمین خریدی ہے اسے اپنی زمین اور ملک پر مکان بنانے کا حق حاصل ہے اور پڑوسی کا روکنا ظلم ہے اور اس کے عوض میں روپیہ لینا باطل ہے۔ رجل له باب او کوة فخاصمه جاره فصالحه على دراهم معلومة يدفعها الى الجار ليترك الكوة ولا يسدها كان ذلك باطلا وكذا لو كان الصلح بينهما على ان ياخذ صاحب الكوة دراهم معلومة ليسد الكوة والباب كان باطلا كذا في الظهيرية (فتاویٰ عالمگیری)^(۲) 'کوه' روشندان 'کھڑکی درپچہ کو کہتے ہیں۔ واللہ اعلم' محمد کفایت اللہ غفر لہ سنہ ۱۳۵۷ھ مسجد دہلی

دوسرے کے لئے کوئی چیز خرید کر اسپر اپنا دعویٰ کرنا

(سوال) ایک جائیداد زید و عمر کے نام خالد خریدتا ہے بعد مدت کے خالد مدعی لنفسہ بنتا ہے ثبوت یہ پیش کرتا ہے کہ میرے بھی کھاتے میں اس کا اندراج میری ملکیت میں واقع ہے قبل اس کے جائیداد کا اکثر حصہ مملوکہ و مقبوضہ زید اور عمر و کا ہے جس کو خالد تسلیم کرتا ہے بقیہ حصہ جو متنازعہ فیہ ہے اس کا عمر اور طریق بھی حصہ مسلمہ میں واقع ہے عمر و بقید حیات ہے لیکن زید انتقال کر چکا ہے زید کی زندگی میں خالد نے کوئی نزاع نہیں

(۱) فی الدر المختار، والحيلة ان ياخذ الشجرة معاملة على ان له جزء من الف جزء ويستاجر الارض مدة معلومة يعلم فيها الادراك باقى الثمن و فى الاشجار الموجود و يحل له البائع ما يوجد (الدر المختار مع الرد مطلب فساد المتضمن يوجب فساد المتضمن ۴ / ۵۵۷ ط سعید)

(۲) (عالمگیری) کتاب الصلح، الباب العاشر فی الصلح وما يتعلق به ۴ / ۲۵۷ ط ماجدیہ کوئٹہ

کیا اور نہ اپنی ملکیت کا اظہار کیا بعد انتقال اس کی اولاد صغار باقی ہے خالد بکرا یہ ان کے مکان میں سکونت رکھتا تھا اور اب اس پر قابض ہو گیا خالد کا یہ دعویٰ شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۳۴۷، شیخ عطاء الرحمن ادھوڑی صدر بازار دہلی ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ ۲۴ جون ۱۹۳۴ء

(جواب ۵) جب کہ جائیداد کا قبالہ^(۱) زید و عمر کے نام ہے اور خود ہی خالد نے ان کے نام جائیداد خریدی ہے اور وہی اس کارکن اور منتظم تھا اور زید کی زندگی میں کبھی خالد نے اس جائیداد کو اپنی ملک نہیں بتایا اور نہ اس طویل عرصہ میں اس نے اپنی ملکیت ثابت کرنے کی کوئی کارروائی کی تو اب اس کا یہ دعویٰ ناقابل سماعت ہے^(۲) اور یہی کھاتے کا اندراج اس بارے میں حجت نہیں کہ اس کے مقابلے میں صاف و صریح قبالہ زید و عمر کے نام کا موجود ہے جو خود خالد کا کر لیا ہوا ہے^(۳) نیز یہی کھاتہ اپنے فائدہ کے لئے حجت نہیں۔^(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

بیع میں دھوکہ کا ازالہ

(سوال) زید نے جو شرع محمدی کا پابند مسلمان ہے بحر مسلمان کے ہاتھ ایک قطعہ اراضی سکنی برائے تعمیر مکان فروخت کی اور بحر مذکور کو قبالہ بیع نامہ میں تحریر کر دیا کہ غرب پلاٹ ہذا کی طرف دیوار سراسر اٹھا کر لے جانے کا حق ہوگا اور خریدار قطعہ دیگر کو جو بالکل قطعہ مذکور کے متصل ہے اور جس کی دو عدد کھڑکیاں اور دو عدد روشن دان بطرف پلاٹ بحر کھلتی تھیں تیغہ^(۵) کرادیں اور بند کرادیں اور قبالہ میں بھی تحریر کر دی کہ خریدار کو دیوار سراسر اٹھا کر لے جانے کا حق ہے اور خریدار متصل مکان کو روکنے کا مجاز نہ ہوگا جس کا قبالہ ۱۲ مارچ ۱۹۳۶ء کو ہوا لیکن ۷ مارچ ۱۹۳۶ء کو متصل مکان کے خریدار کو جس کا بحر کو کچھ علم نہیں تھا قبالہ میں لکھ دیا کہ دو عدد روشن دان اور دو عدد کھڑکیاں ہیں جن کی پیمائش وغیرہ بھی لکھ دی اور بعد میں خریدار نے تیغہ بھی کھلوادیا جس سے بحر کی تعمیر مکمل نہ ہو سکی اور بعض ضروریات مثل باورچی خانہ و غسل خانہ و حجرہ ہاؤزینہ وغیرہ کی تکمیل نہ ہونے کی وجہ سے سخت نقصان بحر کو ہو رہا ہے اور حکم امتناعی دیوانی ہوا ہے اور دیوانی مقدمہ چل رہا ہے المستفتی نمبر ۲۰۹۴ محمد عالمگیر خاں صاحب کشمیری گیٹ دہلی ۴ شوال ۱۳۵۶ھ ۸ دسمبر ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۶) زید کا یہ فعل کہ اس نے بحر کو یہ لکھ دیا کہ سراسر دیوار لے جانے کا حق ہے اور پاس والے خریدار کو یہ لکھ دیا کہ اس کی کھڑکیاں اور روشن دان قائم ہیں معاملہ کے خلاف اور ایک قسم کی تلخیس ہے اور اس سے

(۱) قبالہ بیع نامہ وہ کاغذ جس سے کسی چیز پر ملکیت ظاہر ہو۔ (فیروز اللغات ص ۹۴)

(۲) واما شروط صحة الدعوى عدم التناقض فى الدعوى الا فى النسب والحرية وهو ان لا يسبق منه ما يناقض دعواه (عالمگیریۃ کتاب الدعوى ۴/ ۲ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۳) لان الصریح يفوق الدلالة اعنى العرف (رد المحتار مع الدر کتاب النکاح باب المهر ۳/ ۱۴۲)

(۴) ذکر فی الحائید والا سعادۃ اذ عی علی رجل فی یدہ ضیعة انها وقف واحضر صکا فیہ خطوط الدول والقاضین وطلب القاضی القضاء بذلك الصک قالوا لیس للقاضی ذالک الی قوله لان الخط تشبه الخط (رد المحتار مع الدر کتاب الوقف مطلب احضر صکا فیہ خطوط العدول ۴/ ۱۳ ط سعید)

(۵) تیغہ کر دینا بند کر دینا فیروز اللغات

بحر کو جو نقصان پہنچا اس کی من وجہ ذمہ داری زید پر عائد ہوتی ہے اور اس کا فرض ہے کہ اپنے قول کے موافق بحر کی دیوار کو پوری اونچائی تک پہنچانے کی ذمہ داری خود قبول کرے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

تیسرا باب حق شفیعہ

(۱) مسجد کی زمین پر شفیعہ کا دعویٰ

(۲) مسجد کے لئے خریدی گئی زمین پر شفیعہ کے دعوے کا حکم

(سول) (۱) ایک شخص نے سفید زمین متصل مسجد و حجرہ مسجد کو بیع کر کے دی تھی رقم بعض حضرات نے جو متولیان مسجد ہیں دیکر خرید کی ہے اب بعض شفیعہ دار نے شفیعہ کا تقاضا کیا ہے چونکہ تحریر اسٹامپ میں وہ بیع قطعی بحق مسجد لکھ دی گئی ہے اور وہ سفید زمین مسجد کی بیع کے ماتحت وقف میں داخل کر دی گئی ہے کیا اجرت مذکورہ شفیعہ دار شفیعہ کر سکتا ہے؟

(۲) ایک مکان جس پر مسجد کا شفیعہ تھا اور متولیان مسجد اس مکان کو مسجد کے لئے لینا چاہتے تھے مگر ایک شخص نے وہ مکان خرید کیا بعد خرید کرنے کے مسجد کا شفیعہ کیا گیا جس پر اس شخص نے کہا کہ میں کچھ حصہ اس مکان کا مسجد کو دیدوں گا اس وعدہ پر متولیان مسجد خاموش ہو گئے اور بعض متولیان ناراض ہو گئے مگر بعد میں اس شخص وعدہ کنندہ نے مسجد کو کوئی حصہ نہ دیا اس حالت میں اس مکان پر مسجد کے متولیان دعوائے شفیعہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ عرصہ قریب پانچ سال گزر چکا ہے۔ المستفتی نمبر ۸۰۳ شیخ عبدالرشید (ملتان) ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ ۱۲ مارچ ۱۹۳۶ء

(جواب ۷) (۱) اس صورت میں شفیعہ اس زمین کو حق شفیعہ لے سکتا ہے۔^(۱)

(۲) مسجد کے لئے حق شفیعہ نہیں ہوتا۔^(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

حق شفیعہ بیع مکمل ہونے کے بعد ثابت ہوتا ہے

(اخبار الجمعۃ سے روزہ مورخہ ۸ نومبر ۱۹۲۵ء)

(سوال) زید نے اپنے مملوکہ مکان کو آٹھ سو روپے میں بحر مشتری کے ہاتھ فروخت کرنا طے کر کے خالد شفیع کو ایک تحریر مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۲۵ء کو دی کہ ”میں بحر مشتری کو بقیعت مذکورہ اپنا مکان فروخت کر رہا

(۱) فی الدر و سببها اتصال ملک الشفع بالمشتري بشرکة او حوار (الدر مع الرد ۶ ۲۱۷ ط س)

(۲) فی الدر ولا شفیعۃ فی الوقف ولا بحوارۃ فی الشامیۃ مالا يجوز بیعه من العقار کالأوقاف لا شفیعۃ فی شی من ذالک

الدر المختار مع الرد کتاب الشفعۃ ۶ ۲۲۳

ہوں۔ چونکہ آپ شفیع ہیں اس لئے آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ بوجہ حق شفیع اگر آپ مکان مذکور بقیعت ملے
 شدہ متذکرہ لینا چاہیں تو مجھے جلد اطلاع دیں ورنہ ۲۹ ستمبر سنہ مذکورہ کو میں بیع نامہ کی تکمیل عدالت سے
 کراؤں گا۔ اور یہ تحریر خود بائع نے شفیع کو دی تاریخ مقررہ یعنی ۲۹ ستمبر تک کوئی اطلاع شفیع نے تحریری دی
 نہ زبانی۔ ۲۹ ستمبر کو بیع یعنی ایجاب و قبول مکمل ہو چکا مگر رجسٹری کی تکمیل نہ ہوئی۔ پھر شفیع نے بائع سے ۵
 اکتوبر کو مل کر کہا کہ میرے ساتھ بوجہ حق ملاقات و ہمسائیگی میرے اور میرے والد مرحوم کے کچھ قیمت
 میں کمی کر دیجئے بائع نے کہا کہ خیر صہ کے نقصان کو آپ کی خاطر برداشت کرتا ہوں معماہیں آپ کے نام بحر
 مشتری کو راضی کر کے رجسٹری کراؤں گا لیکن آج چار بجے تک آپ اس کا جواب دیں ورنہ کل رجسٹری بحر
 کے نام کراؤں گا ۶ اکتوبر کو تعطیل تھی ۷ اکتوبر کو عدالت سے رجسٹری کرا دی گئی اور منجانب خالد کے کوئی
 تحریر جواب یا زبانی بائع یا مشتری کو نہ ملا اب سوال یہ ہے کہ شفیع کا حق شفیع باطل ہو یا نہیں اور اگر شفیع ۸ اکتوبر کو
 ۸ بجے صبح طلب مواثبت و اشتداد کرے تو وہ قابل اعتبار ہے یا نہیں؟ جو نہ بقدر علم بیع کیا گیا ہو نہ باتحاد مجلس؟
 (جواب ۸) حق شفیع کا ثبوت و لزوم دار مشفوعہ کی بیع سے ہوتا ہے^(۱) قبل بیع اگر شفیع خاموش رہے یا انکار
 بھی کر دے تاہم وقوع بیع کے وقت اس کو مطالبہ حق شفیع کا اختیار ہوتا ہے^(۲) اس لئے ۲۹ ستمبر سے پہلے کی
 تمام کارروائی یعنی بائع کا خالد شفیع کو تحریری اطلاع ارادہ بیع کی دینا اور خالد کا سکوت کرنا کالعدم ہے^(۳) ۲۹ ستمبر
 کو معاملہ بیع مکمل ہو چکا مگر خالد کو اس کی خبر ہونا سوال میں مذکور نہیں ۵ اکتوبر کو جو گفتگو زید بائع اور خالد شفیع
 کی مذکور ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خالد کو ابھی تک بیع ہو چکنے کا علم نہ تھا اس لئے وہ زید سے بواسطہ حق
 ہمسائیگی تخفیف ثمن کی درخواست کرتا ہے اور زید کے کام میں بھی کوئی ایسے لفظ نہیں جن سے ثابت ہوتا
 ہو کہ اس نے بیع ہو چکنے کی اسکو خبر کی ہو بلکہ اس نے یہ کہا کہ ہاں میں پچاس روپے کم کر کے بحر کو راضی
 کر کے (چونکہ میں اس سے وعدہ کر چکا ہوں اس لئے اس کو راضی کرنے کی ضرورت ہے) تمہارے نام لملص
 میں رجسٹری کراؤں گا۔ اس سے خالد یہ سمجھا ہو گا کہ بیع ابھی تک واقع نہیں ہوئی پھر ۸ اکتوبر تک جو اس نے
 جواب نہیں دیا اس سے حق شفیع ثابت ہونے میں نقصان نہیں آتا ممکن ہے کہ اس کو ۸ اکتوبر کو ہی اطلاع
 ہوئی ہو کہ معاملہ بیع مکمل ہو گیا اور اس نے بغور علم طلب مواثبت کی ہو بہر حال اگر شفیع کو بیع واقع ہو چکنے کی
 اطلاع ہوئی ہو اور اس نے طلب مواثبت و طلب اشہاد نہ کی ہو تو حق شفیع باطل ہو گیا^(۴) واقعات مذکورہ
 سوال سے یہ امر ثابت نہیں ہوتا اور ارادہ بیع کی اطلاع ہونے اور شفیع طلب نہ کرنے سے حق

(۱) تجب بعد البیع ولو فاسداً انقطع فیہ حق المالك كما یاتی (الدر المختار مع الرد کتاب الشفیعہ ۶/۲۱۹، س)

(۲-۳) اسقط الشفیع قبل الشفیعۃ الشراء ولم یصح لفقد شرطہ وهو البیع وان وجد السبب وهو اتصال ملک الشفیع
 بالمشتري لانه لا یكون سببا الا عند وجود الشرط (رد المختار مع الدر کتاب الشفیعۃ ۶/۲۴ ط سعید)

(۴) وهذا الطلب لا بد منه حتی لو تمکن ولو بکتاب او رسول ولم یشهد بطلت شفیعۃ (الدر المختار مع الرد کتاب
 الشفیعۃ ۶/۲۲۶ ط سعید)

شفعہ ساقط نہیں ہوتا^(۱) واللہ اعلم، محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ، دہلی

(۱) مسجد کی زمین پر شفعہ کا دعویٰ

(۲) مسجد کے لئے شفعہ کے دعوے کا حکم

(الجمعیتہ مورخہ یکم اپریل ۱۹۳۶ء)

(سوال) (۱) متولیان مسجد نے مسجد سے متصل ایک زمین مسجد کے واسطے خریدی ہے۔ اب ایک شفعہ دار نے شفعہ کا تقاضا کیا ہے۔ چونکہ اسٹامپ کاغذ میں وہ بیع قطعی بحق مسجد لکھ دی گئی ہے اور بعد خریداری وقف میں داخل ہو گئی ہے ایسی صورت میں کیا شفعہ دار اس زمین کو لے سکتا ہے؟

(۲) ایک مکان مسجد کے متصل تھا مسجد والے اس کو خریدنا چاہتے تھے مگر ایک شخص نے اس کو خرید لیا اور وعدہ کیا کہ میں کچھ حصہ اس میں سے مسجد کو دیدوں گا پھر وہ وعدہ سے پھر گیا کیا اہل مسجد اس کو شفعے میں لے سکتے ہیں؟

(جواب ۹) (۱) اس صورت میں شفعہ اس زمین کو بحق شفعہ لے سکتا ہے^(۲)

(۲) مسجد کے لئے حق شفعہ نہیں ہوتا۔^(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ

(۱) وبتاخیرہ مطلقاً بعذر او بغيره شهراً او اكثر لا تبطل الشفعة حتى يسقطها بلسانه (ایضاً ۶/۲۲۶)

(۲) وسببها اتصال ملك الشفع بالمشتري بشركة او جوار (الدر المختار مع الرد كتاب الشفعة ۶/۲۱۷ طس)

(۳) ولا شفعة في الوقف ولا بجواره (الدر المختار مع الرد كتاب الشفعة ۶/۲۲۳) واضح رہے کہ یہی سوال وجواب بعینہ پہلے گزر چکے ہیں۔

چوتھا باب نباتات کی خرید و فروخت

کلیاں نکلنے سے پہلے پھولوں کی خرید و فروخت

(سوال) باغ متعلقہ مسجد میں مختلف پھولوں کے پودے ہیں جن کو ہمیشہ پھولوں کی فصل میں مالی خرید لیا کرتے تھے جن سے مسجد میں سالانہ چھ سات روپے کی آمدنی ہو جاتی تھی لیکن جب سے یہ مسئلہ نظر سے گزرا کہ شئی معدوم کی بیع ناجائز ہے اس وقت سے یہ کیا جانے لگا کہ پھول آنے پر توڑ کر روزانہ فروخت ہونے لگے اس صورت میں فقط ایک دو روپے کی آمدنی ہوتی ہے اس میں مسجد کا نقصان ہے اگر ابتدائے فصل میں جب کہ پھولوں کی فصل شروع ہو تو پوری فصل کے لئے پھولوں کی بیع شرعاً ہو سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۶ محمد عبد المجید خاں سرونج مالوم ۸ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق یکم اگست ۱۹۳۳ء

(جواب ۱۰) پھولوں کی بیع تو فصل شروع ہونے کے بعد بھی نہیں ہو سکتی کیوں کہ ایک دم کلیاں ظاہر نہیں ہوتیں بلکہ رفتہ رفتہ آتی ہیں تو بہر حال بیع معدوم لازم آئے گی^(۱) ہاں اس باغ کی زمین کو اجارہ پر دیا جاسکتا ہے اور اس سلسلے میں پودوں سے انتفاع کی اجازت ہو سکتی ہے اور مالی روزانہ پھول توڑ کر فروخت کر سکتا ہے۔^(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

کھڑے درختوں کی لکڑیاں پچنا

(سوال) زید نے عمرو کے ہاتھ پچاس چٹے لکڑی سوختنی کے اپنے جنگل سے اس شرط پر فروخت کئے کہ جز عمارتی لکڑی شیشم وغیرہ کے از قسم کڑوک ڈھاک وغیرہ درو^(۳) کرے۔ صورت حال یہ ہے کہ جز ڈھاک کے دوسری لکڑی کڑوک نہری زونی وغیرہ پالتہ شمار کی جاتی ہے اور ڈھاک کی لکڑی کم درجہ کی شمار ہوتی ہے ڈھاک کی لکڑی شامل کر کے قیمت اور ہوتی ہے۔ اور علاوہ ڈھاک کے دوسری قسم کی پختہ لکڑی کی قیمت اور ہوتی ہے اب عمرو نے زید سے خصمہ صمی تعلقات کی بناء پر یہ چاہا کہ چونکہ میں کاروبار کروں گا ممکن ہے کہ ڈھاک کی قیمت اچھی نہ آئے اس لئے مجھ کو ڈھاک کی لکڑی سے مستثنیٰ کیا جائے۔ اور مجھ کو اختیار دیا جائے کہ میں ڈھاک کی لکڑی چھوڑ کر دوسری پختہ لکڑی کاٹ لوں۔ زید نے یہ سمجھ کر کہ ان کو پار سال بھی کچھ

(۱) و بیع ما لیس فی ملکہ لبطلان بیع المعدوم و ما اذا خطر العدم (الدر المختار مع الرد کتاب البیوع باب بیع الفاسد ۵۸ ط، سعید)

(۲) فالمشتری اما ان یكون مما یوجد شینا فشینا فقد وجد بعضه او لم یوجد منه شی یشتري الاصول بعض الثمن و یستاجر الارض مدة معلومة بیا فی الثمن للایام، البائع بالقلع قبل خروج الباقي او قبل الادراك رد المختار مع الدر باب بیع الفاسد ۵۵۷/۴ ط، سعید)

(۳) قولہ درو کہنی کہنی کہنی فیروز اللغات

نقصان رہا ہے اس شرط پر اجازت دیدی کہ وہ خود کاروبار کریں اب عمرو نے اپنی ضرورت سے کچھ منافع لے کر وہ پچاس چٹے فروخت کر دیئے اور وہی رعایت جو زید نے عمرو کے ساتھ کر دی تھی وہ ان کے ساتھ بھی کرانا چاہتے ہیں زید کہتا ہے کہ یہ رعایت مخصوص آپ کے ساتھ بشرط کاروبار تھی۔ جب آپ نے کاروبار نہیں کیا تو دوسرا شخص جس کے ہاتھ آپ نے فروخت کئے ہیں اس رعایت کا مستحق نہیں ہے۔ عمرو یہ کہتا ہے کہ جب آپ نے مجھ کو یہ اجازت دیدی تھی خواہ آپ کی نیت کچھ ہو اب آپ کو اس دوسرے خریدار سے یہ کہنے کا حق نہیں کہ تم لکڑی ڈھاک کی بھی ضرور درو کرو یا قیمت میں اضافہ کرو۔ متعارف یہ ہے کہ بشمولیت ڈھاک قیمت چھ مثلاً عیس روپے ہوتی ہے اور ڈھاک کو چھوڑ کر تیس روپے ہوتی ہے اب اگر زید اس خریدار سے قیمت میں اضافہ کرے تو عندا شرع جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی سید ظفریاب حسین ضلع جہور ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۶ھ

(جواب ۱۱) کھڑے درختوں کی لکڑی کی یہ بیع و شراہی شرعاً جائز نہیں کیوں کہ اس میں بیع موجود نہیں یعنی صورت بیعہ کے ساتھ اس کا وجود نہیں^(۱) پس زید کو حق ہے کہ وہ اس کے معاملہ کو فسخ کر دے^(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

پانچواں باب نیلام

نیلام میں ایسی شرط لگانا جس میں بائع کا فائدہ ہو

(سوال) زید نے بحر کے ہاتھ نیلام میں ایک قطعہ اراضی مبلغ آٹھ ہزار روپے کی فروخت کی اور اشتہار میں یہ شرط تھی کہ اگر ۱۵ یوم میں رجسٹری نہ کرائی تو بیعنامہ ضبط اور اس کی ذمہ داری پر دوبارہ نیلام کر دیا جائے گا چنانچہ بحر نے اس نیلام کی شرط پر عمل نہیں کیا۔ اور اس کی زندگی میں ہی زید نے بحر کو نوٹس دیدیا کہ تمہارا بیع نامہ اشتہار نیلام کی شرائط کے مطابق ضبط کر لیا گیا اور تمہاری ذمہ داری پر دوبارہ نیلام ہو گا اس نے تازیست رجسٹری نہیں کرائی اور پھر وہ فوت ہو گیا اب اس کے ورثا طلب کرتے ہیں کہ بیعنامہ ایک ہزار روپے دو از روئے شرع شریف وہ اس کے حق دار ہیں یا نہیں؟ جو نقصان ہوا اس کا ذمہ دار کون ہو گا؟ دوبارہ نیلام زید کے انتقال کے بعد ہوا ہے المستفتی نمبر ۸۸۵ حاجی محمد اسحاق بازہندو راؤ دہلی محرم ۱۳۵۵ھ ۲۱ اپریل ۱۹۳۶ء (جواب ۱۲) نیلام (بیع من یزید) بھی بیع کی ایک قسم ہے جو شرعاً جائز اور معتبر ہے^(۳) مگر جو شرط

(۱) لبطلان بیع المعدوم وفي الشامية اذ من شرط المعقود عليه ان يكون موجوداً مالا متقوماً وان يكون ملك البائع فيما يبيع لنفسه وان يكون مقدور التسليم (الدر المختار مع الرد باب بیع الفاسد ۵ / ۵۸ ط، سعید) (۲) ويجب على كل واحد منهما فسخه قبل القبض (الدر المختار مع الرد باب بیع الفاسد ۵ / ۹۰ ط، س) (۳) وفي الدر لا يكره بيع من یزید لما مر في بیع الدلالة (الدر المختار مع الرد كتاب البیوع باب بیع الفاسد ۵ / ۱۰۳ ط، سعید)

فاسدہ کہ بیع کو فاسد کرتے ہیں وہ اس بیع کو بھی فاسد کریں گے مثلاً یہ شرط کہ اگر میعاد معین پر ثمن ادا کر کے رجسٹری نہ کرائی گئی تو بیعنا ضبط کر لیا جائے گا۔ ایک شرط فاسد مفسد عقد ہے اور اس کی وجہ سے بیع فاسد ہو گئی^(۱) اور بیع فاسد کا فسخ کرنا متعاقدین کے ذمہ شرعاً واجب ہوتا ہے اور بیعنا کی واپسی بائع کے ذمہ واجب ہے^(۲) اسے ضبط کرنے کا حق نہیں^(۳) دوبارہ نیلام میں کمی قیمت کا خسارہ بھی بائع کے ذمہ ہوگا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔ الجواب صحیح حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی۔

گائے خرید کر قبضہ میں آنے سے پہلے آگے پہنچایا وقف کرنا

(سوال) عرفہ کے روز شام کے وقت ایک شخص مسمیٰ عبدالعزیز نے اپنی طرف سے اور اپنے شرکاء کی جانب سے ایک گائے قربانی کے واسطے خریدی اور ایک روپیہ بیعنا دے کر کہا کہ کل یہ گائے ہمارے مکان پر پہنچا دو چنانچہ قصائی کل کو گائے ان کے مکان پر پہنچانے چلے راستے میں ان سے چھوٹ کر ایک متمول ہندو کے اصطبل میں گھس گئی۔ وہاں سے نکال کر لے چلے تو آگے جا کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئی قصائیوں نے اس کو اٹھا کر لے جانا چاہا مگر ہندوؤں نے نہیں لے جانے دیا بہت سے ہندو جمع ہو گئے آخر اطلاع یابی پر اہل کار پولیس اس گائے کو تھانہ لے گئے۔ بارہویں شب ذی الحجہ کو وہ گائے بہ سبب اندیشہ فتنہ و فساد (بلوہ) یا حکم صاحب کلکٹر بہادر چند سربر آوردہ مسلمانوں کو اس شرط سے دی گئی کہ چھ ماہ تک قربانی نہ کی جائے۔ بعد کئی روز کے ان چند مسلمانوں نے جن کے گائے سپرد تھی بائیمائے حکام ایک جلسہ منعقد کر کے مسمیٰ عبدالعزیز جو منجملہ شرکا کا ایک حصہ دار تھا یہ کہا کہ وہ گائے ہم نے تم کو دی جو ہماری سپردگی میں ہے اس نے کہا کہ میں نے مدرسے میں وقف کی اس کا یہ کہنا تھا کہ فوراً اس گائے کا نیلام انہیں چند سربر آوردہ مسلمانوں نے شروع کر دیا۔ آخر مبلغ دو سو روپے میں وہ گائے ایک مسلمان نے خرید لی اب دریافت طلب یہ امور ہیں کہ :

(۱) بیع اول جو قصائیوں سے ہوئی شرعاً منعقد ہوئی یا نہیں؟

(۲) ایام قربانی میں ان چند مسلمانوں کو ایسی شرط جائز تھی یا نہیں کہ چھ ماہ تک قربانی نہ کریں گے۔

(۳) وقف کا جائز اگر ایک مکان میں بند ہو اور ایک شریک یہ کہہ دے کہ میں نے وقف کر دیا اور مدرسہ والوں نے اس پر قبضہ نہ کیا ہو بلکہ اس کو دیکھا تک نہ ہو اس صورت میں وقف ثابت ہو گا یا نہیں اور اس کا نیلام درست ہو گا یا نہیں؟

(۴) در صورت عدم جواز نیلام گائے کے مستحق کون لوگ ہیں؟

(۱) فی التنبیہ : و بیع بشرط لا یقتضیہ العقد ولا یلائمہ و فیہ نفع لاحد ہما الخ (الدر المختار کتاب البیوع باب بیع الفاسد ۵/ ۸۵ ط سعید)

(۲) ویجب علی کل واحد منہما فسخہ قبل القبض (الدر المختار باب بیع الفاسد ۵/ ۹۰ ط سعید)

(۳) نہی عن العربان ان یقدم الیہ شی من الثمن فان اشتری حسب من الثمن والا فہو لہ مجاناً و فیہ المعنی المیسر (حجة اللہ البالغۃ مبحث البیوع المنہی عنہا ۲/ ۳۲۲ ط آرام باغ)

(۵) اگر مشتری نیلام اس گائے کو ہندوؤں کو دیدے تو اس کی نسبت کیا حکم ہے؟
 (جواب ۱۳) (۱) صورت مسئلہ میں وہ بیع جو کہ قصائیوں سے ہوئی وہ منعقد ہو گئی لیکن چونکہ مشتریوں نے بیع پر قبضہ نہ کیا تھا اس لئے بیع ان کے ضمان میں داخل نہیں ہوئی اور جب تک کہ قصائی بیع کو مشتریوں کے قبضے میں نہ دیدیں بیع کے ہر نفع نقصان کے ذمہ دار ہیں^(۱)
 (۲) اس شرط میں چونکہ مسلمانوں کی مذہبی آزادی اور ایک شعار مذہبی پر صدمہ پہنچتا ہے اس لئے یہ شرط ناجائز تھی۔^(۲)

(۳) یہ وقف صحیح نہیں ہوا کیونکہ واقف تمام گائے کا مالک نہیں اور وقف بدون ملک صحیح نہیں ہوگا۔^(۳)
 (۴) ابھی تک گائے کے مستحق قصائی ہیں کیونکہ وہ انہیں کے ضمان میں ہے اور نیلام صحیح نہیں ہوا کیونکہ مالکوں کی رضامندی سے نہیں ہوا ہے۔^(۴)
 (۵) مشتری نیلام کی خریداری ہی صحیح نہیں ہے^(۵) اور ہندوؤں کو دیدینا تو خریداری صحیح ہونے کی صورت میں بھی ناجائز تھا۔ کیونکہ اس میں ایک اسلامی حکم کی ہتک اور بے عزتی ہوتی ہے^(۶) واللہ اعلم۔

چھٹا باب خيار شرط

بیع مکمل ہونے کے بعد بائع کو ایک سال تک واپس لینے کا اختیار دینا اور اس دوران مشتری کا بیع سے فائدہ اٹھانا۔

(سوال) زید مکانات کی شر اس طور پر کرتا ہے کہ کسی ضرورت مند سے اس کا مکان بازاری قیمت سے کم قیمت پر خرید کرتا ہے اور تکمیل بیع کے بعد بائع سے زبانی یا تحریری وعدہ کرتا ہے کہ اگر مثلاً تاریخ بیع سے ایک سال کے اندر اندر تم اپنا مکان واپس لو گے تو بذریعہ بیع اسی قیمت پر میں تم کو واپس کر دوں گا۔ جس قیمت

(۱) ولا یصح اتفاقاً بیع منقول قبل قبضہ (التنویر الابصار کتاب البیوع ۵/ ۱۴۷ ط، سعید)

(۲) یا ایہا الذین آمنوا لا تحلو اشعار اللہ (پ ۶، سورۃ مائدہ ۶)

(۳) وفي شرح التنویر لا یتیم الوقف حتی یقبض و یفرز فلا یجوز وقف مشاع یقسم خلافاً للشافعی و یجعل اخره لجهة قربة لا تنقطع (الدر المختار کتاب الوقف ۴/ ۳۴۸)

(۴) کل تصرف صدر منه تملیکاً وله مجیز ای لهذا التصرف من یقدر علی اجازة حال وقوعه انعقد موقوفاً وفي رد المختار ای علی اجازة من یملك ذالك العقد (الدر المختار مع الرد باب بیع الفاسد فصل فی الفضولی ۵/ ۱۰۷ ط، سعید)

(۵) لا یصح اتفاقاً ککتابہ واجارۃ و بیع منقول قبل قبضہ ولو من بائعه کما سیجی (التنویر الابصار مع الدر المختار باب المراجعة والتولية ۵/ ۱۴۷ ط سعید)

(۶) یا ایہا الذین آمنوا لا تحلو اشعار اللہ ولا الشهر الحرام (پ ۶، سورۃ مائدہ ۲)

پہلے سے تم سے خرید کیا ہے۔ البتہ اس مصارف کے بقدر زر ثمن میں اضافہ کروں گا جو مرمت مکان وغیرہ میں خرچ پڑا ہوگا اور بعد گزرنے ایک سال کے میں اس معاہدے کی پابندی کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ جانین کی نیت یہ ہوتی ہے کہ ایک کو روپیہ حاصل ہو جائے اور دوسرے کو بالعوض روپیہ دینے کے میعاد معاہدہ کے اندر سے نفع اٹھانا حلال ہو جائے..... زید بموجب عبارت ذیل اس پر مطمئن ہے کہ یہ معاملہ جائز ہے وان ذکر البیع من غیر شرط ثم ذکر الشرط علی وجه المواعدة جاز البیع و یلزم الوفاء بالوعدہ کذا فی فتاویٰ قاضی خان (عالمگیری جلد ثالث الباب العشرون فی البیعات المکروہة) ^(۱) لہذا دریافت طلب بات یہ ہے کہ :

(۱) کیا یہ بیع جائز ہے (۲) زمانہ معاہدہ میں کرایہ مکان سے انقاع زید کے لئے جائز اور حلال ہے یا نہیں (۳) بوقت واپسی مکان کیا زید پر شرعاً یہ بھی لازم ہے کہ زمانہ معاہدہ کا قبل از واپسی مکان وصول شدہ کرایہ بھی واپس کرے۔ (۴) عقد مذکورہ بالا مستوجب مواخذہ اخروی ہے یا نہیں المستفتی نمبر ۲۲۰۱ محمد زبیر (بھوپال) ۷ اذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۲۰ م ۲۰ جنوری ۱۹۳۸ء

(جواب ۱۴) بیع پہلے اگر قطعی بلا شرط کر دی جائے اس کے بعد فریقین باہمی رضا مندی سے یہ معاہدہ کریں تو جائز ہے اور عبارت منقولہ میں یہی صورت مراد ہے اور اس صورت میں وفاء عہد لازم اور مدت معاہدہ کا کرایہ مشتری کے لئے حلال ہے واپسی بیع کے وقت کرایہ کی واپسی لازم نہیں۔ ^(۲) لیکن جب کہ پہلے سے فریقین میں یہ بات طے ہو جائے کہ بیع نامہ کے بعد ایک اقرار نامہ واپسی کا لکھنا ہوگا تو یہ صورت پہلی صورت سے مختلف ہے اس میں اگرچہ قضاء بیع جائز رکھی جائے گی کیونکہ بیع نامہ میں شرط مذکور نہ ہوگی مگر دیانتہ یہ بیع بشرط بیع فاسد ہی ہوگی اور دونوں آخرت کے مواخذہ دار ہوں گے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لاہ دہلی

مقررہ مدت پر ثمن ادا نہ کرنے کی صورت میں بیع کو ضبط کرنے کی شرط لگانا

(سوال) معروض آنکہ در دیار سندھ مردمان شریف و وضع علی العموم بایں امر مبتلی می باشند کہ از سرکار انگلیز زمین خرید می کنند بایں نوع مثلاً صد جریب فی جریب شش صد روپیہ کہ جملگی قیمت شش ہزار شد ازاں دہم حصہ کہ مبلغ شش صد روپیہ شد در وقت خریدن زمین ہر کاری دہند و زمین بقضہ خود می کنند و مثل مالکان در اں زراعت می کاشند و آن چہ باقی بعد از ادائیگی شش صد ماندہ ہر کار بر اں رہا بستہ در دہ اقساط از خریدار اں وصول می کند اگر خریدار در اقساط مقررہ یا پیش از اں مبلغ ادا کردہ فہا زمین اوشاں شد الا زمین از کاتہ خریدار

(۱) (۳/۲۰۹ ط ماجدیہ کوئٹہ)

(۲) وفي النسفة: سئل عن باع داره من آخر بثمان معلوم بيع الوفاء وتقايضا ثم استاجرها من المشتري مع شرائط صحة الاجارة وقبضها ومضت المدة هل يلزمه الاجر قال لا كذا في التارخانيه (عالمگیری ۳/۲۰۹ ط کوئٹہ)

ضبط کردہ سرکاری می کنند و آنچہ دادہ جملہ رائگاں می رود لہذا خریدار بزمہ خود اس قرض واجب الادا می شمرد چہرہ کہ در صورت عدم ادائیگی آنچہ از دہم حصہ واقساط دادہ ہست جملہ تلف می رود زمین ہم باز سرکاری می شود۔ المستفتی نمبر ۲۲۷۳ مولوی محمد صدیق صاحب (کراچی) ۲۸ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ م ۲۹ مئی ۱۹۳۸ء (ترجمہ) گزارش ہے کہ ملک سندھ میں عام طور پر خواص و عوام سرکار سے بایں طریقہ زمین خریدتے ہیں کہ مثلاً ایک سو جریب چھ سو روپے کے نرخ سے خریدی اس کی مجموعی قیمت چھ ہزار روپے ہوئی کل قیمت کا دسواں حصہ تو خرید کے وقت ادا کر دیتے ہیں اور زمین پر قبضہ کر کے کاشت شروع کر دیتے ہیں پھر پہلی قسط (چھ سو روپے) ادا کرنے کے بعد جو باقی رہتا ہے سرکار اس پر سود لگا کر دس قسطوں میں وصول کرتی ہے اگر خریدار دس قسطیں مع سود میعاد مقررہ میں یا اس سے پہلے ادا کر دیتا ہے تو زمین کا کلیتہ مالک ہو جاتا ہے ورنہ زمین کو سرکار ضبط کر لیتی ہے اور جس قدر رقم خریدار ادا کر چکا ہے وہ بھی رائیگاں جاتی ہے لہذا خریدار اس قرضے کو بہر صورت ادا کرتا ہے کیونکہ عدم ادائیگی کی صورت میں جتنی رقم وہ ادا کر چکا ہے وہ بھی ضائع ہو جاتی ہے اور زمین بھی ضبط حق سرکار ہوتی ہے۔

(جواب ۱۵) اس بیع کہ درمیان سرکار و خریدار منعقد می شود بریں منعقد می گردد کہ خریدار حصہ دہم از قیمت معینہ فی الفور ادا بخند و باقی $\frac{9}{10}$ بدہ اقساط ادا کند و بریں بدہ اقساط رہا ہم بر و لازم گردد اس لزوم رہا از چیز معاملہ بیع خارج است از ین جہت نفس معاملہ بیع صحیح است و ادائیگی رہا ناجائز و قرض سرکار ثمن مؤجل واجب الادا ہست و شرط ضبطی رقوم ادا شدہ بصورت تخلف از شروط فاسدہ ہست پس اس معاملہ بہمیت مجموعی کذائی معاملہ بیع فاسد می شود کہ بعد از قبضہ و تصرف مشتری در ملک مشتری داخل می شود، محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

(ترجمہ) یہ بیع جو سرکار اور خریدار کے درمیان واقع ہوتی ہے اس طرح منعقد ہو جاتی ہے کہ خریدار قیمت معینہ کا دسواں حصہ فی الفور ادا کر دے اور باقی $\frac{9}{10}$ کو دس قسطوں میں ادا کرے ان باقی دس قسطوں پر اس کے ذمہ جو سود لگایا جاتا ہے یہ سود کا لگایا جانا معاملہ بیع کے حدود سے خارج ہے^(۱) اس بناء پر نفس معاملہ بیع صحیح ہے اور سود کا دینا ناجائز اور سرکار کا قرضہ جو خریدار کے ذمہ ہے وہ ثمن مؤجل واجب الادا اور تلف کی صورت میں زمین کے ضبط کر لینے کی شرط شروط فاسدہ میں سے ہے^(۲) پس یہ معاملہ متذکرہ بہمیت مجموعی کے ساتھ بیع فاسد کا معاملہ ہے جس میں خریدی ہوئی چیز قبضہ و تصرف کے بعد مشتری کی ملک میں داخل ہو جاتی ہے۔^(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔

(۱) ولا یصح بیع بشرط لا یقتضیہ العقد ولا یلائمہ و فیہ نفع لاحد ہما (تنویر الابصار مع الدر المختار، کتاب البیوع ۵/ ۸۴ ط سعید)

(۲) فی الدر: لا باخذ مال فی المذہب بحر، و فیہ عن البزازیة و قیل یجوز و معناه ان یمسکہ مدۃ لیزجرثم یعیده لد فان ایس من توینہ صرفہ الی ما یری و فی المجتبی انہ کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ (الدر المختار مطلب التعزیر بالمال ۴/ ۶۱ ط سعید)

(۳) فی ردالمحتار: وایضا حکم بیع الفاسد یفید الملك بالقبض (رد المختار، کتاب البیوع باب بیع الفاسد ۵/ ۴۹ ط سعید)

ساتواں باب خیار عیب

خود بنائے ہوئے زعفران کے ساتھ اصل زعفران ملا کر اعلیٰ قسم کا کہہ کر بیچنا (سوال) زید زعفران بناتا ہے رنگ مزہ اور طبی فوائد کے لحاظ سے اس میں بھی وہی خاصیت پیدا ہو جاتی ہے زبان پر گھلنے اور رنگ دینے کی وہی کیفیت پیدا ہوتی ہے جو اصل زعفران کی کیفیت ہے غرضکہ اصلی زعفران سے بھی بہتر ہو جاتا ہے مگر فروختگی کے وقت زید اس کی تصریح نہیں کرتا کہ یہ بنا ہوا ہے بلکہ یہ کہتا ہے کہ یہ اعلیٰ قسم کا بہترین زعفران ہے دکاندار اس کو اعلیٰ ہی قسم کے دام پر خریدتے ہیں استفسار طلب یہ امر ہے کہ آیا ایسی حالت میں کہ زید اصلی یا نقلی ہونے کی تصریح نہ کرے اور شیء معلوم اصلی سے کسی حالت میں کم بھی نہ ہو بلکہ صنعت کا ایک بہترین نمونہ ہے اور اصلی سے بھی بعض لحاظ سے بہتر ہے تو کیا اس طریقے پر اس کی بیع و شرا جائز ہے؟ اور اس کا بنانے والا گناہ گار ہے یا نہیں؟

دوسری صورت یہ ہے کہ اگر اس کو نقلی کر کے ہی بیچا جائے تو جائز ہے یا نہیں۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اگر مذکورہ کے ساتھ اصلی مخلوط ہو تو جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسی صورت میں کیا اصلی کا زائد ہونا بھی ضروری ہوگا تاکہ یہ صورت اس صورت کی طرح ہو جائے جیسا کہ فضہ کے ساتھ غیر فضہ مخلوط ہو اور فضہ غالب ہو تو فقہاء اس کو فضہ ہی کے حکم میں شمار کرتے ہیں۔ المستفتی نمبر ۹۰۵ جامعہ حسینیہ (راندیر) ۸ صفر ۱۳۵۵ھ ۳۰ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۱۶) زعفران بنانا فی حد ذاتہ جائز ہے اور اس کو فروخت کرنا بھی جائز ہے لیکن یہ تصریح کر دینی لازم ہے کہ یہ زعفران مصنوعی یا نقلی ہے بغیر تصریح کے فروخت کرنا گناہ ہے اور دھوکا ہے کیونکہ اس صورت میں کہ مصنوعی زعفران میں اصلی زعفران بالکل نہ ہو زعفران کے نام سے فروخت کرنا کھلا ہوا دھوکا ہے اور جب کہ اصلی زعفران بھی ملا ہوا ہو تو اس صورت میں بھی غیر خالص کی تصریح کرنی ضروری ہے^(۱) الا اس صورت میں کہ غیر زعفران کی آمیزش اس درجہ کم ہو کہ عرفاً اس کو غیر معتبر قرار دیا جاتا ہو اور اتنی آمیزش سے اصلی زعفران غالب حالات میں خالی نہ ہوتا ہو۔

غالب الفضۃ فضۃ کا قاعدہ صحیح ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر مشتری خالص چاندی مانگے تو ایسی چاندی جس میں فی تولہ آٹھ ماشے چاندی اور چار ماشے کھوٹ ہو اسے دیدے اور یہ تجھے کہ میں نے کوئی دھوکہ نہیں دیا اور غش نہیں کیا بیع میں بائع کا فرض یہ ہے کہ بیع کی اصلی حالت اور معائب سے مشتری کو مطلع کر دے جب کہ عارضی اوصاف جو بیع میں عیب پیدا کرتے ہیں ظاہر کرنا ضروری ہے تو ایسی

(۱) لا یحل کتمان العیب فی مبیع او ثمن لان الغش حرام و فی رد المحتار اذا باع سلعة معیبة علیہ البیان وان لم یبین قال بعض مشائخنا یفسق و ترد شہادۃ (الدر المختار مع الرد کتاب البیوع ۵ / ۴۷ ط سعید)

صورت کہ تولہ بھر زعفران میں جو بیع ہے چار ماشے زعفران ہی ذاتاً معدوم ہے اس کی جگہ کوئی دوسری چیز ملی ہوئی ہے بغیر بیان کیسے جائز ہو سکتی ہے اور من غش فلیس منا کے دائرے سے کیسے یہ صورت مستثنیٰ ہو سکتی ہے لا یحل کتمان العیب فی مبیع او ثمن لان الغش حرام (درمختار) ^(۱) وفی الحدیث وان کذبا و کتما محقت برکۃ بیعہما (بخاری) ^(۲) ای کتم البائع عیب السلعة والمشتري عیب الثمن (عینی) ^(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

آٹھواں باب

اقالہ

خریدار کا بائع کو اقالہ پر راضی کرنے کے لئے معاوضہ دینا (سوال) ایک شخص نے اپنا مملوک مکان ایک مشتری کے ہاتھ فروخت کیا اور مشتری نے وہ مکان ساڑھے بارہ ہزار روپے میں خرید کیا اور ایک ہزار روپیہ بیعانہ دیا اور طرفین سے اسٹامپ کاغذ پر لکھا پڑھی ہوئی اس میں یہ شرط تھی کہ باقی روپیہ میں جب دوں گا کہ جب بائع اس فروخت شدہ مکان کو کرایہ داروں سے خالی کرا کے مجھے قبضہ دیدے اور مجھے قبضہ مل جانے کے بعد باقی روپیہ دیگر کی لکھا پڑھی سرکاری قاعدہ کے موافق کر لوں گا یہ معاملہ ہر طرح طرفین کی رضامندی سے ہوا اس کے بعد بائع نے کرایہ داروں کو مکان خالی کرنے کے لئے نوٹس دینا شروع کئے کئی ایک نوٹسوں کے بعد اس مکان کا بالائی حصہ کرایہ داروں سے خالی ہوا تو مشتری کو بالائی حصہ مکان کی کنجیاں حوالہ کیں لیکن اس عرصے میں مشتری کا ذاتی کاروبار کچھ خراب سا ہو گیا اور مہاجنوں ^(۴) نے اسے قرض دینا بھی موقوف کیا اب ایک طرف مشتری کی تو یہ حالت تھی اور بائع کی جانب سے چونکہ نوٹس کرایہ داروں کو عرصہ سے پہنچ چکے تھے اس واسطے ان لوگوں نے مکان خالی کر دیا اب مشتری مابقی روپیہ کا انتظام نہ کر سکنے کی وجہ سے یہ چاہتا ہے کہ معاملہ توڑ دے اور کہتا ہے کہ یا تو یہ ہزار روپے بیعانہ کے اپنے کرایہ وغیرہ کے ہر جانہ میں لیلو اور مجھے اس معاملہ سے بسکدوش کر دیا تمہارے مابقی ساڑھے گیارہ ہزار روپے مجھ پر قرض باقی رکھو اور اس کا سود لیا کرو بائع نے کہا کہ مجھے سود لینا منظور نہیں اور نہ بیعانہ ہضم کرنا چاہتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ مابقی روپیہ دیکر اپنے مکان کا قبضہ مجھ سے لے لو مشتری نے انکار کیا کہ میں نہیں لیتا میرا بیعانہ گیا اب بائع نے سرکاری قاعدہ کے مطابق اسے نیلام میں فروخت کرنے کے لئے مشتری

(۱) (الدر المختار مع الرد کتاب البیوع، باب خيار العیب ۵/ ۴۷ ط ۲ سعید)

(۲) (بخاری شریف باب اذا بین البیعان ۱/ ۲۷۹ ط سعید)

(۳) (عمدة القاری للعینی، باب ما یمحق الکذب و الکتمان فی البیع ۱۱/ ۱۹۸ ط ۲، سعید)

(۴) (مہاجن دولت مند، غنی سوداگر، بیوپار، فیروز اللغات)

کی جانب سے مشتر کرادیا۔ اب مشتری یہ کہتا ہے کہ تم مجھ سے کسی مقدار میں ایک رقم لے کر مجھے اس جھگڑے سے فارغ کرو اب بائع سوال کرتا ہے کہ مجھے مشتری سے اس قسم کی کوئی مقدار لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں اور فروخت شدہ مکان کی یہ کیفیت ہے کہ اگر کوئی صاحب ضرورت اپنی سکونت کے لئے خرید کرے تو اس کے دام اس مقدار میں جتنے میں فروخت ہوا ہے آسکتے ہیں اور اگر بائع اپنے طور سے خود فروخت کرنا چاہے تو اتنے دام نہیں اٹھتے اب سرکاری قاعدہ کے موافق آئندہ چل کر یہ ہوگا کہ یہ مکان موافق مسطورہ بالا مشتری کے نام سے عام نیلام میں فروخت ہوگا اور جتنی رقم وصول ہوگی اگر وہ رقم ساڑھے گیارہ ہزار سے زیادہ ہوگی تو زائد مشتری کو دی جائے گی اور اگر کم ہے تو جتنی مقدار کم ہے اس مقدار کا دعویٰ مشتری پر کرنے سے اس پر اتنا روپیہ بائع کو دینے کے لئے ڈگری ہوگی اب ڈگری کے بعد یہ روپیہ جو مشتری کو دینا ہوگا یہ روپیہ شرعاً بائع کو لینا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو کتنی مقدار میں لینا جائز ہے اصل ساڑھے گیارہ ہزار روپے کی مقدار پوری ہونے تک لینا جائز ہوگیا اتنے عرصے میں مکان خالی رہنے کی وجہ سے جو نقصان کرایہ کا ہوا ہے اور اس مکان کے فروخت کرنے میں دلالی وغیرہ بائع کو دینا ہوئی وغیرہ خرچ جو اس لین دین میں بائع پر آئے ہیں اسی مقدار لینا جائز ہے۔ اب باقاعدہ عدالت میں دعویٰ کرنے سے قبل مشتری یہ کہتا ہے کہ مصالحت کے طور پر کوئی مقدار مجھ سے لے لو اور دعویٰ نہ کرو تو اب بائع کو مشتری سے اس بیعانہ کو رد کر کے مصالحت سے کسی مقدار میں کوئی عوض خواہ کرایہ وغیرہ اخراجات کا ہرجانہ سمجھ کر یا اس طرح فروخت ہونے میں زیادہ قیمت اٹھتی تھی اور اب اتنی قیمت نہیں اٹھتی یہ نقصان سمجھ کر اور آئندہ بھی واللہ اعلم یہ مکان کرایہ داروں سے کب تک خالی رہے یہ نقصان سمجھ کر غرض کوئی معاوضہ بائع کو مشتری سے لے کر اتنے فارغ کرنا جائز ہے یا نہیں یا بے معاوضہ بیعانہ کا اقالہ کر لینا چاہیے لیکن اس شکل میں بائع کو بہت کچھ زریار ہونا پڑتا ہے اور یہ ساری زریاری مشتری کی وجہ سے عائد ہوتی ہے صورت مسئلہ کو ذہن نشین فرما کر موافق شرع شریف جواب باصواب سے مشکور فرمائیں صورت مسئلہ میں بائع مسلم اور مشتری کافر ہے بیوا تو جروا (جواب ۱۷) کرایہ پردیے ہوئے مکان وغیرہ کی بیع جب کہ مشتری کو اس کا علم ہو اور وہ راضی ہو جائے جائز ہے فی الشامی باع المستاجر و رضی مشتری ان لا یفسخ الشراء الی مضی مدة الاجارة ثم یقبضه من البائع فلیس له مطالبة البائع بالتسلم قبل مضیها ولا للبائع مطالبة مشتری بالثمن مالہ یجعل المبیع بمحل التسليم (ص ۱۴۵ ج ۴) ^(۱) لیکن یہ ضروری ہے کہ بائع مکان کو کرایہ داروں سے خالی کرا کے مشتری کے حوالہ کر دینے کے لئے کوئی وقت معین کر دے یا مشتری کو اجارہ یا اگر یمینٹ کی مدت معینہ کا علم ہو اور اس مدت تک ٹھہرے رہنے پر وہ راضی ہو جائے ورنہ جہالت اجل کی وجہ سے بیع فاسد ہوگی فی الشامی و افادان للبائع حبس المبیع حتی یستوفی کل الثمن فلو شرط دفع المبیع قبل نقد الثمن فسد البیع لانه لا یقتضیہ العقد وقال محمد لجهالة الاجل فلو سمي وقت تسليم

المبیع جاز ولہ الحبس وان بقى منه درهم (ص ۴۴ ج ۴) ^(۱) پس صورت مذکورہ فی السؤال میں اگر تسلیم بیع کا وقت مقرر کر دیا ہو مثلاً تین مہینے میں خالی کرا کے حوالہ کر دوں گا تو بیع صحیح ہو گئی (پھر خواہ اس مدت مقررہ میں مکان خالی ہوا ہو یا نہ ہوا ہو) اور اگر وقت تسلیم معین نہیں کیا گیا نہ مشتری کو انتہائی مدت اجارہ یا ختم اگر یمنٹ کا علم تھا تو بیع فاسد ہوئی فساد بیع کی صورت میں بائع کو لازم ہے کہ رفع فساد کے لئے بیع مذکور کا اقالہ کرے اور اس صورت میں متعاقدين میں سے ہر واحد کو اقالہ کا اختیار ہوتا ہے خواہ دوسرا راضی ہو یا نہ ہو اور اقالہ ثمن اول پر کرنا لازم ہے بیعانہ واپس کرنا ہو گا اور تمام نقصانات خود برداشت کرنا پڑیں گے وتجب فی عقد مکروہ و فاسد (در مختار) لوجوب رفع کل منهما علی المتعاقدين صونا لهما عن المحذور ولا یكون الا بالا قالہ (رد المختار ص ۱۵۴ ج ۴) ^(۲) و فیہ ان الفاسد یجب فسخہ علی کل منهما بدون رضا الاخر و کذا للقاضی فسخہ بلا رضا ہما ^(۳) (ص ۱۵۴) و تصح بمثل الثمن الاول و بالسکوت عنه وان شرط غیر جنسہ او اکثر اولی قل الخ (در مختار) ^(۴) اور صحت بیع کی تقدیر پر بائع کو اقالہ کرنا لازم نہیں اس کی خوشی ہے کہ کرے یا نہ کرے اور کرے گا تو مثل ثمن اول پر کر کے بیعانہ واپس کرنا ہو گا اور نہ کرے تو اسے حق ہے کہ مشتری سے ثمن کا مطالبہ کرے خواہ بطور خود یا بذریعہ عدالت اور اگر عدالت مشتری کی جانب سے مکان کا قبضہ کر کے نیلام کر دے اور بائع کے دین سے کم میں نیلام ہو تو بائع کو بقیہ روپیہ بذریعہ ڈگری وصول کرنا جائز ہے اور اسی صحت بیع کی تقدیر پر اس وجہ سے کہ اقالہ کرنا بائع کے ذمہ لازم نہیں اگر مشتری کچھ رقم دے کر مکان لینے سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہے تو اس طرح ممکن ہے کہ مثلاً ایک ہزار روپے کا نقصان بائع کو پہنچا ہے تو بائع اس مکان کا اقالہ کرنے سے قبل مشتری سے ایک ہزار روپیہ قرض لے لے اور مشتری اپنے اس قرض سے بائع کو بری کر دے پھر بائع مکان کا اقالہ ثمن اول پر کر کے بیعانہ مشتری کو واپس کر دے اس طرح اقالہ بھی صحیح ہو جائے گا اور بائع نقصان سے بھی بچ جائے گا اور مشتری کا مقصود بھی پورا ہو جائے گا مشتری کو ابراے قرض سے رجوع کا حق بھی ہو گا اور طریقین پر کوئی الزام شرعی بھی نہ ہو گا۔

کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

(۱) (رد المختار کتاب البیوع فصل فیما یدخل فی البیع تبعاً ۴/ ۵۶ ط، سعید)

(۲-۳) (الدر المختار مع الرد کتاب البیوع باب الاقالہ ۵/ ۱۲۴ ط، سعید)

(۴) (الدر المختار مع الرد کتاب البیوع باب الاقالہ ۵/ ۱۲۵ ط، سعید)

نواں باب مراحتہ و تولیت

اصل قیمت خرید سے زیادہ بتلا کر بیچنا

(سوال) زید کے پاس ایک ڈھیر بیع (یعنی ہیزم سوختنی) کا تھا عمرو نے اس کو خریدنا چاہا اور کہا کہ اصل خرید تمہاری کتنے کی ہے؟ زید نے کہا کہ میری اصل خرید تین سو روپے کی ہے اور پچاس روپے نفع لوں گا تو عمرو نے کہا کہ چونکہ آپ نمازی اور حاجی آدمی ہیں آپ کا کہنا راست و درست ہے اور ہم کو اعتبار ہے اس لئے تم اپنا نفع چھوڑو اور مول مول میں یعنی اصل اصل میں دے دو زید راضی ہو گیا اور عمرو نے کہا کہ مال جب تک فروخت نہ ہو گا تب تک تمہارے ہی زیر نگرانی اور حفاظت میں رہے گا یعنی اٹھا کر میں اپنی زمین میں نہ لاؤں گا بلکہ وہیں فروخت کروں گا پھر عمرو نے مبلغ دو سو روپے نقد دیئے اور ایک سو روپے کا وعدہ کیا کہ مال کئی بحری میں سے دوں گا چنانچہ اسی زمین پر بازار کے نرخ سے مال فروخت کرنا شروع کیا اور اس میں سے زید کو بھی دیتا رہا اس وقت تک ساٹھ روپے ادا ہو گئے اور قریب ایک سو دس روپے کا مال فروخت ہوا تو مال قریب نصف کے رہا۔ اور بحر زید کا ہمارا تھا کہ وقت بیع کے حاضر نہ تھا اس نے کہا کہ زید نے بڑا دھوکہ دیا چونکہ ان کا یہ مال ایک سو پچھتر روپے کا ہے اور خالد بھی اس کا ہمارا ہے وہ بھی کہتا ہے کہ ایک سو پچھتر روپے کا ہے چنانچہ اس امر پر بقیہ مال بھی شاہد ہے تو اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید نے عمرو سے دھوکا کیا تو یہ عقد جائز رہا یا نہیں؟ اور عمرو کو اس کے رد کا حق ہے یا نہیں اور در صورت خالد و بحر کے گواہ نہ ہونے کے زید نے غبن فاحش کیا ہے یا نہیں؟ اور غبن فاحش ہونے پر بھی عمرو کو بیع کے رد کا اختیار ہے یا نہیں بیو اتو جروا؟

(جواب ۱۸) یہ صورت بیع تولیہ کی ہے اور تولیہ میں اگر بائع نے خیانت کی ہو اور مشتری اس کی خیانت ثابت کر دے تو مشتری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مقدار خیانت کو اصل ثمن یعنی اس قیمت میں سے جو بائع نے اس مشتری کو بتائی اور اس بیع میں مقرر کی ہے وضع کر لے اور بائع کی اصل خرید کی قیمت اسے دے^(۱) خیانت ثابت کرنے کے تین طریقے ہیں اول یہ کہ بائع خود اقرار کر لے۔ دوسرے یہ کہ مشتری پینہ یعنی گواہ پیش کرے۔ تیسرے یہ کہ گواہ نہ ہونے کی صورت میں بائع سے قسم لی جائے اور وہ قسم سے انکار کر دے۔ ولہ الحط قدر الخیانة فی التولية لتحقق التولية (در مختار^(۲) و کذا فی العالمگیریہ^(۳) والہدایہ^(۴)) واللہ اعلم

کم قیمت پر خرید کر زیادہ قیمت ظاہر کر کے بیچنا

(سوال) زید اپنے لئے تجارتی مال خریدنے کو باہر کسی شہر میں گیا وہاں جا کر اس نے چند مال خرید کئے ان میں سے تین مال اپنے والد کے لئے اور دو اپنے بھائی کے لئے (ان کو ان مالوں کا ضرورت مند سمجھ کر) خرید

(۱) وان ظہر خیانتہ باقرارہ او ببرہان علی ذالک او بنکولہ عن الیمین اخذہ مشتری بكل ثمنہ او ردہ لغوات الرضا ولہ الحط قدر الخیانة فی التولية لتحقق التولية (رد المحتار مع الدر) باب المراجعة والتولية ۵/ ۱۳۷ ط، سعید

(۲) (ایضاً حوالہ بالا ۵/ ۱۳۷)

(۳) (عالمگیریہ) باب رابع عشر فی المراجعة والتولية ۶/ ۱۶۲ ط ماجدیہ کوئلہ

(۴) (ہدایہ اخیرین ۳/ ۷۱ ط، سعید)

کئے جس میں سے ایک مال کو اس نے کل دو سو روپے کا خرید اور اس میں سے نصف خود لیا اور نصف اپنے باپ کو روانہ کیا لیکن جو مال اس نے اپنے باپ کو روانہ کیا اس میں اس نے بائع سے جس سے مال خرید تھا بجائے سو روپے کے ایک سو پانچ روپے کا مصنوعی بیجک بنوایا اور سارے مال کی قیمت مبلغ دو سو روپے دکاندار کو ادا کر دیئے اور یہاں آکر بموجب اس بیجک کے مبلغ ایک سو پانچ روپے وصول کر لئے دوسرا مال اس نے اپنے والد اور بھائی کے لئے خرید کیا اور علیحدہ علیحدہ سب کے نام قرض درج کر لیا لیکن قیمت مقررہ سے کچھ قیمت اضافہ کر کے سب کے نام لکھوا کر اضافہ رقم کو اپنے حساب میں مچرا کر الیا تیسرا مال اس نے کل اپنے نام قرض لکھایا اور اس میں سے ایک حصہ اپنے لئے مقرر کیا اور ایک حصہ والد کو اور ایک حصہ اپنے بھائی کو روانہ کر لیا اور اس میں بھی وہی ترکیب کی یعنی مقررہ قیمت سے کچھ اضافہ کر کے علیحدہ علیحدہ ان کے نام کے بیجک اس دکاندار سے بنوائے اور رقم اضافہ اپنے حساب میں مچرا کر الی لہذا ان صورتوں میں جو رقم اضافہ زید نے حاصل کی ہے وہ اس کو جائز ہوگی یا نہیں؟ بیہودہ جواب

(جواب ۱۹) زید نے جو مال اپنے بھائی اور والد کے لئے ان کی اجازت کے بغیر خرید کیا ہے اس مال کا مالک زید ہے اور یہ عقد بیع زید ہی کے حق میں نافذ ہوگا اس کے بعد اگر زید کے والد اور بھائی اس مال کو لے لیں اور قیمت ادا کر دیں تو یہ زید اور اس کے والد اور بھائی کے درمیان جداگانہ عقد بیع ہوگا۔ اشتری لغیرہ نفذ علیہ (درمختار) ^(۱) قوله نفذ علیہ ای علی المشتري ولو اشهد انه يشتریه لفلان وقال فلان رضیت فالعقد للمشتري لانه اذا لم یکن وکیلا بالشراء وقع الملك له فلا اعتبار بالاجازة بعد ذلك لانها انما تلحق الموقوف لا النافذ فان دفع المشتري الیه العبد و اخذ الثمن کان بیعا بالتعاطی بینہما الخ (رد المحتار) ^(۲) اور چونکہ پہلی بیع ہی زید کے حق میں نافذ ہوئی ہے اور دوسری بیع جداگانہ عقد ہے اس لئے زید کو اختیار ہے کہ اپنی اصل خرید پر نفع لگا کر دے لیکن وہ اس طرح کہ والد اور بھائی کو یہ دھوکا نہ دیا جائے کہ جس قیمت پر انہیں دیتا ہے اس قیمت پر خریدی ہے کیونکہ اگر اس طرح ان سے ظاہر کر کے انہیں دے گا تو یہ بیع تولیہ ہوگا اور بیع تولیہ میں مشتری ثانی کو جس کے ساتھ بیع تولیہ کی جاتی ہے اگر خیانت ثابت ہو جائے تو مقدار خیانت ثمن سے کم کر دینے کا حق حاصل ہوتا ہے لہذا زید کے بھائی اور والد (اس صورت میں کہ قیمت خرید پر دینا ان سے ظاہر کیا گیا ہو) جتنی مقدار کہ زید نے اصل ثمن پر زیادہ کر لی ہے ساقط کر سکتے ہیں ولہ الحط قدر الخیانة فی التولية (درمختار) ^(۳) اور انہیں علم نہ ہو جب بھی زید پر واجب ہے کہ انہیں اتنی مقدار واپس کر دے کیونکہ اس صورت میں زیادتی خیانت ہے اور اس کا رد واجب ہے۔ واللہ اعلم

(۱) الدر المختار کتاب البیوع فصل فی الفضولی ۵ / ۱۰۹ ط، سعید

(۲) رد المحتار مع الدر کتاب البیوع فصل فی الفضولی ۵ / ۱۰۹ ط، سعید

(۳) الدر المختار کتاب البیوع باب المراجعة والتولية ۵ / ۱۳۷ ط، سعید

خریدار مہیا کرنے والا صرف بائع سے اجرت لے سکتا ہے

(سوال) زید آڑھت^(۱) کے طور پر دوسروں کا مال خریدار پیدا کر کے بجواتا ہے اور اس کا کمیشن بائع اور مشتری دونوں سے لے سکتا ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۸۱۳-۲۰ ذی الحجہ ۱۴۳۷ھ
(جواب ۲۰) اس صورت میں اس کو اپنا کمیشن صرف بائع سے لینا چاہیے۔^(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دسوال باب نقد اور ادھار میں قیمت کی کمی بیشی

سستی چیز ادھار کی وجہ سے مہنگی خریدنا

(سوال) دھان پاکیوں تین روپے میں بچتے ہیں اور کسی شخص نے کہا کہ اگر مجھ سے دھان لینا ہوں تو پانچ روپے من دینا ہوں گے چونکہ روپے کی فی الحال ضرورت نہیں دو مہینے کے بعد دے دینا ایسا معاملہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۱) ادھار میں نقد سے زیادہ پر فروخت کرنا جائز ہے بشرطیکہ مجلس عقد میں ادھار ہو اور مدت ادائے قیمت وغیرہ کی تعیین کردی جائے فی الهدایۃ انہ یزاد فی الثمن لاجل الاجل انتھی^(۳)

ادائیگی کی مدت قریب یا بعید ہونے کے اعتبار سے قیمت میں کمی زیادتی کرنا
(سوال) زید ایک تجارت کرتا ہے مال فروخت کرتا ہے اس میں کچھ نقد لیتا ہے اور کچھ بلا تعیین میعاد وصول کرتا ہے عمر و مال خریدنے آیا زید نے کہا کہ میں آپ کو مال اس شرط پر دوں گا کہ سو اچھ روپے فیصدی کے حساب سے نقد مال فروخت کروں گا اگر یہ روپیہ دو روز بعد پہنچا تو ۳۴ فیصدی لوں گا اور اگر ۳ یوم بعد دو گے تو ۴۵ یوم تک ۴۰ فیصدی لوں گا عمرو نے کہا کہ یہ تو سود ہو زید نے کہا کہ یہ تجارت ہے اور سابق دستور میں نقصان رہتا ہے براہ کرم کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ ﷺ سے جواب مرحمت ہو؟ بینوا تو جروا

(جواب ۲۲) نقد اور ادھار میں قیمت کی کمی زیادتی تو جائز ہے مثلاً کوئی تاجر ایک چیز نقد ایک روپیہ کو فروخت کرتا ہے اور وہی چیز ادھار لینے والے کو ۴۰ روپے میں دے تو اس میں مضائقہ نہیں۔^(۴) مگر اس کے جواز کے لئے یہ شرط ہے کہ مجلس عقد میں قیمت کی مقدار اور ادائے قیمت کی میعاد معین کر لی جائے مثلاً بائع

(۱) آڑھت۔ دالی، کمیشن، ایجنسی، دالی پر فروخت، فیروز اللغات

(۲) واما الدلال فان العین بنفسه باذن ربها فاجرتہ علی البائع، و فی رد المحتار، لیس له اخذ شیء من المشتري لانه العاقد حقیقۃ (در مختار مع الرد کتاب البیوع ۵۶۰/۴ ط سعید)

(۳) (هدایۃ اخیرین باب المزابحۃ والتولیۃ ۷۴/۳ ط شرکتہ علمیہ)

(۴) (ایضاً حوالہ گزشتہ بالا)

مشتری مجلس عقد میں ہی یہ کہہ دیں کہ بیع کی قیمت ایک ماہ میں ادا کی جائے گی اور عہد ہوگی یہ احتمالی صورتیں اگر مہینے کے اندر ہو تو عہد اور مہینے کے بعد مگر ۵ دن کے اندر ہو تو عہد لوں گا۔ جائز نہیں بائع اور مشتری دونوں کو لازم ہے کہ قیمت اور ادائے قیمت کا زمانہ معین کر دیں۔^(۱) مثلاً مشتری خود اپنی حالت کا اندازہ کرے کہ میں مہینے کے اندر ادا کر سکتا ہوں تو مہینے بھر کا وعدہ کر لے اور بائع بیع کی قیمت میں معہ فیصدی کا اضافہ لگا کر جو قیمت ہوتی ہو وہ معین کر دے مثلاً سو روپے کے مال کی قیمت مائے مقرر کر کے کہے کہ ہائے کو فروخت کرتا ہوں تو یہ صورت جائز ہو جائے گی۔

سستانرخ مقرر ہوتے ہوئے مہنگے نرخ پر ادھار یا نقد پچنا

(سوال) ایک شہر میں نرخ مکی وغیرہ فی روپیہ چار پیمانہ نقدی کا فروخت ہوتا ہے تو زید اس کے برخلاف نقدی کا تین پیمانہ فی روپیہ فروخت کرتا ہے اور شہر کے عام نرخ کے مطابق فروخت نہیں کرتا یا نقدی کا تو چار پیمانہ فی روپیہ ہی فروخت کرتا ہے مگر ادھار کی صورت میں تین پیمانہ فی روپیہ فروخت کرتا ہے اور قرض لینے والا تین پیمانہ ہی خرید کر جو کہ عام نرخ گاؤں کے خلاف ہے برائے ضرورت لے جاتا ہے تو کیا زید کو عام نرخ کے برخلاف نقدی کی کمی کر کے نرخ میں پچنا جائز ہے کیا ادھار کی صورت میں نرخ میں کمی کرنا جائز ہے بعد قبول و ایجاب جانبین کے یہ بیع صحیح ہوگئی یا نہیں المستفتی نمبر ۱۹۹۸ محمد خواص صاحب (ہزارہ) ۳ رمضان ۱۴۱۵ھ ۸ نومبر ۱۹۹۳ء

(جواب ۲۳) زید اگر نقد کی صورت میں بھی بازار کے نرخ سے کم دیتا ہے تو اس کا اثر اس پر پڑے گا اور نقصان اٹھائے گا اور شریعت میں اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں^(۲) اور ادھار خریدنے والے کو کم نرخ پر دینا جائز ہے مگر زیادہ سختی کرنا جو غبن فاحش کی حد تک پہنچ جائے خلاف مروت و انسانیت ہے تاہم بیع صحیح ہو جاتی ہے۔^(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

کیا سستی چیز ادھار پر مہنگی پچنا سود ہے

(الجمعیتہ مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۲۶ء)

(سوال) تجارتی سود کا لین دین کن صورتوں میں جائز یا ناجائز ہے مثلاً ایک شخص نے پانچ سو روپے کا مال ہندو تاجر سے خرید لیا لیکن خریدار کے پاس روپیہ کم ہے اس واسطے ہندو تاجر کے ساتھ ادھار کرنا پڑا اور ہندو تاجر

(۱) فان كان يترا فنيان بينهما فلم يتفرقا حتى قاطعة على ثمن معلوم واثما العقد عليه فهو جائز لا نهما ما افترقا الا بعد تمام شرط صحة العقد (المبسوط للسرخسي) باب البيوع الفاسده ۸/۱۳ ط بيروت
(۲) صح التصرف في الثمن قبل قبضه والزيادة فيه والخط منه (درالمختار ۶/۱۶۹) (۳) في الهداية: الا ترى انه يزاد في الثمن لا جل الاجل وقال في البحر لان للاجل شبهها بالمبيع الا ترى انه يزاد في الثمن لا جل الاجل ثم قال الاجل في نفسه ليس بمال ولا يقابله شيء من الثمن حقيقة اذا لم يشترط زيارة الثمن بمقابله قصدا (البحر الرائق) كتاب البيوع باب المراجعة والتولية ۶/۱۲۵ ط بيروت ومثله في رد المحتار مسائل شتى ۶/۷۵۷ ط سعيد

سود حاصل کئے بغیر ادھار رکھنا منظور نہیں کرتا تو کیا سود ادا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں اس کے برعکس مسلمان تاجر سے کوئی ہندو یا مسلمان سودا خریدتا ہے اور خریدار کے پاس روپیہ کم ہے تو اس صورت میں خریدار سے باقی روپے کے متعلق سود لینا جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۴) نقد خریدنے کی صورت میں قیمت کی کمی اور ادھار خریدنے کی صورت میں قیمت کی زیادتی شرعاً جائز ہے^(۱) مثلاً ایک چاقو نقد خریدنے والے کو ایک روپے میں اور ادھار خریدنے والے کو ایک روپیہ ایک آنے میں دینا جائز ہے پس بچنے والا اگر مسلمان ہے تو اپنے ہندو خریدار سے اس طرح معاملہ کرے کہ جس قدر روپیہ اس کے پاس نقد موجود ہے اتنے روپے کا مال علیحدہ کر کے معمولی قیمت پر اس کا معاملہ کر لے اور جتنا مال وہ ادھار لینا چاہتا ہے اتنا مال علیحدہ کر کے اس کا معاملہ علیحدہ کرے خریدار سے ادائیگی قیمت کی مدت مقرر کر کے اشیاء کی قیمت میں ادھار دینے کی وجہ سے مناسب اضافہ کر لے تو یہ معاملہ جائز ہو جائے گا اور شرعاً سود قرار نہیں پائے گا اسی طرح اگر مسلمان کسی ہندو سے خریدے اور پورا روپیہ موجود نہ ہو تو نقد کا معاملہ علیحدہ کرے اور ادھار کا علیحدہ ادائیگی کی مدت معین کر کے ادھار کے معاملے میں مناسب اضافے پر راضی ہو جائے۔^(۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ

ایک چیز ایک کو سستی دوسرے کو مہنگی بیچنا

(الجمعیتہ مورخہ ۹ نومبر ۱۹۳۴ء)

(سوال) (۱) ایک چیز گائب کو پانچ پیسے کی دی اور دوسرے کو چھ پیسے کی یہ جائز ہے یا نہیں؟ (۲) نقد میں ایک چیز دس سیر دی اور ادھار میں نو سیر یہ کیسا ہے؟

(جواب ۲۵) (۱) ایک خریدار کو ایک چیز پانچ پیسے کو اور دوسرے خریدار کو وہی چیز چھ پیسے کو دینے میں مضائقہ نہیں ہے۔^(۳) (۲) نقد قیمت ادا کرنے والے کو ایک چیز دس سیر دینا اور ادھار خریدنے والے کو وہی چیز آٹھ سیر دینا بھی جائز ہے بشرطیکہ مجلس عقد میں یہ صاف کر دیا جائے کہ بیع نقد ہو رہی ہے یا ادھار اور ادھار میں قیمت ادا کرنے کی مدت تاریخ کے ساتھ معین کر دی جائے۔^(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

گیارہواں باب

بیعانہ

شرط فاسد کی وجہ سے بیع ختم کرنے پر بیعانہ واپس کرنا

(سوال) زید نے بحر کے ہاتھ نیلام میں ایک قطعہ اراضی مبلغ آٹھ ہزار کی فروخت کی اور اشتہار میں

(۱) (حوالہ گزشتہ البحر الرائق ۶ / ۱۲۵ ط بیروت ومسائل شتی من رد المحتار ۶ / ۷۵۷ ط سعید)

(۲-۳-۴) المبسوط للسرخسی باب البیوع الفاسدہ ۱۳ / ۸ ط بیروت حوالہ گزشتہ ص ۵۳

یہ شرط تھی کہ اگر ۱۵ یوم میں رجسٹری نہ کرائی تو بیعانہ ضبط اور اس کی ذمہ داری پر دوبارہ نیلام کر دیا جائے گا۔ بحر نے اس شرط پر عمل نہیں کیا اور اس کی زندگی میں ہی زید نے بحر کو نوٹس دیدیا تھا کہ تمہارا بیعانہ اشتہار نیلام کی شرائط کے مطابق ضبط کر لیا گیا اور تمہاری ذمہ داری پر دوبارہ نیلام ہو گا اس نے تازیست رجسٹری نہیں کرائی اور پھر وہ فوت ہو گیا اب اس کے ورثا طلب کرتے ہیں کہ بیعانہ ایک ہزار واپس دوازدوئے شرع شریف وہ اس کے حقدار ہیں یا نہیں؟ جو نقصان ہوا اس کا ذمہ دار کون ہو گا دوبارہ نیلام زید کے انتقال کے بعد ہوا ہے المستفتی نمبر ۸۸۵ حاجی محمد اسحاق صاحب صدر بازار دہلی ۲۸ محرم ۱۳۵۵ھ ۲۱ اپریل ۱۹۳۶ء

(جواب ۲۶) نیلام (بیع من یزید) بھی بیع کی ایک قسم ہے جو شرعاً جائز اور معتبر ہے^(۱) مگر جو شرط فاسدہ کہ بیع کو فاسد کرتے ہیں وہ اس بیع کو بھی فاسد کریں گے مثلاً یہ شرط کہ اگر میعاد معین پر ثمن ادا کر کے رجسٹری نہ کرائی گئی تو بیعانہ ضبط کر لیا جائے گا ایک شرط فاسدہ مفسد عقد ہے اور اس کی وجہ سے بیع فاسد ہو گئی^(۲) اور بیع فاسد کا فسخ کرنا متعاقدین کے ذمہ شرعاً واجب ہوتا ہے^(۳) اور بیعانہ کی واپسی بائع کے ذمہ واجب ہے اسے ضبط کرنے کا حق نہیں^(۴) دوبارہ نیلام میں کمی قیمت کا خسارہ بھی بائع کے ذمہ ہو گا۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ (الجواب صحیح حبیب الرحمن عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی)

بارہواں باب بیع سلم

عام بھاؤ سے کم قیمت کی شرط پر بیع سلم کرنا

(سوال) زید نے موسم گرما میں بحر سے ایک ہزار روپے کے گھی کا سودا کیا کہ سات ماہ بعد موسم سرما میں بازار کے نرخ سے دو روپے من کم مال لوں گا اور روپیہ بحر کو اسی وقت دیدیا جب گھی کی پیداواری کا وقت آیا تو نرخ گھی کا زید کو گراں معلوم ہوا زید نے بحر سے وہ گھی فروخت کر دیا اب زید دو روپے فی من منافع لے لے تو جائز ہو گا یا کہ گھی ہی بحر سے دو روپے من کم لے۔ پتو تو جروا؟

(جواب ۲۷) یہ صورت بیع سلم کی ہے اور بیع سلم کے جواز کے لئے چند شرطیں ہیں منجملہ ان کے ایک

(۱) فی الدر لا یکرہ بیع من یزید لما مر ویسمی بیع الدلالة (الدر المختار باب بیع الفاسد ۵/ ۱۰۳ ط س)

(۲) و بیع بشرط لا یقتضیہ العقد ولا یلائمہ و فیہ نفع لاحد ہما الخ (الدر المختار کتاب البیوع باب بیع الفاسد ۵/ ۸۴ ط، سعید)

(۳) ویجب علی کل واحد منہما فسخہ قبل القبض الخ (الدر المختار کتاب البیوع باب بیع الفاسد ۵/ ۹۰ ط سعید)

(۴) نہی عن الغربان ان یقدم الید شی من الثمن فان اشترى حسب من الثمن والا فہو لہ مجانا و فیہ معنی المیسر (حجة

اللہ البالغہ مبحث البیوع المنہی عنہا ۲/ ۳۲۲ ط، آرام باغ کراچی)

شرط یہ بھی ہے کہ نرخ بیع کا متعین کر لیا جائے^(۱) اور یہ کہنا کہ نرخ بازار سے دو روپے فی من کم لوں گا تعین نہیں ہے لہذا یہ معاملہ ناجائز اور فاسد ہے^(۲) اور اس حالت میں متعاقدین پر ضروری ہے کہ اس معاملے کو فسخ کریں^(۳) اور زید اپنا اصل روپیہ بحر سے لے لے زیادہ لینا جائز نہیں اور نہ گھی لینا جائز ہے۔^(۴) واللہ اعلم

(۱) بیع سلم کرتے وقت بھاؤ متعین کرنا

(۲) مقررہ نرخ میں کمی پیشی ہونی کی صورت میں بیع سلم کا حکم

(سوال) (۱) ایک شخص نے دوسرے سے روپیہ لیا ایک مقدار معلوم دینے والا اس شرط پر روپیہ دیتا ہے کہ فصل پر چاہے کچھ ہی بھاؤ ہو میں ایک روپیہ من کے حساب سے لوں گا اس وقت روپیہ لینے والے نے منظور کر لیا اس طرح جائز ہے یا نہیں۔

(۲) ایک شخص نے دس من غلہ تیس روپے کا یعنی فی من تین روپے کے حساب سے دوسرے شخص کو دیا اور کہا کہ اس کے عوض میں تیس روپے کا غلہ لوں گا کیا بھاؤ لوں گا یہ بھی نہیں کہا اور نہ یہ کہا کہ کس وقت لوں گا اب جب غلہ وہ شخص اس سے لیتا ہے اس وقت ایک من کی قیمت دو روپے ہے اس حساب سے تیس روپے کا پندرہ من ہوتا ہے اب جس نے پہلے تیس روپے کا دس من دیا تھا وہ شخص لیتے وقت پندرہ من لیتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟

(جواب ۲۸) روپیہ اول دیدینا اور غلہ کا نرخ معین کر کے ٹھیر لینا اسے اصطلاح فقہ میں بیع سلم کہتے ہیں بیع سلم ان شروط کے ساتھ جائز ہے جس قدر غلہ لینا ہو اس کی پوری قیمت کا روپیہ جو ان کے باہمی طے شدہ نرخ سے ہوتا ہے۔ پہلے ہی یعنی بوقت عقد دیدیا جائے۔ جو غلہ لینا ہے اس کی جنس و نوع و صفت بیان کر دی جائے مثلاً گیہوں فلاں قسم کے اعلیٰ درجے کے نرخ معین کر لیا جائے، اجل یعنی مدت معین کر لی جائے کہ کب غلہ لیا جائے، گا مکان استیفا کہ غلہ کس جگہ پر حوالہ کیا جائے گا معین کر دیا جائے اس کے بعد یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ جس غلہ میں بیع سلم کی ہے وہ وقت عقد سے وقت استیفا تک بازار میں موجود ہے ورنہ سلم صحیح نہیں ہوگی۔ من شرائط جواز السلم ان یکون معلوم الجنس و منها ان یکون معلوم النوع و منها ان یکون معلوم الصفة و منها ان یکون معلوم القدر بالکیل او الوزن او العدد او الذراع و منها ان یکون موجوداً من وقت العقد الی وقت الاجل و منها ان یکون مؤجلاً باجل معلوم و منها ان یکون راس المال مقبوضاً فی مجلس السلم انتھی ملتقطاً (بدائع)^(۵)

(۱) و بیان قدر راس المال ان تعلق العقد بمقداره الخ (الدر المختار، باب السلم ۵/۲۱۵ ط، س)

(۲) ولا یصح السلم الا بسبع شرائط عند ابی حنیفہ (ہدایۃ، باب السلم ۳/۹۵ ط شركة علمیه)

(۳) و یجب علی کل واحد منهما فسخه قبل القبض الخ (الدر المختار، کتاب البیوع، باب بیع الفاسدہ ۵/۹۰ ط، س)

(۴) ولا یجوز لبی السلم شراء شیء من المسلم الیه براس المال بعد الاقاله قبل قبضه بحکم الاقاله لقوله علیہ السلام لا تأخذ الا سلمک، اور اس مالک (الدر المختار، کتاب البیوع، باب السلم ۵/۲۱۹ ط، سعید)

(۵) (بدائع الصنائع ۵/۲۰۷ ط، سعید)

(۲) یہ عقد ناجائز ہے اور ربوا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ غلہ کسی اور شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا جائے اور پھر جس سے سلم کرنی ہو اسے (غلہ نہیں بلکہ) نقد روپیہ دیکر بشرائط مذکورہ جواب اول سلم کی جائے۔ غلہ کم دے کر زیادہ لینا جائز نہیں ہے من شرائطہ ان لا یجمعہما (ای البدلین) احد و صفی علة الربا ای ربوا الفضل و ذلك اما الکیل و الوزن و اما الجنس الخ (بدائع) ^(۱) کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ سنہ ۱۰۸۱ مسجد مدرسہ امینیہ دہلی مہر دار الافتاء مدرسہ امینیہ دہلی

رقم کی ادائیگی کے چھ ما بعد بیع لینے کا کہنا بیع سلم ہے

(سوال) یہاں برہما میں تاجر لوگ چاول وغیرہ کی تجارت اس طرح کرتے ہیں کہ تین مہینے یا چھ مہینے پہلے بیوپاری سے مال خریدتے ہیں کہ فلاں مہینے میں فلاں قسم کا چاول اتنی قیمت پر ہم نے اتنی ہزار روپیہ خریدے چاول کا پتہ بھی نہیں کہ کہاں سے پھر اس خریدار سے اور لوگ اسی طرح خریدتے ہیں۔ اسی طرح سلسلہ رہتا ہے۔ ایک دوسرے کے ہاتھ نفع سے پچتا ہے آیا یہ بیع صحیح ہے یا نہیں اور یہ معاملہ کیسا ہے؟ بیوا تو جروا

(جواب ۲۹) یہ بیع سلم ہے اور چند شرائط کے ساتھ جائز ہے شروط یہ ہیں بیع وقت عقد سے وقت ایفا تک بازار میں موجود ہو خواہ بائع کی ملک میں ہو یا نہ ہو بیع کے بازار میں موجود رہنے سے یہ مراد ہے کہ اس قسم کا مال بازار میں مل سکتا ہو نہ یہ کہ مشخص طور پر وہی چیز جس کی بیع کی گئی ہے۔ بیع کی تعیین اس کی جنس نوع صفت بیان کر کے عقد بیع میں کر دی گئی ہو۔ بیع کا نرخ متعین کر دیا گیا ہو کہ اس نرخ سے مثلاً روپے کا دس سیر لیس گے جس قدر خرید ہے اس کی تمام و کمال قیمت عقد بیع کے وقت بائع کو دیدی جائے ایفا بیع کی مدت معین کر دی گئی ہو ان شروط کے ساتھ یہ بیع درست ہے اور اگر یہ شروط محقق نہ ہوں تو ناجائز ہے۔ ^(۲)

ہاں یہ بھی واضح رہے کہ اس بیع میں اگر بائع کسی وجہ سے بیع دینے سے عاجز آ کر مشتری کا روپیہ واپس کرنا چاہے تو مشتری صرف اسی قدر روپیہ لینے کا مستحق ہے جس قدر اس نے دیا ہے۔ ^(۳) یہ نہ ہو گا کہ مال کی قیمت لگا کر اس وقت کے لحاظ سے زیادہ روپیہ وصول کرے۔ ہر خریدار کے لئے جو سلسلہ وار ایک دوسرے سے خریدے ان تمام شروط کی رعایت ضرور ہے نیز یہ بھی لازم ہے کہ بائع عقد ثانی میں یہ نہ کہے کہ جو چاول میں نے فلاں شخص سے خریدا ہے وہ اتنے نفع پر تیرے ہاتھ پچتا ہوں ورنہ یہ معاملہ صحیح نہیں ہوگا۔ کیوں کہ مسلم فیہ میں تصرف قبل قبضہ جائز نہیں ہے۔ ولا يجوز التصرف للمسلم الیہ فی رأس المال ولا لرب المسلم فی المسلم فیہ قبل قبضہ بنحو بیع و شریکة و مرابحة و تولیة انتھی ^(۴) و شرطہ بیان جنس

(۱) (بدائع الصنائع ۵/ ۲۱۴ ط، سعید)

(۲) و شرطہ ای شروط صحته التي تذكر فی العقد سبعة، بیان جنس و نوع الخ (الدر المختار کتاب البیوع باب السلم ۵/ ۲۱۴ ط، سعید)

(۳) ولا يجوز لرب المسلم شراء شی من المسلم الیہ برأس المال بعد الاقالة قبل قبضہ بحکم الاقالة لقوله علیہ السلام لا تاخذ الا سلمک اور أس مالک ای الا سلمک حال قیام العقد او رأس مالک حال انفساخہ فامتنع الاستبدال الخ (الدر المختار کتاب البیوع باب السلم ۵/ ۲۱۹ ط، سعید)

(۴) (الدر المختار کتاب البیوع باب السلم ۵/ ۲۱۸ ط، سعید)

کبراً وتسراً و بیان نوع و صفة وقدر و اجل الخ (در مختار) ^(۱) واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب کتبہ محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

فلوس میں بیع سلم کا حکم

(سوال) احقر نے سلم فی الفلوس کو ایک مرتبہ اس بنا پر عمل میں لایا کہ ہمارے (احناف کی) کتب فقہ میں جائز لکھا گیا ہے اور اس کے لئے شرائط سلم کے سوا کوئی قید نظر سے نہیں گزری اتنے میں ایک مولوی صاحب نے مجھے مولانا تھانوی عم فیوضہم کے ایک فتوے کی طرف جو کہ امداد الفتاویٰ کے تتمہ خامسہ میں مسطور ہے اس طرح متوجہ کیا کہ پکھری کے ایک عامی ملازم کی زبان سے مشہور کرادیا کہ یہ شخص سود خور ہے اس کے پیچھے نماز درست نہیں اس فتوے کا اثر ایک مسلمان کے دل پر جس قدر ہو سکتا ہے وہ ظاہر ہے میں نے مجبوراً ایک مختصر مجلس میں اس مسئلے کی تحقیق کی۔ صاحب مذکور کے پاس تتمہ مذکور کے سوا کوئی دلیل نہیں ملی۔ چونکہ میں اس مسئلے کو مطلق سمجھا تھا تتمہ کی عبارت کو بنظر استعجاب دیکھا وہ یہ ہے ”اور سوال اخیر کی سلم کی اجازت جب ہے کہ مقصود اس حیلہ سے سود ہو ورنہ اس کا حکم مثل بیع عین کے ہے“ الخ۔ اب مجھے اس جگہ چند شکوک ہیں۔ اول یہ قیاس مولانا ممدوح کا اجتہاد ہے یا کسی مجتہد سے نقل ہے بنا بر ثانی منقول عنہ تعین فرمایا جائے بنا بر اول فی ہذا العصر اجتہاد کرنا جائز ہے، بالخصوص اس طرح کہ ائمہ ثلاثہ کے مطلق حکم کو مقید کر سکیں۔ ثانی سود سے کیا مراد ہے۔ اگر معنی شرعی حقیقی (ربوا) مراد ہو پس عدم مجاہست اس کا مانا ہے یا مجازی (نسب) مراد ہے جیسا کہ بعض احادیث میں نسیہ سے لفظ ربوا تعبیر وارد ہے۔ فاجتماع شرائط صجۃ السلم یا بی عنہ یا لغوی (ریخ) مراد ہو فہو کما تری اذ کثیر من المعاملات مقرون بهذا القصد۔ فما بال هذا السلم مع کون السلم نعم البدل من الربوا علی مافی الاحادیث اور جب کہ بتائے صحیحۃ السلم کی شرائط میں سے وجود مسلم فیہ میں حین العتدالی محل پس عدم ریخ کی صورت میں یہ مسئلہ ایک جدال ہوا اثر سامعوم ہوتا ہے۔ ثالث یہ قیاس بین المفارق سامعوم ہوتا ہے۔ کہ عین میں مستقر غرض روپیوں کا طالب ہے نہ ثوب کا اور مقرض بھی روپیہ ہی دینا چاہتا ہے اور ثوب بطور واسطہ سفیر محض کے ہے پس یہ عقد حرام قطعی نہیں ہوا رعایت للظاہر اور مکروہ ہوا نظر الی المال اور یہاں تو جو چیز مقصود ہے وہی ایک جائز طریقے سے دیا گیا ہے بلکہ اس کا قیاس اس حیلے پر افق ہے جس کو حضور ﷺ نے تبادلہ تمر میں تجویز فرمایا ہے و هو هذا ولكن اذا اردت ان تشتري فبع التمر ببيع اخر ثم اشتر به متفق علیہ مشکوٰۃ ج ۱ ۲۴۵ باب الربو کتاب البیوع و مسلم فی باب الربوا ج ۲ ۲۶۲ اخرجہ البخاری فی باب اذا اراد ببع تمر بتمر خیر منه ج ۱ ص ۲۹۳ ولكن بالفاظ مختلفة فقال رسول الله ﷺ لا تشعل بع الجمع بالدراهم ثم ابتع بالدراهم جنيهاً اس لئے کہ اگر جید کا بائع اور ردی کا مشتری

یک ہی شخص ہو تو قدر اور جنس کے ہوتے ہوئے یہ نیت تفاضل رقم کا ہیر پھیر ہی مبیح تفاضل ہو اپس اس جگہ جب کہ مجاہست ہی نہیں توبہ نیت رخ کس طرح حرام ہوا؟ پس نہی عن التشدید و تحلیل حلال و تحریم حرام کی تاکید مد نظر رکھتے ہوئے ازراہ ذرہ نوازی یا توازالہ شکوک فرمائیے یا تصحیح سے شکر یہ کا موقع دیجئے۔ یہ ہوا تو جروا المستفتی نمبر ۱۲۸ مولوی محمد سیف الرحمن (کنک ۳۰ شعبان المعظم ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۳۳ء)۔

(جواب ۳۰) سلم فی الفلوس روایات فقہیہ کی رو سے جائز ہے فلوس کا سدہ میں تو کوئی شبہ ہی نہیں۔ البتہ نافقہ میں بوجہ بقائے ثمنیت و قصد ثمنیت شبہ ہے۔ فقہاء کی دلیل لان الثمنیۃ تثبت فی حقہما باصطلاحہما فتبطل بابطالہما^(۱) مخدوش ہے ممکن ہے کہ فقہائے کرام کے زمانے میں ایسا ہی ہو لیکن موجودہ زمانے میں مقدمہ اولیٰ کی صحت غیر مسلم ہے بلکہ الثمنیۃ تثبت بقانون الحكومة ولا ترتفع الا بقانون الحكومة اس لئے جواز سلم فی الفلوس النافقہ کا فتویٰ دینا مشکل ہے۔^(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ

بیع سلم میں وقت پر ادا نہ کرنے پر جرمانے کی شرط لگانا (سوال) ایک شخص نے تجارت کے لئے پچاس روپے بایں طریق ایک دوسرے شخص سے لئے کہ لینے کے دن سے چار ماہ بعد متعین تاریخ کو ان پچاس روپیوں کے بالعوض دو من گھی ادا کروں گا اگر گھی نہ ہو۔ کا تو جتنی رقم بدنی مروجہ کے طریق کے مطابق ہوگی اس کو تاریخ معین پر ادا کروں گا اور آج کل کی بدنی مروجہ کی صورت بنیوں کے یہاں یہ ہوتی ہے کہ جب کوئی بدنی پر روپیہ لینے والا جنس مقررہ کو وقت پر ادا نہیں کرتا تو جو ایام جنس معمودہ کے ادا کرنے کے مقرر ہوتے ہیں ان میں سے جو ایسا ہو کہ اس میں جنس معمودہ نہایت گراں فروخت ہوئی ہو تو اس نرخ کے حساب سے دام کاٹتے ہیں مثلاً مقررہ مدت چار ماہ ہے اور جنس مقررہ ادا نہ ہو سکی اور جنس کے دام ادا کرنے میں تو ان چار ماہ میں اگر گھی آدھ سیر کا کسی روز فروخت ہو گیا تو دو من گھی کے ایک سو ساٹھ روپے کٹیں گے۔

اب اگر یہ رقم مذکور مقررہ جنس نے تاریخ مقررہ پر ادا نہ کی تو ایک سو ساٹھ روپیوں پر سود چالو ہو جائے گا۔ روپیوں کا مالک تین سال کے اندر اندر جب چاہے بذریعہ ڈگری اپنی رقم جمع سود وصول کر لے۔ اور اگر ایسا ہو جائے کہ گھی سیر کا فروخت ہونا تھا اس وقت ڈیڑھ سیر کے نرخ پر بدنی ہوئی تھی اور بدنی ہوتے ہی مثلاً گھی دو سیر کا ہو گیا تو بنیاد و من گھی کے دام چالیس روپے دو سیر کے نرخ کے حساب سے بالکل نہیں کاٹتے بلکہ سیر کے نرخ کے حساب سے دام کاٹتے ہیں غرضیکہ مطلب یہ ہے کہ پورے پچاس روپے یا پچاس سے کم کی صورت میں نہیں لیتے اس مسئلہ میں دریافت طلب یہ بات ہے کہ اگر روپیہ لینے والا شخص کسی سے بلا بدنی پچاس روپیہ لیتا تو سودی ملتے اور ملتے ہی سود چالو ہو جاتا تو اس سے بہتر تو یہی ہے کہ بایں

طریق روپیہ لے لے اور اس بدنی کی صورت میں چونکہ مقروض کو اپنی حیثیت کو دیکھتے ہوئے یہ یقین ہے کہ میں بہر صورت اس دو من گھی کو وقت مقررہ پر ادا کروں گا تو اس صورت میں تاہم ایک بگڑی ہوئی صورت بیع سلم کی جب بھی ہے۔ لہذا فریقین مذکور کی بنا پر ایسا معاملہ کرنا درست ہے یا نہیں۔ نیز ایک پڑھا لکھا شخص کہتا بھی ہے کہ اگر وقت مقررہ پر جنس معمودہ کو مقروض ادا کر دے تو ایسا معاملہ کرنا جائز اور درست ہے ہاں شرط یہ ہے کہ دو من گھی کو وقت مقررہ پر ادا کر دے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ پچاس روپے لینے والا شخص بدنی تو کرتا ہے گھی کے اوپر لیکن اس کی نیت روپیہ لینے وقت یہ ہوتی ہے کہ میں وقت پر وہ دام ادا کروں گا جو دام دو من گھی کے بنیائے گا تو اس صورت کا حکم بھی بیان فرمایا جائے کہ شرعاً کیا حکم ہے فقط المستفتی نمبر ۲۵۸۸ عبد اللہ مالپوری ۹ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ ۱۸ اپریل ۱۹۴۰ء

(جواب ۳۱) اگر کوئی رقم اس طور پر لی جائے کہ اس کے بدلہ میں فلاں جنس اس نرخ سے فلاں تاریخ کو ادا کروں گا تو شرط تعیین قسم وصف و نرخ و وقت ادائیگی کے ساتھ یہ معاملہ جائز ہے۔ اس کو بیع سلم کہتے ہیں^(۱) اور وقت پر جنس ادا نہ ہو تو دی ہوئی رقم واپس دینی ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ دینا اور دائن کو لینا حرام ہے اور زیادہ دینے کی شرط سے معاملہ کیا جائے تو معاملہ ہی ناجائز ہوگا^(۲) اور معاملہ کرتے وقت قرض لینے والے کی نیت اداء جنس کی نہ ہو بلکہ بدنی قاعدہ مروجہ سے روپیہ ادا کرنے کی ہو تو اس کو یہ معاملہ کرنا ناجائز ہے فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

مویشتی رکھوالی کے لئے دینا کہ ان کے بچے آدھو آدھ تقسیم ہوں گے

(سوال) ہمارے یہاں چوپایوں کو بٹ پر اس شرط پر دیتے ہیں کہ ان سے جو بچے پیدا ہوں گے اس میں ہم آدھا تم کو دیدیا کریں گے یہ جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی میانجی نور محمد موضع غنی ضلع گورگانوہ۔

(جواب ۳۲) اس طرح جانوروں کو دینا کہ ان کے بچوں میں سے آدھے بچے تم کو دیں گے ناجائز ہے۔^(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ

ابھی قرض لینا کہ غلہ کے موسم میں گندم دوں گا بیع سلم ہے

(الجمعیۃ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۲۶ء)

(سوال) اگر زید عمرو سے کچھ روپیہ اس شرط پر لے کہ غلہ کی فصل پر غلہ ادا کر دے گا اور اس کا نرخ بھی

(۱) (وہو) بیع اجل وہو المسلم فیہ (بعاجل) وہو رأس المال ورنکہ رکن البیع وشرطہ ای شروط صحته التي تذکر فی العقد سبعة بیان جنس کبر وتمر و بیان نوع کمسقی او بعلی ووصفه کجید وردی وقدر و اجل و بیان قدر رأس المال و مکان الايفاء (تنویر الابصار مع درمختار کتاب البیوع) باب بیع السلم ۵/ ۲۰۹، ۲۱۴، ۲۱۵ ط، سعید
(۲) ولا يجوز لرب السلم شراء شيء من المسلم اليه الى قوله بحكم الاقالة لقوله عليه السلام لا تاخذ الا سلمك او رأس مالك (الدر المختار) کتاب البیوع باب السلم ۵/ ۲۱۹ ط، سعید
(۳) دفع بقرة الى رجل على ان يعلفها وما يكون من اللبن والسمن بينهما انصافا فلا جارة فاسدة (عالمگیریۃ) کتاب الاجارة الفصل الثالث قفیز الطحان ۴/ ۴۴۵ ط کونہ

وہی ہوگا جو اس وقت طے ہو جائے خواہ غلہ ادا کرنے کے وقت نرخ کچھ ہی کیوں نہ ہو تو یہ بیع جائز ہے یا نہیں؟
(جواب ۳۳) ہاں یہ بیع سلم کی صورت ہے اور بیع سلم اپنے شرائط کے ساتھ جائز ہے شرائط کی تفصیل کسی مقامی عالم سے دریافت کر لی جائے۔^(۱) محمد کفایت اللہ غفرلہ

بیع سلم میں ادائیگی کے وقت بھاؤ میں کمی پیشی یا جنس کی تبدیلی کا حکم
(الجمعیۃ مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۲۷ء)

(سوال) ظہور علی نے پنڈت جی کو پانچ روپے قرضہ دیا ہے اور اقرار یہ ہے کہ فی روپیہ دس سیر مسور فصل آنے پر لی جاوے گی تو فصل پر پنڈت جی کے پاس مسور نہیں ہوئی پنڈت جی و ظہور علی کا فیصلہ ہونا مقرر ہوا ہے کہ مسور کی جگہ پر گندم لی جاوے۔ جس قدر قیمت کی کل مسور ہے اسی قیمت کی جس قدر گندم ہو پنڈت جی دینے کو راضی ہیں ظہور علی اس بارے میں شرعی حکم معلوم کرنا چاہتے ہیں؟
دوسرے ظہور علی نے پنڈت جی کو دس روپیہ دیا ہے اور یہ اقرار ہے کہ ہم فی روپیہ دس سیر چنالیں گے۔ فصل پر چنانہ ہونے سے ظہور علی و پنڈت جی کا یہ اقرار ہوا ہے کہ فصل پر جس قدر قیمت کے چنے ہیں اسی قدر حساب لگا کر روپیہ لے لیا جائے۔ اگر اقرار مذکور پر شریعت اجازت نہ دے تو کس طریقے سے وصول کیا جاوے؟

(جواب ۳۴) ظہور علی پنڈت جی کو مجبور کریں کہ وہ مسور اور چنا جس بھاؤ کو بھی ملے ظہور علی کو لا کر دے۔ ظہور علی کوئی دوسری جنس نہیں لے سکتے۔ صرف مسور اور چنا ہی لے سکتے ہیں۔ اور پنڈت کو یہ دونوں چیزیں دینی چاہئیں خواہ بازار سے لا کر دے۔ البتہ ظہور علی اگر پنڈت کو مجبور کرنا نہیں چاہتے تو اپنا روپیہ واپس لے سکتے ہیں ظہور علی کے لئے دو ہی صورتیں ہیں یا موعودہ غلہ لیں یا جو روپیہ دیا تھا وہ واپس لے لیں۔^(۲) محمد کفایت اللہ غفرلہ، دہلی۔

بیعانہ دینے کے بعد مقررہ نرخ میں کمی پیشی ہو جائے تو نفع و نقصان پورا کرنے کی ایک صورت
(سوال) ہم نے آج کے نرخ سے چاندی سونایا اور کوئی چیز خرید کی اور اس چیز کی مقدار مقرر کر کے اس سے یہ طے کیا کہ یہ مال ہے تجھ سے مثلاً ایک مہینہ یا کچھ کم و بیش دن مقبرر کئے کہ اس تاریخ کو لیں گے اس نے یہ بات منظور کر کے بیعانہ لے لیا اور مال آج کے نرخ سے جو نرخ ہم نے منظور کر لیا ہے ہمارے ذمہ صحیح ہو گیا۔ اب جب ہمارے مال لینے کی تاریخ آئی تو اس دن کا نرخ ہماری خرید سے کم ہے۔ ہمیں اس مال کے لینے میں جتنا نقصان ہوتا ہے اتنی رقم ہم اس کو دیدیں اور مال نہیں لیں یا ہمارے مال لینے کی تاریخ آئی تو اس دن کا نرخ

(۱) و شروط صحیحہ التي تذكر في العقد سبعة (الدر المختار) كتاب البيوع باب السلم ۵ / ۲۱۴ ط، سعید (لیکن مذکورہ صورت بوجہ جمالت من کے درست نہیں) واللہ اعلم

(۲) ولا يجوز شراء شيء من المسلم اليه الى قوله بحكم الا قاله لقوله عليه السلام لا تأخذ الا سملك او رأس مالك الخ (الدر المختار) كتاب البيوع باب السلم ۵ / ۲۱۹ ط س

ہماری خرید سے زیادہ ہے۔ ہمیں اس مال کے لینے میں جتنا فائدہ ہوتا ہے اتنی رقم ہم اس دوکاندار سے لے لیں تو یہ نفع لینا اور نقصان دینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی حاجی محمد داؤد صاحب (بلیماران دہلی) (جواب ۳۵) یہ صورت نفع لینے یا نقصان دینے کی جائز نہیں ہے۔^(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

تیرھواں باب پیمائش اور اوزان

شرعی گز اور تولہ کی مقدار

(سوال) شرعی گز اور انگریزی میں نیز تولہ اور انگریزی روپیہ میں کیا فرق ہے؟ المستفتی نمبر ۱۸۷ پروفیسر محمد طاہر صاحب ایم اے (ضلع میمن سنگھ) ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ م ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء (جواب ۳۶) شرعی ذراع نمبری گز کے ۸/۱ گزہ کے برابر ہے^(۲) اور انگریزی روپیہ کو تولہ قرار دینے حساب میں آسانی کے لئے بہتر ہے۔ ورنہ تولہ کے اوزان ہر زمانہ اور ہر ملک میں مختلف رہے ہیں۔^(۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

چودھواں باب خرید و فروخت کے لئے وکیل بنانا

دوسرے کے لئے خریدی گئی چیز پر نفع لینے کا حکم

(سوال) زید کو اپنی دکان کے واسطے باہر سے سامان خرید کر لانے کی اور اس کے لئے روپے کی ضرورت ہے۔ زید بحر سے کہتا ہے کہ مجھ کو مبلغ یکھ صد روپے دے دو سامان خرید کر لاؤں گا تو اس کی بلٹی بیجک تم کو دیدوں گا اور اس پر تم کو مبلغ پانچ روپے منافعہ کے دے دوں گا۔ اور ان روپیوں کی ادائیگی کی میعاد تین مہینے قائم کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یا تو روزانہ لے لو یا یک مشت تین مہینے میں لے لینا بعض اوقات زید اپنے شہر سے بھی سامان خرید لیتا ہے اس کے متعلق کہتا ہے کہ مال بحر کے قبضے میں دیکر پھر خرید لیا کروں گا۔ اور اس پر کچھ منافع دے دے کروں گا المستفتی نمبر ۹۰۳ کلن چٹن، مراد آباد، مورخہ ۷ صفر ۱۳۵۵ھ م ۲۹ اپریل ۱۹۳۶ء

(۱) کیونکہ اس صورت میں نفع نقصان دینا اور لینا ربا ہے اور ربا حرام ہے جیسا کہ رد المحتار میں ہے لان الربا هو الفضل الخالی عن العوض (رد المحتار کتاب البیوع باب السلم ۵/۲۴۱ ط، سعید)

(۲) شرعی گز و ذراع فٹ یا انچ کا ہوتا ہے اور یہ انگریزی گز کا نصف ہے (جواہر الفقہ لمفتی محمد شفیع ۱/۴۳۸)

(۳) اور اس دور میں انگریزی پیسہ کی چلن ختم ہو چکی ہے مگر تولے کا وزن ماشہ سے کیا جاتا ہے اور ایک تولہ (۱۲) ماشے کا ہوتا ہے فیروز اللغات

(جواب ۳۷) اگر زید بحر سے روپیہ قرض نہیں لیتا بلکہ بحر کے روپے سے مال بحر کے لئے خریدتا ہے اور خود بحیثیت وکیل بحر کے کام کرتا ہے تو اس پر وکالت کے احکام جاری ہوں گے۔^(۱) اور مال کا مالک بحر ہو جائے گا اس کے بعد اگر زید اسی مال کو بحر سے اپنے لئے خرید لے اور کچھ منافع دیدے تو یہ جائز ہوگا۔^(۲) اور اس رقم کی ادائیگی کے لئے جو مدت آپس میں طے کر لیں وہ جائز ہوگی۔ لیکن اگر زید مال نہ خریدے تو بحر کو اس پر جبر کرنے کا حق نہ ہوگا۔^(۳) محمد کفایت اللہ دہلی۔

پندرہواں باب متفرقات

(۱) قرآن کریم کو بغرض تجارت بیچنے کا حکم

(۲) قرآن کریم کو پارہ پارہ کر کے چھپوانا

(۳) قرآن پاک کو رنگ گزرنے کا حکم

(سوال) (۱) قرآن کریم کی طبع و نشر غیر مسلم اقوام کے ہاتھ میں نہیں ہونا چاہیے اگر کوئی مسلم کمپنی یا کوئی بینک مسلم ایسا کام اپنے ہاتھ میں لے تو لوگوں کو اس ہستی کا مشکور ہونا چاہیے۔ لیکن اس ہستی کو قرآن کریم کو ایک مال تجارت تصور نہ کرنا چاہیے۔ ہاں اس کے متعلق جس قدر مصارف خواہ کثیر یا قلیل ہوں انکو وصول کرنے کا حق ہے مگر اس صرف سے زیادہ وصول کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے۔ جو روپیہ بطور منافع اس طرح سے حاصل ہوگا۔ وہ ناجائز ہے۔ میرا یہ خیال صحیح ہے تو پھر ایسے منافع کے حصے داران بھی جائز روپیہ حاصل نہیں کرتے اور احتیاط اسی میں ہے کہ اس منافع سے پرہیز کیا جاوے۔ عوام کو عموماً اور امراء کو خصوصاً۔

(۲) قرآن کریم کو حصہ حصہ کر کے (مثلاً پنج سورہ، یا زودہ سورہ، سیزدہ سورہ) چھپوانا درست ہے؟ کیا اس طرح قرآن کریم کا پارہ پارہ ہو جانے کا اندیشہ نہیں ہے؟ مجھے یقین ہے کہ قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ دار خود اللہ کریم ہے۔ (۳) قرآن کریم کا ہشت رنگ وغیرہ کرنا کہ نظر میں اس کی صورت مزین ہو اور موجودہ زمانہ کے بھی مطابق ہے تو یہ کہاں تک درست ہے؟ المستفتی نمبر ۱۳۵۱ محمد برکت علی صاحب سب حج پشتر (جالندھر) ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ ۱۶ فروری ۱۹۳۷ء۔

(جواب ۳۸) (۱) مصاحف مطبوعہ یا قلمی مالک کی ملک ہیں اور وہ ان کو بیع کر سکتے ہیں اور ان کی تجارت

(۱) العبرة فی العقود للمقاصد والمعانی لا للالفاظ والمبانی (قواعد الفقہ ص ۹۱ ط صدف پبلشرز)

(۲) لو وكله شراء شيء بغير عينه فالشراء للوكيل الا اذا نواه للموكل او الشراء بماله اي مال الموكل (رد المحتار كتاب الوكالة ۵/ ۵۱۶ ط، سعید)

(۳) لما في الدرر فلو اكره بقتل او ضرب شديد او حبس حتى باع او اشترى او اقر او اجر ففسخ ما عقد او امضى لان الاكره الملبى وغير الملبى يعد مان الرضى والرضى شرط لصحة هذه العقود وكذا الصحة الاقرار الخ (الدر المختار)

كتاب الاكره ۶/ ۱۳۰ ط، سعید

ممنوع ہونے کی بھی کوئی وجہ نہیں اور قرآن مجید کی طبع اور نشر اور تجارت سے نفع حاصل کرنا جائز ہے۔
 (۲) حصہ حصہ کر کے شائع کرنا مباح ہے اور بغرض تعلیم بچوں کے لئے پارہ پارہ کر کے چھاپنا بھی مفید ہے
 اور سلفاً اور خلفاً معمول یہ ہے (۱) (۳) یہ صورت خلاف اولیٰ ہے لیکن اگر غرض قرآن مجید کی عظمت و احترام ہو تو مباح ہے۔ (۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

غلہ کی تجارت کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۳۷ء)

(سوال) غلہ کی تجارت جائز ہے یا ناجائز؟

(جواب ۳۹) غلہ کی تجارت جائز ہے۔ بلکہ انسان اور حیوانات کے لئے حصول غذا میں آسانی پیدا کرنے کی نیت سے ہو تو موجب اجر ہے۔ (۲) ہاں احتکار مکروہ ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ جب کہ مخلوق کو غلہ کی حاجت ہو ایسے وقت کوئی غلہ روک رکھے یا وہ جو نفع ملنے کے زیادہ گراں قیمت پر غلہ فروخت کرنے کے ارادہ سے بند کر لے اور مخلوق کو اس سے مالی اور جسمانی تکلیف پہنچے تو یہ فعل ناجائز ہے۔ (۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) وعن ابن عباسؓ انه سئل عن اجرة كتابة المصحف فقال لا باس انما هم مصورون وانهم انما ياكلون من عمل ايديهم رواه رزين (مشکوۃ شریف، کتاب البیوع، باب الکسب مطلب الحلال، ج ۱، ۲۴۲)

(۲) و جاز تحلیۃ المصحف لما فیہ من تعظیمہ کما فی نقش المسجد و تعشیرہ و نقطہ ای اظہار اعراہ و بہ یحصل الرفق جداً خصوصاً للعجم (الدر المختار، کتاب الحظر والا باحة، ۶/۳۸۶ ط، سعید)

(۳) موجب اجر ہونے کی امامت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "التاجر الصدوق الامین مع النبین والصديقین والشهداء" (ترمذی، کتاب البیوع ۱/۲۲۹ ط، سعید)

(۴) قال علیہ الصلاۃ والسلام "من احتکر طعاماً اربعین یوماً یرید بہ الغلاء فقد برئ من اللہ و برئ اللہ منہ رواہ رزين (مشکوۃ ۱/۲۵۱)

کتاب الربوا

پہلا باب بینک کے معاملات

کفار کے بینکوں سے سود لینے کا حکم

(سوال) کفار و گورنمنٹ بینک میں روپیہ جمع کرنا اور سود لینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کیوں؟ اور جواز کے کیا دلائل ہیں اور جواز کی صورت میں آیات صریحہ و احادیث صحیحہ محرمات ربوا کے کیا معنی ہیں اور ان کا صحیح مفہوم کیا ہے؟ جب کہ ان میں صراحتہ امتناعی حکم موجود ہے۔ کیا روایات فقہ جن سے جواز کا استدلال کیا جاتا ہے نص قرآنی کی معارض یا مخصوص ہو سکتی ہیں۔ اور کیا ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں شک ہے جب کہ اس میں حدود کے علاوہ جن کا رواج آج کل بلاد اسلامیہ میں بھی نہیں جملہ احکام شرعیہ بلا مزاحمت نافذ العمل ہیں؟ بینواتوجروا المستفتی عبدالکریم از سونی پت

(جواب ۴۰) گورنمنٹ کے بینکوں میں روپیہ جمع کرنا ناجائز ہے۔ کیونکہ اس سے فریق محارب کی امداد ہوتی ہے اور محاربین کو تقویت پہنچتی ہے۔ جمع شدہ روپے کو واپس لینا چاہیے اور اس کا سود بھی لے لینا چاہیے کیونکہ سود ان کے پاس چھوڑ دینے سے اسلام کو یہ نقصان پہنچتا ہے کہ وہ سود کا روپیہ مسیحی مشنریوں کو تبلیغ مسیحیت کے لئے دیا جاتا ہے اور وہ اس سے اسلام کے خلاف جہاد کرتے ہیں۔^(۱) سود لینے کے بعد اگر سود کے روپے کو محتاج مسکین کو دیدیا جائے تو کسی قسم کا کھٹکا نہیں۔^(۲) اور خود خرچ کیا جائے تو جو علماء ہندوستان کو دارالحرب سمجھتے ہیں ان کے نزدیک جائز ہے۔^(۳) ہندوستان دارالاسلام ہے یا دارالحرب؟ اس میں عرصے سے اختلاف چلا آتا

(۱) قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (سورۃ مائدہ پ ۶ آیت ۲)

(۲) لو مات الرجل و کسبه من بیع البازق او الظلم او اخذ الرشوة یتورع الورثة ولا یأخذون منه شیئاً وهو اولی و یردونہا علی اربابہا ان عرفہم والا تصدقوا بها لان سبیل الکسب الخبیث التصدق اذا تعذر الرد علی صاحبه (رد المحتار کتاب الحظر والا باحة ۶/ ۳۸۵ ط، سعید)

(۳) ولا ربابین حربی و مسلم مستامن ولو بعقد فاسد او قمار ثمة لان ماله ثمة مباح فیحل برضاه (الدر المختار کتاب البیوع باب الربا ۵/ ۱۸۶ ط، سعید)

(نوٹ) صفحہ ۱۸ سے لیکر صفحہ ۸۲ تک ایک ہی مسئلہ (کہ بینک سے سودی رقم لی جائے اور اس رقم کو غرباء و مساکین پر خرچ کیا جائے تو بہتر ہے ورنہ یہ رقم مسیحی تبلیغ کے لئے استعمال ہوگی جو صحیح نہیں ہے) بار بار آ رہا ہے جس کے لئے ہم نے تکرار عبارت کے بجائے صرف ص ۶۵ حوالہ نمبر ۲ کا رمز اختیار کیا ہے بس اسی پر اکتفا کیا جائے۔

ہے اور اب^(۱) تو اقرب الی الصواب یہی ہے کہ دار الحرب ہی ہے۔ واللہ اعلم، محمد کفایت اللہ غفرلہ دہلی

مسجد کی رقم پر سود لینا

(سوال) چونکہ مسلمانوں میں معتمد علیہ امین کا ملناد شوار تھا اس لئے سورتی جامع مسجد رنگون کاروپہ سرکاری بینک میں (محفوظ رہنے کی غرض سے نہ کہ سود حاصل کرنے کی غرض سے) جمع کر دیا گیا۔ جس کی تعداد تقریباً ایک لاکھ روپیہ ہوگی جس کی وجہ سے بینک اپنے قاعدہ کے مطابق سود قرار دیکر اندازاً حساب تین چار سو روپیہ ماہوار ہر سال مسجد کو ادا کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ٹرسٹیان مسجد نے سود سمجھ کر کبھی اس روپے کو لینا پسند نہیں کیا۔ بلکہ سرکاری بینک نے ہمیشہ اس کو اپنے اغراض و مقاصد کی تکمیل میں صرف کیا، پس دریافت طلب یہ ہے کہ جب یقیناً یہ غیر مسلمین ان رقوم متروکہ کو اصول اسلام کے متضاد مقاصد میں صرف کر دیتے ہیں تو اگرچہ یہ لوگ اس روپے کو سود کے نام سے نامزد کرتے ہیں لیکن ٹرسٹیان مسجد اس کو سود اعتقاد نہ کریں بلکہ عطیہ رضامندی خیال کر کے اس کو وصول کر لیں اور خدام و اعظین مسجد مذکور وغیرہ پر تمام اعمال و کمال صرف کر دیں تو شرعاً جائز ہو گا یا نہیں؟ مکرر عرض یہ ہے کہ سوال معروضہ بالا میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ معتمد علیہ امین کا ملناد شوار تھا دراصل یہ بات نہیں ہے بلکہ ایک سابقہ مقدمہ متعلقہ مسجد ہذا کے بعد گورنمنٹ کے فیصلے کے مطابق ٹرسٹیان مسجد مجبور ہیں کہ ایک ہزار روپے سے زائد رقم بینک میں جمع کر دیں۔ فقط المستفتی حاجی داؤد ہاشم صاحب نمبر ۴۸ مرچنٹ اسٹریٹ شہر رنگون (برما) ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ

(جواب ۴۱) سرکاری بینک کو امین سمجھنا اور اتنی بڑی پیش قدمی اس کو دینا جس سے وہ بڑے بڑے فائدے حاصل کرے ناجائز ہے۔ مسلمانوں کو واجب ہے کہ وہ اس قسم کے تعلقات سرکار کے ساتھ نہ رکھیں جن سے اس کو پیش قدمی اور فائدہ حاصل ہو لیکن اگر کوئی سخت مجبوری ہو (جیسی کہ سوال کے آخر میں ظاہر کی گئی ہے) تو اس مجبوری کو زائل کرنے کی پوری کوشش کریں اور زوال مجبوری تک جو رقم کہ سود کی بینک دیتا ہے اسے وصول کر لیں اور احتیاطاً اس رقم کو غریب اور نادار مسلمانوں کی ضروریات میں مسجد کی جانب سے خرچ کر دیں۔^(۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ

بینک میں سودی حساب کتاب کی ملازمت کا حکم

(سوال) بینک کی وہ ملازمت جس میں سود کا حساب کتاب و عملدرآمد وصول باقی کرنا پڑتا ہے یہ ملازمت اہل اسلام کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی محمد یوسف تھانوی اجیری دروازہ دہلی، مورخہ ۷ ار مضان المبارک ۱۳۴۲ھ۔

(جواب ۴۲) سرکاری بینک کی ملازمت اس حیثیت سے کہ اس میں سودی کاروبار ہوتا ہے ناجائز نہیں ہے۔

(۱) یہ فتویٰ تقریباً ۱۹۲۴ء کا ہے۔ (حفیظ الرحمن واصف)

(۲) لان سبیل الکسب الخبیث التصدق اذا تعذر الرد علی صاحبه (رد المحتار، کتاب الحظر والاباحہ ۶/ ۳۸۵ طس)

کیونکہ بحالت موجودہ گورنمنٹ برطانیہ محارب اور ہندوستان دارالحرب ہے اور اس میں گورنمنٹ سے سود لینا ناجائز نہیں ہے۔^(۱) لیکن سرکاری بینکوں میں قصداً روپیہ جمع کرنا اور اس ذریعے سے ایک قسم کی امداد پہنچانی درست نہیں۔^(۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

عیسائی مبلغین پر خرچ ہونے کے خدشہ کی وجہ سے سود لینا

(سوال) ایک مسلمان اپنا روپیہ بینک میں اس غرض سے جمع کرتا ہے کہ روپیہ محفوظ رہے سود لینا اس کا مقصود نہیں مگر بینک کے قاعدہ کے مطابق بہر صورت اس روپے پر سود دیا جاتا ہے اگر روپیہ جمع کرنے والا وہ رقم نہیں لیتا ہے تو وہ عیسائی مبلغین اور دوسرے غیر مسلم اداروں کو دیدی جاتی ہے جس سے وہ اپنے مقاصد کی تبلیغ میں مدد لیتے ہیں ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟ المستفتی نمبر ۵۰ حکیم ذکی احمد خان دہلی ۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۴۳) جب کہ یہ نیت حفاظت سرکاری بینک یا سیونگ بینک میں روپیہ جمع کیا گیا ہو تو اس کا سود بینک سے وصول کر لینا چاہیے کیونکہ وصول نہ کرنے کی صورت میں وہ سود کی رقم تبلیغ مسیحیت میں خرچ ہوتی ہے اور اس کے ذریعہ سے اسلام کے فرزندان کو مرتد بنایا جاتا ہے۔^(۳) بینک سے وصول کر کے اس رقم کو قومی اور رفاه عامہ کے کاموں میں بہ نیت رفع وبال خرچ کر دینا چاہیے۔^(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی

سیونگ بینک ڈاکخانہ کیش سرٹیفکیٹ پر سود لینا

(سوال) جو سود ہندوستانی اور انگریزی بینک ان رقم پر ادا کرتے ہیں جو ان کے پاس جمع کی جاتی ہیں ایسا سود حرام ہے یا جائز؟ یا ایسا سود بینک میں چھوڑ دیا جائے اور ترک کر دیا جائے سود جو سیونگ ڈاکخانہ ادا کرتا ہے اس کی حلت اور حرمت کا کیا حکم ہے؟ سود کیش سرٹیفکیٹ و دیگر قرضوں پر گورنمنٹ ادا کرتی ہے اس کا لینا حرام ہے یا جائز؟ بینواتو جروا المستفتی نمبر ۱۹۱ مولوی عبداللہ ایڈوکیٹ پنڈی گھپ ضلع اٹک ۱۲ شوال ۱۳۵۲ھ ۲۸ جنوری ۱۹۳۴ء

(جواب ۴۴) سیونگ بینک ڈاکخانہ کیش سرٹیفکیٹ سرکاری بینک اور قرضوں سے گورنمنٹ جو سود

(۱) ولا ربابین حربی و مسلم ثمة لان ماله مباح فیحل برضاه مطلقاً بلا عذر (درمختار کتاب البیوع باب الربا ۵/ ۱۸۶ ط، سعید)

(۲) واتفقوا علی انه لا یفاوی بنساء و صبیان و خیل و سلاح الا لضرورة و فی الشامیة قوله و خیل و سلاح ای اذا اخذنا منهم فطلبوا المفارقة بمال لم یجز ان نفعل لان فیہ تقویۃ یختص بالقتال الخ (الدر المختار باب الغنیمۃ ۴/ ۱۳۹ ط، سعید)

(۳) لو مات الرجل و کسبه من بیع البازق او الظلم او اخذ الرشوة یتورع الورثة ولا یأخذون شیئاً و هو اولی و یردونها علی اربابها ان عرفوهم والا تصدقوا بها لان سبیل الخبیث التصدق اذا تعذر الرد علی صاحبه (رد المختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع ۶/ ۳۸۵)

(۴) (ایضاً بحوالہ سابق نمبر ۲ ص ۶۵)

دیتی ہے یہ سب وصول کر لیا جائے اور اس کو رفاہ عام کے کاموں پر خرچ کیا جائے۔^(۱) یا تو ان چیزوں میں روپیہ جمع نہ کیا جائے یا مجبوری ہو تو جمع کر کے اس کا سود وصول کر لیا جائے۔ مگر نہ تو جمع کرنے میں غرض تحصیل سود ہو اور نہ اس سود کو اپنے ذاتی مصرف میں لایا جائے۔ وصول کرنے کی اجازت اس بناء پر ہے کہ صاحب رقم اگر سود وصول نہ کرے تو وہ سود مسیحی مشنریوں کو دیدیا جاتا ہے اور تبلیغ مسیحیت میں اس سے کام لیا جاتا ہے۔^(۲)

محمد کفایت اللہ کلن اللہ لہ

کیا سودی رقم دینی تعلیم، رفاہ عام اور مسلمان فقراء پر خرچ کی جاسکتی ہے

(سوال) میں نے گورنمنٹ ڈاکخانہ سے کیش سرٹیفکیٹ پانچ سالہ خریدے ہیں کیش سرٹیفکیٹ کا مطلب یہ ہے کہ گورنمنٹ ہم سے ایک خاص میعاد (مثلاً پانچ سال) کے لئے روپیہ لیتی ہے اور یہ معاہدہ کرتی ہے کہ اس سے زائد مقررہ رقم پانچ سال بعد واپس کر دے گی۔ سود کا ذکر اس معاہدہ میں نہیں ہے تو اس معاہدہ کی آمدنی جس میں سود کا ذکر نہ ہوا اپنے صرف میں لاسکتے ہیں یا نہیں؟ اگر اپنے صرف میں نہیں لاسکتے تو اسلامی پرائمری مدرسے میں جس میں دینیات کی تعلیم ہوتی ہو خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں۔ نیز خالص دینی تعلیم پر یا غریبوں کی امداد پر یا مسلمانوں کے قرض کی ادائیگی پر خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۴۳۱ نظم الرحمن (دہلی) ۱۶ رمضان ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۴ دسمبر ۱۹۳۴ء

(جواب ۴۵) ڈاکخانہ کے سیونگ بینک اور کیش سرٹیفکیٹ پر جو رقم اصل رقم سے زیادہ ملتی ہے وہ سود کی ہے۔ خواہ اس کا نام سود رکھا گیا ہو یا نہیں۔^(۳) مگر ڈاکخانہ سے اور حکومت کے کیش سرٹیفکیٹ سے سود کی رقم وصول کر کے مساکین وغیرہ پر قرضدار مسلمانوں کے قرضہ کی ادائیگی پر تعلیم (پرائمری یا دینیات) پر اور ہر رفاہ عام کے کام پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔^(۴) محمد کفایت اللہ کلن اللہ لہ

سودی کاروبار والے بینکوں میں تجارت کرنا

(سوال) بینکوں سے تجارتی کاروبار کرنا جن کا معاملہ سودی کاروبار پر ہے درست ہے یا نہیں؟ حالانکہ فی زمانہ غیر ملکی تجارت بغیر بینکوں کے غیر ممکن ہے۔ المستفتی نمبر ۴۷۶ ابو محمد عبد الجبار (رنگون) ۱۰ صفر ۱۳۵۳ھ ۱۴ مئی ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۶) غیر ملکی بینکوں سے کاروبار تجارت کرنا اس بنا پر جائز ہو سکتا ہے کہ وہ اہل حرب کے بینک اور دارالحرب میں قائم ہیں۔ شریعت نے تجارتی اور غیر تجارتی سود کا کوئی فرق نہیں کیا ہے۔ لیکن دارالاسلام اور دارالحرب کا فرق کیا گیا ہے بس مسلمان مجبوری کی حالت میں ان بینکوں سے کاروبار کریں جن میں سود لینا یا دینا

(۱) ایضاً بحوالہ سابق نمبر ۲ ص ۶۵

(۲) ایضاً (۳) ایضاً

(۴) کیونکہ یہ زائد رقم بغیر کسی عوض کے مل رہی ہے وہی رد المحتار لربا ہو الفضل الخالی عن العوض (رد المحتار) باب

المتفرقات ۵ / ۲۴۱ ط، سعید

پڑے تو یہ وجہ عذر ہو سکتا ہے۔^(۱)

سودی رقم استعمال کرنے کا حکم

(سوال) بینک کا سود کھانا خصوصاً کو آپریٹو بینک جو گورنمنٹ کی طرف سے پانچ سو یا ہزار روپے کا سرمایہ فی روپیہ ایک پیسہ سود ماہانہ مقرر کر کے چند اشخاص کو ممبر کر کے فی کس ایک روپیہ وصول کر کے ان کے ہاتھ سپرد کیا جاتا ہے وہ اس روپے کو کچھ زیادہ سود پر قرض دیتے ہیں۔ المستفتی نمبر ۵۱۵ محمد مقدس (ضلع سلمٹ) ۵ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ مطابق ۷ جولائی ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۷) سرکاری بینکوں کا سود بینکوں سے وصول کر لینا اور اس کو فقراء و مساکین پر خرچ کر دینا جائز ہے۔^(۲) کو آپریٹو بینکوں کی شرکت اور ممبری اور اس کے سودی کاروبار سے مسلمانوں کو بچنا لازم ہے۔^(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ، دہلی

مسجد یا مدرسہ والی آمدنی پر ملنے والے سود کو طلبہ پر خرچ کرنا

(سوال) آمدنی موقوفہ مدرسہ یا مسجد بینک میں جمع کی جاتی ہے اور اس پر بینک سے سود ملتا ہے وہ سود وہاں سے لے لیا جاتا ہے اس کا مصرف کیا ہے آیا وصول کر کے وہیں اصل میں جمع کر دیا جائے یا طلبہ و مساکین پر خرچ کر دیا جائے؟ المستفتی نمبر ۶۶۹ مولانا شوکت گنبد ضلع بجنور ۱۰ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ ۱۱ اگست ۱۹۳۵ء

(جواب ۴۸) اگر کوئی امانت دار اور معتمد مسلمان بہم نہ پہنچ سکے تو ایسی صورت میں مسجد یا مدرسہ سے کاروبار بینک میں رکھنا جائز ہے۔^(۴) اور اس کا سود لیکر مسکین طلبہ پر خرچ کر دیا جائے تو جائز ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ

بینک میں رقم اور بیمہ کے ذریعے منافع حاصل کرنے اور استعمال میں لانے کا حکم

(سوال) (۱) میرا روپیہ ڈاکخانہ کے سیونگ بینک میں جمع ہے اور اس کا سود لینا میں حرام سمجھتا ہوں۔ اگر نہ لوں تو وہی سودی روپیہ اسلام کے خلاف تبلیغ مذہب میں جاتا ہے اس سود کو میں کیا کروں؟ (۲) کیا ایسے سود کا روپیہ لیکر غریب و نادار مسکین مسلمانوں پر یا مسلمان قرض داروں کے قرضے کی ادائیگی میں خرچ کر سکتا ہوں اور غیر مسلم جو امداد کا مستحق ہو دے سکتا ہوں یا نہیں؟ (۳) میرا روپیہ امپیریل بینک میں جمع ہے جو

(۱) لاریا بین حربی و مسلم مستامن ولو بعقد فاسد او قمار ثمة لان ماله ثمة مباح فیحل برضاه (الدر المختار ۵/۱۸۶ ط، سعید)

(۲) (ایضاً بحوالہ سابق نمبر ۲ ص ۶۵)

(۳) لعن رسول اللہ ﷺ اکل الربا و مؤكله و شاهده و كاتبه او كما قال (ابوداؤد شریف ۲/۱۱۷ ط مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۴) قال تعالیٰ: فمن اضطر فی مخصصة غیر متجانف لاثم فان الله غفور رحیم (پ ۶ مائدة آیت ۳)

www.ahlehaq.org

یا خود فاحشہ نے کسی جائز ذریعہ اور حلال کمائی سے حاصل کیا ہو تو اس مکان کی قیمت سے جنازہ گاہ بنانا اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ لیکن اگر یہ مکان حرام کمائی سے حاصل کیا گیا ہے تو اس میں خبث قائم ہے اور اس کو کسی نیک کام میں بامید ثواب لگانا جائز ہے اس کو انجمن اسلامیہ فروخت کر کے یتیموں، بیواؤں اور دوسرے محتاجوں کے کھانے پینے میں اس نیت سے خرچ کر دے کہ ایک مال حرام اس کے قبضے میں آ گیا ہے جس کو وہ اصلی جائز مالک تک نہیں پہنچا سکتی اس لئے بہ نیت رفع وبال یا بہ نیت ایصال ثواب اصل مالک محتاجوں اور مسکینوں پر خرچ کر رہے ہیں۔

متبنی کے لئے اپنی جائیداد سے وقف کرنے کا حکم

(سوال) زید نے اپنے ایک بھائی عمرو کو بچپن سے اپنا بیٹا بنایا کیونکہ زید کے کوئی اولاد نہیں تھی ہاں زید کے بھائی بہن موجود ہیں زید چاہتا ہے کہ عمرو کو جو کہ اس کا متبنی ہے اپنی جائیداد کا کل یا جزو حصہ وقف کرے تو وہ ایسا کرنے میں عند اللہ گناہ گار تو نہ ہوگا؟ المستفتی نمبر ۵۴ ڈاکٹر حسین صاحب مراد آباد، ۲۰ جمادی الآخر ۱۳۵۲ھ م ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۵۱۶) زید کو چاہیے کہ اپنی جائیداد کا ۳/۱ حصہ عمرو کے لئے وقف کرے باقی ۲/۳ حصہ شرعی وارثوں کے لئے رہنے دے یہی اس کے لئے بہتر ہے۔ (۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(۱) مرض الموت میں مشترکہ جائیداد سے نابالغ بیٹے کے لئے وقف کرنے کا حکم

(۲) مرض الموت میں وقف کرنے کا حکم

(سوال) (۱) زید نے ایک جائیداد وقف نذر اللہ کی ہے بروقت مرض الموت اس جائیداد کا عملہ زید کا تھا اور زمین محکمہ نزول کی ہے۔ چنانچہ عملہ ہی وقف کیا ہے۔ یہ وقف شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۲) زید نے ایک جائیداد بروقت مرض الموت پسر نابالغ کے نام کی ہے یہ مشترکہ جائیداد ہے اس میں دوسرا شخص بھی شریک ہے اور اس جائیداد پر قبضہ موہوب الیہ کا حین حیات مالک میں نہیں ہوا واہب کے دیگر اولاد کثیرہ موجود ہے لیکن پسر نابالغ کو بہرہ کے ساتھ مخصوص کیا اور دیگر اولاد کو فراموش۔

(۳) زید کے پاس نقد روپیہ تھا زید نے بتفصیل ذیل بوقت وفات وصیت کی۔ دو ہزار روپے حج بدل میں اور دو ہزار روپے پسر نابالغ کی تعلیم پر خرچ کئے جائیں اور یہ وہی پسر نابالغ ہے جس کے نام پر جائیداد بہرہ کی ہے اور دو ہزار روپے تجہیز و تکفین پر خرچ کئے جائیں اور دو ہزار روپے تعمیر مسجد پر خرچ کئے جائیں۔

یہ تمام امور مرض الموت کی حالت میں انجام دیئے ہیں بقیہ اولاد ان سب امور کو تسلیم نہیں کرتی پیو تو جروا؟ المستفتی نمبر ۵۲ شیخ یقین الدین صاحب دہلی ۴ رجب ۱۳۵۲ھ م ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء۔

(جواب ۵۱۷) (۱) وقف اگر مرض الموت میں ہو تو حکم وصیت ہوتا ہے اور ثلث ترکہ میں جاری ہوتا ہے۔^(۱) زمین کی طرف سے اگر یہ اطمینان ہو کہ وہ کسی وقت واپس نہ لی جائے گی تو ایسی زمین پر عملہ و جائیداد کا وقف صحیح ہوتا ہے لیکن اگر یہ اطمینان نہ ہو اور زمین کی واپسی کا خیال بھی ہو تو جائیداد اور عملہ کا وقف صحیح نہیں ہوتا۔^(۲)

(۲) مرض الموت میں بہہ بھی وصیت کا حکم رکھتا ہے اور چونکہ وصیت وارث کے لئے جائز نہیں اس لئے یہ بہہ بشرطیکہ مرض الموت میں ہونا ثابت ہونا جائز ہوگا۔^(۳)

(۳) تمام وصیتوں کا تعلق ایک ثلث مال میں سے ہوتا ہے اس لئے اگر حج بدل کے دو ہزار روپے اور تعمیر مسجد کے دو ہزار روپے (کل چار ہزار روپے اس لئے کہ تجہیز و تکفین کے لئے دو ہزار روپے کی وصیت غیر معقول ہے۔^(۴) اور لڑکے کی تعلیم کے لئے دو ہزار کی وصیت وارث کے لئے وصیت ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔^(۵) ثلث ترکہ میں سے نکل سکے اور بشرطیکہ وصیت کا ثبوت ہو تو یہ چار ہزار روپے حج بدل اور تعمیر مسجد کے لئے دیئے جائیں گے اور اگر وصیت کو تمام وارث تسلیم نہ کریں اور ثبوت بھی نہ ہو تو وصیت بھی غیر معتبر ہوگی۔^(۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ

بھائی، بھتیجی اور بھتیجے میں تقسیم میراث

(سوال) جس وقت محمد بخش کا انتقال ہوا تو ان کی جائیداد ہر سہ بھائیوں، مخدوش بخش، بدر الدین، صدر الدین نے اپنے اپنے نام حصہ مساوی عدالت سے کرائی اور بہنوں کو جائیداد سے کوئی حصہ نہیں دیا مخدوم بخش کے کوئی اولاد نہیں تھی چنانچہ اس نے صدر الدین کے لڑکے کمال الدین کو بطور لڑکے کے پالا اور بچپن سے مرتے وقت تک اس کے اخراجات کا کفیل رہا اس کی شادی کی، شادی کے لئے مخدوم بخش نے قرض تک لیا اور کمال الدین نے مخدوم بخش کی خدمت مثل بیٹے کے کی۔ مخدوم بخش نے مرتے وقت یہ وصیت کی اور اپنی زندگی میں بھی بڑے بڑے مجموعوں میں یہ کہہ چکا تھا کہ میری تمام اشیاء کمال الدین کے لئے ہیں اور میری ہر چیز کا مالک کمال الدین ہے مخدوم بخش کی وفات کے وقت بدر الدین اور اس کے ہر دو بالغ پسر کمال الدین بالغ انکی ہمیشہ منظور النساء اور کوئی عورتیں موجود تھیں مگر غیر خاندان کا کوئی مرد موجود نہ تھا مرنے سے کچھ دنوں

(۱) وفي حاشية ابن عابدين (قوله الثلث من الدار وقف الخ) اي لان الوقف في المرض وصية تنفذ من الثلث فقط (رد المحتار) مطلب في وقف المريض ۳/ ۳۴۵ ط سعيدي

(۲) في الشامية تحت (قوله و جزم في الخانية) لان الوقف لا يجوز الا مؤبداً فاذا كان التاييد شرطاً لا يجوز موقتاً (رد المحتار) كتاب الوقف ۳/ ۴۰۲ ط سعيدي

(۳) و تبطل هبة المريض و وصيته لمن نكحها بعد هما الخ (الدر المختار) كتاب الوصايا ۶/ ۶۵۹ ط س

(۴) اوصى بان يصلي عليه فلان او حمل بعد موته الى بلد آخر او يكفن في ثوب كذا الى قوله فهي باطلة (الدر المختار) كتاب الوصايا ۶/ ۶۶۶ ط سعيدي

(۵) قال عليه الصلاة والسلام: لا وصية لوارث (رواه الترمذي) ابواب الوصايا ۲/ ۳۲ ط سعيدي

(۶) ولا تجوز الوصية بما زاد على الثلث الا ان يجيزه الورثة (اللباب للميداني) كتاب الوصايا ۲/ ۳۶۷

قبل صرف مکان اپنی ہمیشہ کو دیدینے کو کہہ رکھا تھا چونکہ مخدوم بخش ابھی حال ہی میں فوت ہوئے ہیں نہ ان کی بیوی نہ کوئی اولاد۔ اور ان کا حقیقی بھائی بدرالدین موجود ہے اور بہن منظور النساء موجود ہے اس کے علاوہ ان کے بھائی صدرالدین جن کا مخدوم بخش سے پہلے انتقال ہو چکا اس کی اولاد میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی موجود ہے اور اس کی بہن جہانگیر (جس کا انتقال بھی مخدوم بخش سے پیشتر ہوا) اس کی اولاد میں بھی ایک لڑکا اور ایک لڑکی موجود ہے مخدوم بخش اپنی حیات میں اپنے موجودہ بھائی بدرالدین سے ہمیشہ سخت ناراض رہے لہذا مخدوم بخش کا ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائے؟ المستفتی نمبر ۱۰۴ شیخ کمال الدین ضلع مقرر ۲۱۱ رجب ۱۳۵۳ھ ۱۱ نومبر ۱۹۳۳ء۔

(جواب ۵۱۸) چونکہ جائیداد موروثی میں بہنوں کا بھی شرعی حق ہے ^(۱) اس لئے مخدوم بخش کی متروکہ جائیداد میں سے ان کی بہنوں کا نکال کر باقی جائیداد میں سے اول مخدوم بخش کے ذمہ کا قرضہ ادا کیا جائے اس کے بعد جو بچے اس میں سے ایک تہائی کمال الدین کو بحق وصیت دی جائے ^(۲) اور دو تہائی کے تین حصے کئے جائیں دو حصے بدرالدین کو اور ایک حصہ منظور النساء کو۔ ^(۳) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مسجد کے لئے وصیت کئے ہوئے مکان میں دو ثلث تک ورثاء کا حق ہے؟

(سوال) گرامی صاحب مرحوم شاعر خاص اعلیٰ حضرت شہر یار دکن خلد اللہ ملکہ اپنا زر خرید مکان اپنی اہلیہ کو بعوض مہر رجسٹری کر گئے بعد از وفات اہلیہ مرحوم اپنی موت سے کچھ دن قبل اپنا مملوکہ مکان بعوض مہر مسجد جامع ہوشیار پور کے نام وصیت کر کے رجسٹری کر گئیں اہلیہ مرحوم کی کوئی اولاد نہ کوئی برادر نہ بہن۔ اہلیہ گرامی مرحوم وصیت کے چند دن بعد انتقال کر گئیں اہلیہ مرحوم کے تین چچا جو وفات پا چکے ہیں انکی اولاد موجود ہے عند الشرع انکو حق پہنچتا ہے یا نہیں؟ اور کتنا حق پہنچتا ہے؟ وصیت زائد از ثلث جائز ہے یا ناجائز؟ مرحوم کا قرض و تجہیز و تکفین زر متروکہ سے کیا گیا ہے مرض الموت کے متعلق مسئلہ شریعت کیا ہے؟ کتنے دن کی شرط ہے یا فقط بقائمی ہوش و حواس ہونا ہی ضروری ہے؟ المستفتی نمبر ۱۳۴ شیخ شریف احمد بانس فروش کشمیری بازار ہوشیار پور ۸ شعبان ۱۳۵۲ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۵۱۹) مرحومہ اہلیہ گرامی مرحوم نے اپنا مکان مملوکہ اگر بحق مسجد بطور وصیت لکھ دیا ہے تو وصیت ثلث ترکہ سے زائد میں جاری نہیں ہوتی۔ اور مرحومہ کے چچا زاد بھائی انکے ترکہ کے دو ثلث کے حق دار ہیں۔ ^(۴) اگر اس دستاویز کی نقل بھیج دی جاتی جس کے ذریعہ سے مکان مسجد کو دیا گیا ہے تو یہ بتلانا

(۱) قال تعالى: وللنساء نصيب مما ترك الوالدان والاقرابون (النساء: ۷)

(۲) ثم تقدم ديونہ التي لها مطالب من جهة العباد الى قوله ثم يقسم الباقي بين ورثته (الدر المختار) كتاب الفرائض ۷۶۰/۶ ط سعید

(۳) ومع الاخ لا ب وام للذكر مثل حظ الانثيين يصرون به عصبة (سراجي) فصل في النساء ص ۹ ط سعید

(۴) ثم تقدم وصيته من ثلث ما بقى ثم يقسم الباقي بين ورثته الخ (الدر المختار) كتاب الفرائض ۷۶/۶ ط سعید

ممکن تھا کہ اس پر مرض موت میں ہونے یا نہ ہونے اور کل یا ثلث میں مؤثر ہونے یا نہ ہونے کا حکم کیا ہے؟
محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

زندگی میں وراثت نہ دینے کا اظہار کرنے سے وارث محروم نہ ہوگا

(سوال) منشی ارشاد الدین صاحب ساکن میرٹھ نے ۲۹ نومبر ۱۹۳۲ء کو ایک وقف نامہ لکھا ہے کہ من مقرر کی اولاد پسری و دختری نہیں ہے ایک زوجہ مسماۃ معصوم النساء دختر دوست محمد خاں موجود ہے عرصہ قریب گیارہ سال کا ہوا کہ بوجہ نافرمانی میں نے اس کو طلاق دیدی تھی اور مبلغ چار سو روپے اس کا مہر ادا کر کے رسید رجسٹری کرادی تھی مگر بعد کو اس کے خواستگار معافی ہونے پر میں نے اس سے دوبارہ نکاح کر لیا اب اس کا دین مہر صرف مبلغ ۸۰۰ ہے میں اپنی جائیداد میں سے بالفعل اس کو کچھ نہیں دینا چاہتا ہوں منشی صاحب موصوف نے ۱۶ جنوری ۱۹۳۳ء کو انتقال کیا آیا تحریر وقف نامہ کے بعد مسماۃ معصوم النساء شرعی حصہ پانے کی مستحق ہے یا نہیں؟ اور عقد ثانی جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۶۰ سلیم الدین احمد چشتی میرٹھ ۳۰ رمضان ۱۳۵۲ھ ۲۱ دسمبر ۱۹۳۳ء

(جواب ۵۲۰) اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ معصوم النساء بوقت تحریر وقف نامہ جائز طور سے ارشاد الدین کی زوجیت میں تھی اس لئے وہ حصہ میراث پانے کی مستحق ہے۔^(۱) دوبارہ نکاح کرنے کی کئی صورتیں جائز ہیں اور ممکن ہے کہ انہیں میں سے کوئی صورت ہوگی^(۲) پس صرف ارشاد الدین صاحب کے اس ارادے سے کہ ”میں اپنی جائیداد میں سے بالفعل اس کو کچھ دینا نہیں چاہتا“ اس کا حصہ میراث باطل نہیں ہو سکتا۔^(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

وارث کے لئے کی ہوئی وصیت کب نافذ ہوگی؟

(سوال) زید نے اپنے مرنے کے وقت مندرجہ ذیل وارث چھوڑے چار لڑکیاں اور دو بھائی جن میں سے تین لڑکیوں کا نکاح زید نے اپنی زندگی میں کر دیا صرف ایک لڑکی ناکتخدا چھوڑی ہے جس کے نکاح کے لئے کچھ زیورات بھی بنوا چکا تھا جو اسی ناکتخدا لڑکی کے استعمال میں ہیں زید نے انتقال کے وقت یہ وصیت کر دی ہے کہ اس ناکتخدا لڑکی کی شادی کے لئے اتنی ہی رقم دیدی جائے جتنی کہ کتخدا لڑکیوں میں سے ایک کی شادی کے لئے صرف کی گئی ہے اور زید نے اس لڑکی کا ولی اپنے بڑے بھائی کو قرار دیا ہے پس اس صورت میں میراث کی تقسیم کس طرح ہوگی؟ المستفتی نمبر ۳۰۷ مسٹر عبدالقدوس ٹھیکہ دار بنگلور ۲۱ صفر ۱۳۵۳ھ

(۱) ثم یقسم الباقی بعد الذلک بین ورثتہ ای الذین ثبت ارثہم بالکتاب او السنة (الدر المختار کتاب الفرائض ۷۶۱، ۷۶۲ ط سعید)

(۲) امور المسلمین علی السداد حتی یظهر غیرہ (قواعد الفقہ ص ۶۳ صدف پبلشرز)

ثابت میں وارث کو عاق کرنا غیر معتبر ہے اور عاق کے بارے میں تفصیل میلے گزر چکی ہے

(جواب ۵۲۱) زید نے جو زیور اور کپڑے وغیرہ ناکتھ لڑکی کو دیدیئے تھے وہ تو لڑکی کی ملک ہو گئی۔^(۱) اور ترکہ زید میں شامل نہ ہوں گے باقی اس قدر رقم کی وصیت کہ جتنی دوسری لڑکیوں کی شادی میں صرف ہوئی ہے تو اگر اس وصیت کو زید کی دوسری لڑکیاں اور زید کے بھائی جائز رکھیں تو جائز ہوگی یعنی اتنی رقم ترکہ سے علیحدہ کر کے اس لڑکی کو دیدی جائے گی اور اگر دیگر ورثا جائز نہ رکھیں تو ناجائز ہوگی اور بعض وارث جائز رکھیں اور بعض ناجائز تو جائز رکھنے والوں کے حصے میں جاری ہوگی اور ناجائز رکھنے والوں کے حصے میں جاری نہ ہوگی۔^(۲) اور اگر زید کے وارث صرف یہی ہیں تو اس کا ترکہ بعد منہائی اس رقم کے جو ناکتھ لڑکی کو دیدی جائے گی بصورت اجازت جمیع ورثاء یا بعد منہائی اس حصہ رقم کے جو بعض ورثا کے حصے کی وضع کی جائے گی جو اجازت دیدیں حسب ذیل طریقے سے تقسیم ہوگی کہ برابر کے چھ حصے کر کے چاروں لڑکیوں اور دونوں بھائیوں کو ایک ایک حصہ دیدیا جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

”میری وفات کے بعد میری متبنی لڑکی میری جائیداد کی وارث ہوگی“ کہنا وصیت ہے۔
(سوال) ایک شخص نے اپنی وفات سے نو سال قبل ایک لڑکی بعمریکسالہ کو زبانی اپنا متبنی بنایا اور اپنی وفات سے پیشتر چند معززین کو بلا کر وصیت کی کہ ”میری وفات کے بعد مذکورہ بالا لڑکی میری جائیداد کی جائز وارث ہوگی ارشاد فرمائیں کہ مذکورہ لڑکی کو از روئے شرع شریف کیا حصہ پہنچتا ہے؟ المستفتی نمبر ۹۱۲ حاجی محمد تقی (پانی پت) ۱۲ صفر ۱۳۵۵ھ ۴ مئی ۱۹۳۶ء۔

(جواب) (از مولوی حمد اللہ پانی پتی) شریعت میں متبنی بنانے سے مال پر کچھ اثر نہیں پڑتا لہذا لڑکی کا وراثت سے کچھ تعلق نہیں مال کے وارث اس کے وارث قریبی بعیدی جو ہوں گے ان کو حق پہنچے گا البتہ چونکہ مرنے والا وصیت کر گیا ہے کہ میرے مال کو میرے مرنے کے بعد لڑکی متبنی کو دیدینا لہذا وصیت کی رو سے لڑکی کو تہائی مال ملے گا جیسا کہ کسی غیر کو وصیت کر جاتا ہو تو تہائی اس کو ملتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب حمد اللہ عفی عنہ۔

(جواب ۵۲۲) (از حضرت مفتی اعظمؒ) اگر الفاظ یہ تھے جو سوال میں مذکور ہیں کہ ”میری وفات کے بعد لڑکی جائز وارث ہوگی“ تو یہ لغو ہیں وصیت نہیں۔^(۳) ہاں اگر یہ کہا ہو کہ سب ترکہ اس کو دیدینا تو وصیت

(۱) جہزاً بنتہ بجہاز سلمہا ذالک لیس لہ الاسترداد منها ولا لورثتہ بعدہ ان سلمہا ذالک فی صحتہ بل تختص بہ وہ یفتی وکذا لو استراد لہا فی صغرہا (الدر المختار کتاب النکاح باب المہر ۳/۱۵۵ ط سعید)

(۲) ولو اوصی لوارثہ ولا جنبی صح حصۃ الا جنبی ویتوقف فی حصۃ الوارث علی اجازۃ الورثۃ ان اجازوا اجاز وان لم یجیز وابطل و فیہ ایضاً ولو اجاز البض ورد البعض یجوز علی المجیز بقدر حصتہ و بطل فی حق غیرہ (عالمگیریۃ کتاب الوصایا ۶/۹۱ ط ماجدیہ)

(۳) کیونکہ متبنی جائز وارث ہرگز نہیں بن سکتا وارث صرف ذوی الفروض، عصبات اور ذوی الارحام ہیں

ہوگی اور ثلث میں جاری ہوگی۔^(۱) محمد کفایت اللہ

جواب الجواب (از مولوی حمد اللہ پانی پتی) مولانا المکرم زاد الطافکم۔ بعد سلام مؤدبانہ عرض ہے۔ مشکور ہوں کہ گرامی نامہ جلد موصول ہو گیا اور جناب نے اصلاح فرمادی اور مجھ سے بارہکا ہو گیا ایک سند حاصل ہو گئی۔ لیکن ابھی تک پوری تسکین و انشراح صدر حاصل نہیں ہوا جس کی مجھ کو خاص اپنے لئے ضرورت ہے جناب نے کوئی حوالہ یا دلیل تحریر نہیں فرمائی کہ کیوں الفاظ مذکورہ سوال لغوی ہیں۔ وصیت میں تملیک مضاف الی مابعد الموت ہے۔ لفظ وصیت کوئی ضروری نہیں۔ بلکہ اور الفاظ سے بھی ہو سکتی ہے۔ وصیت وراثت میں مشابہت بھی لکھتے ہیں کہ یادوونوں میں قائم مقام ہے۔ عاقل بالغ کے کلام کو حتی الامکان صحت پر محمول کرنا چاہئے۔ حقیقت نہ ہو تو مجازی۔ وصیت بعض موقع پر غلط الفاظ سے بھی مان لی جاتی ہے۔ جیسے کوئی وارث کو وصیت کرے تو لغو نہ ہوگی بلکہ موقوف اجازت پر ہوگی تمام مال کی وصیت ہوگی تو ثلث میں رکھی جائے گی تو اگر یہ کہے کہ میرے مرنے کے بعد فلاں میرا جائز وارث ہے یا ہوگا اور میں یہ وصیت کرتا ہوں تو کیوں اس کو وصیت نہ رکھا جائے اور لفظ جائز کو لغو کر دیا جائے اور وارث کے لفظ کو موصی کے طور پر محمول کر کے وصیت کی طور پر ثلث دیا جائے۔ فقط

مکرر یہ بھی عرض ہے کہ مرنے والے کی غرض تو یہ ہے کہ اس کو تمام مال دیا جائے پھر بعض بھی نہ ملے تو غرض کے خلاف ہے۔ اس کے علاوہ بعض حضرات دیوبندی اپنا خیال وصیت کا ظاہر کرتے ہیں مگر دلیل اور حوالہ نہیں اور نہ دستخط ہیں۔ میں جناب کو تکلیف دوبارہ دیتا ہوں امید ہے کہ اس طرح تحریر فرمائیں کہ طبعیت یکسو ہو جائے۔ والسلام

(جواب ۵۲۳) (از حضرت مفتی اعظم) سوال میں جو الفاظ مذکور ہیں وہ صرف یہ ہیں ”میری وفات کے بعد مذکورہ لڑکی میری جائیداد کی جائز وارث ہوگی“ یہ ایک جملہ خبریہ ہے۔^(۲) انشاء پر اسے محمول کرنا اور اس سے انشاء وصیت نکالنا متصور نہیں۔ متوفی کے الفاظ میں وصیت کا لفظ بھی نہیں۔ سائل اپنے بیان میں یہ کہتا ہے ”چند معززین کو بلا کرو وصیت کی“ تو لفظ وصیت اس نے استعمال کیا ہے متوفی کے الفاظ میں نہیں ہے متوفی کے الفاظ کا جملہ خبریہ چونکہ غلط اور شریعت کے خلاف ہے کہ ایک غیر وارث کو وہ جائز وارث بتا رہا ہے اس لئے وہ غلط اور لغو ہی ہوگا۔ اس کے سوال اور کوئی اس کا محل نہیں اگر مرحوم کے الفاظ میں یہ ہوتا کہ ”میں تمام جائیداد کی اس کے لئے وصیت کرتا ہوں یا اپنی تمام جائیداد اس کو دیتا ہوں یا میری تمام جائیداد اس کو دیدینا میری تمام جائیداد کا مستحق اس کو سمجھنا یا میں اپنی جائیداد کا مستحق اس کو قرار دیتا ہوں یا اپنی جائیداد کا وارث اس کو قرار دیتا ہوں“ تو ان تمام صورتوں میں ہم اس کو وصیت قرار دیتے اور ایک ثلث اس کو

(۱) ولا تجوز الوصیۃ بما زاد علی الثلث الا ان یجیزہ الورثۃ (جوہرۃ النیرۃ کتاب الوصایا ۳۶۷/۲ ط میر محمد)
(۲) والاسناد نسبة احدى الكلمتين الى الاخری بحیث تفید المخاطب فائدة تامة یصح السکوت علیہا نحو زید قائم و قام زید و یسمى جملة (هدایۃ النحو ص ۷)

دلوادیتے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

(جواب) (از مولوی حمد اللہ پانی پتی) گرامی نامہ بعد انتظار باعث فرحت ہوا لیکن جناب والا ابھی الجھن باقی ہے اللہ تعالیٰ رفع فرمائے اب حضور کی یہ تحریر آئی ہے ”سوال میں جو الفاظ مذکور ہیں صرف یہ ہیں کہ میری وفات کے بعد مذکورہ بالا لڑکی میری جائیداد کی جائز وارث ہوگی یہ ایک جملہ خبریہ ہے انشاء پر اس کو محمول کرنا اور اس سے انشاء وصیت نکالنا متصور نہیں“

جناب والا میری اس پر یہ عرض ہے کہ مجھے اسی میں کلام ہے کہ یہ یقیناً انشاء ہے بلکہ اس کے دونوں مطلب ہو سکتے ہیں یہ کہ وہ خبر دے رہا ہو اور یہ بھی کہ وہ یہ کہہ رہا ہو کہ میرے بعد ایسا کرنا معززین کو اکتھا ہوتے وقت کرنا اور ایسا کہنا پھر اس کا سائل کا وصیت سمجھنا بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ سائل نے لفظ وصیت اس وجہ سے تحریر کیا ہو کہ مرنے والے نے یہ لفظ کہا ہو کہ میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے بعد الخ اور سائل نے اسی کے موافق تعبیر کر دیا ہو پھر سائل بالغ کلام حتی الامکان صحیح ہوتا یہ سب قرائن مرجع انشاء ہیں بہت اشتربیت باوجود ماضی ہونے کے انشاء قرار دیئے جاتے ہیں لہذا عبارت مذکورہ کو خبر ہی میں حصر کر لینا صحیح کیسے ہو سکتا ہے اور وجدان بھی یہی قبول کرتی ہے کہ ایسے وقت یا کوئی کام کر چکنے کی اطلاع دی جاتی ہے یا آئندہ کے عمل کو کہا جاتا ہے اور یہ کہ ایک خبر جھوٹی اپنے مرتے وقت دینا اور پھر لوگوں کو اس پر گواہ کرنا وجدان قبول نہیں کرتی میری طبیعت میں اس کے انشاء ہونے میں تامل نہ تھا کہ یہ انشاء نہیں بلکہ خلجان تھا تو یہ کہ یہ الفاظ انشاء کہ ”جائز وارث ہوگی“ باوجود انشاء ہونے کے ہم اس پر عمل کیسے کر سکتے ہیں اور غیر وارث کو وارث کیسے بنا سکتے ہیں اب یا تو اس کو لغو قرار دیں یا وصیت پر محمول کریں کوئی خاص جزئی یا نظیر نہ ملنے پر جناب کو تکلیف دی گئی۔ حمد اللہ غفر لہ

(جواب ۵۲۴) (از حضرت مفتی اعظم) صورت مسئلہ میں جملہ خبریہ کے خبر ہونے کا قرینہ پینہ تو لڑکی کو متبنی بنانا ہے۔ چونکہ مرنے والے نے اس کو متبنی بنایا ہوا تھا تو اس نے یہ سمجھ کر کہ وہ میری لڑکی ہی ہو گئی اور اس لئے وہ جائز وارث بن گئی ہے۔ اسی خیال کے موافق لوگوں کو جمع کر کے یہ کہہ دیا کہ میرے مرنے کے بعد یہ لڑکی جو میری متبنی ہے میری جائز وارث ہوگی اس سے مقصد تنہیت کا استحکام اور اس کے مزعومہ نتیجے یعنی جائز وارث ہونے کی تصدیق تھی۔ اور چونکہ یہ سب غلط اور خلاف شریعت ہے۔^(۱) اس لئے مردود ہے اگر وصیت مراد ہوتی تو لفظ جائز وارث کا استعمال نہ کرتا بلکہ کہتا کہ میری تمام جائیداد کی یہ لڑکی تنہا مستحق یا تنہا مالک ہوگی میری رائے تو یہی ہے اور غور کے بعد بھی اس کے خلاف سمجھ میں نہیں آیا۔ فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) متبنی تین اقسام ذوی الفروض، نصبات اور ذوی الارحام میں سے نہیں ہے لہذا وارث کا حقدار بھی نہیں ہے

کیا وصیت کا نفاذ حقوق لازمہ ادا کرنے کے بعد ثلث مال تک ہوگا؟

(سوال) ایک مرحومہ جس نے بعد انتقال اپنا ترکہ قسم زیور اور نقد روپیہ جس کی مالیت تین سو روپے لگائی جاسکتی ہے چھوڑا ہے مرحومہ ایک ہفتہ بیمار رہی بیماری کی حالت میں حسب ذیل وصیت کی (۱) میرا عالج کافی غور کے ساتھ کیا جاوے۔ (۲) بعد انتقال کافی پیانہ کے ساتھ بہترین کھانا فقر اور مساکین کو کھلویا جاوے فاتحہ سوئم سے لیکر فاتحہ چہلم اور آئندہ فاتحہ برسی تک اسی اہتمام کے ساتھ میری وصیت پر عمل ہو۔ (۳) فاتحہ کے خرچ کے بعد جو باقی رہے وہ تم کو خوشی دیتی ہوں وصیت کے موقع پر میں اور میری والدہ صاحبہ موجود تھیں جو دونوں کے حق میں وصیت مرحومہ نے کی۔ (۴) ہمیشہ خدمات مرحومہ کی والدہ صاحبہ نے کی نیز بیماری کی حالت میں جو کچھ خدمت مجھ سے ہو سکی اس کو انجام دیا خدمت کا صلہ کما جائے یا مرحومہ کی خوشی۔ (۵) والدہ صاحبہ کا رشتہ مرحومہ سے یہ ہے کہ مرحومہ کے شوہر اور والدہ صاحبہ کے والد بزرگوار حقیقی تایا چچا زاد بھائی ہوتے تھے۔ (۶) مرحومہ کا ایک حقیقی بھتیجا اور دو حقیقی بھتیجیاں ہیں جن سے مرحومہ ہمیشہ ناراض رہی اور ہمیشہ نقصان کے درپے رہے اور نقصان پہنچاتے رہے باوجودیکہ مرحومہ ضعیف العمر تھی مرحومہ کا بھتیجا اور دونوں بھتیجیاں باہر رہتے ہیں سالہا سال گزر گئے کبھی زندگی و موت کی بھی خبر نہیں لی۔ (۷) طمع یا نفسانیت کو چھوڑ کر جس قدر مال جو قبضہ میں تھا سب پر ظاہر کر دیا گیا اور دکھا دیا گیا۔

المستفتی نمبر ۱۰۰۳ عزیز محمد سکندر آباد ۲ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ ۱۸ جون ۱۹۳۶ء

(جواب ۵۲۵) مرحومہ کے انتقال پر جو ترکہ مرحومہ کا رہا ہو اور اس کی تجہیز و تکفین مشروع میں خرچ ہو کر بچا ہو اور مرحومہ کے ذمہ کوئی قرض نہ ہو تو اس باقی ترکہ کے ایک تہائی میں اس کی وصیت اس طرح جاری ہوگی کہ نصف تو ایصال ثواب میں شرعی طریق پر خرچ کیا جائے گا اور نصف ان دونوں کو ملے گا جن کو کل مال دینے کی وصیت کی ہے اور دو تہائی مرحومہ کے بچے کو ملے گا۔^(۱) بھتیجیاں محروم ہیں ان کا مرحومہ کے ترکہ میں کوئی حق اور حصہ نہیں ہے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ

(جواب) (از نائب مفتی صاحب) اگر مرحومہ کا حقیقی بھتیجا نہیں ہے تو اس کے دادھیال میں سے قریب یا قریب کا کوئی مرد ایک یا زائد ہوں گے تو یہ مال ان کو ملے گا۔ اور اگر مرحومہ کے دادھیال میں سے کوئی بھی نہ ہوگا تو مرحومہ کے ننھیال میں سے کوئی شخص یا زائد ہوں گے تو یہ ۲/۳ ان کو ملے گا لیکن جب تک کہ مرحومہ کے قرابت نسبی والوں کا حال نہیں لکھا جائے گا تو اس ۲/۳ کو تقسیم نہیں کیا جائے گا سائل کو چاہیے کہ مرحومہ کے دادھیال کے قرابت داروں کو یا ننھیال کے قرابت داروں کو تحریر کرے تاکہ یہ دو بٹاتین ان پر تقسیم کر دیئے جائیں موافق حقوق شریعہ کے۔ فقط واللہ اعلم حبیب المرسلین عفی عنہ۔

(۱) يبدأ من تركۃ الميت الخالیۃ عن تعلق حق الغير ثم تقدم دیونہ التي لها مطالب من جهة العباد ثم وصيته من ثلث ما بقى ثم يقسم الباقي بين ورثته وفيه ايضا ثم عصبة الذكور ثم ذوی الارحام (الدر المختار كتاب الفرائض ۶ ۷۶۱ ط سعید)

وصیت کے بعد بیہوشی کی حالت میں انتقال ہو تو وصیت کا کیا حکم ہے؟

(سوال) ایک شخص نے وصیت کی پھر کچھ دنوں کے بعد بیہوش اور غافل ہو گیا اور یہ غفلت اور بیہوشی تین دن تک رہ کر اسی غفلت و بیہوشی میں انتقال ہو گیا اب یہ وصیت باطل ہوئی یا نہ؟ غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار جلد ۴ باب الوصیۃ کی اس عبارت (اگر وصیت کی پھر موصی کو وسواس نے لیا یہاں تک کہ بیہوش اور غافل ہو کر مر گیا تو وصیت باطل ہے) کا کیا مطلب ہے؟ المستفتی نمبر ۱۵۸۶ حافظ سید محمد حسین صاحب (مانڈلے برما) ۳ جمادی الاول ۱۳۵۶ھ ۱۸ جولائی ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۲۶) اس صورت میں وصیت باطل نہیں غایۃ الاوطار سے جو عبارت نقل کی ہے یہ در مختار میں خانیہ سے منقول ہے اور شامی نے اس پر لکھا ہے کہ مجبوظ الحواس بھی چھ ماہ تک رہے تو وصیت باطل ہوگی تو تین دن تک غفلت میں رہنے سے بطلان وصیت اس قول کے ماتحت نہیں ہو سکتا۔^(۱) فقط (شامی جلد پنجم ص ۴۳۹) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

دوسرے ورثاء کے ہوتے ہوئے داماد اور بیٹی کو کل مال کا وارث بنانا

(سوال) ایک مسلمان بیوہ اولاد کو رہنے ہونے کی حالت میں دیگر نزدیکی خاندان رشتہ داران کے مقابلہ میں (جو بصورت دیگر بیوہ مذکورہ کے وارث مابعد ہوتے ہیں) حسب وصیت شوہر متوفی اپنی دختر اور داماد کو شرعاً اپنا وارث ہر قسم قرار دے سکتی ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۷۷۷۱ بہونر اشاہ (ریاست کوٹہ) ۱۴ رجب ۱۳۵۶ھ ۲۰ ستمبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۲۷) اگر دیگر وارث ایسے موجود ہیں جو اولاد انات کے ساتھ مستحق ترکہ ہوتے ہیں تو بیوہ مذکور اپنی لڑکی اور داماد کو کل ترکہ کا وارث قرار نہیں دے سکتی۔^(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی

بیوی کے حق میں وصیت کا حکم

(سوال) سلیمان بیگ اولد فوت ہو گیا اس کی بیوہ کہتی ہے کہ میرا خاوند مجھ کو وصیت نامہ تحریر کر گیا ہے کہ تم کو میری کل جائیداد کا اختیار حاصل ہے کیا یہ وصیت بیوہ کے حق میں درست ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۰۶۲ یعقوب خاں (کلیانہ) ۷ ارمان ۱۳۵۶ھ ۲۲ نومبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۲۸) اول تو یہ تحقیق طلب ہے کہ آیا کوئی وصیت نامہ لکھا بھی گیا ہے یا نہیں پھر اگر وصیت نامہ ثابت ہو جائے تو وہ بھی چونکہ بیوی وارث ہے اس کے حق میں وصیت نامہ غیر معتبر ہے۔^(۳) محمد کفایت اللہ کان اللہ دہلی۔

(۱) فی الشامیۃ: تحت قوله الدر: فصار معتوهاً وانظر هل تعتبر فيه المدة المعتبرة فی الجنون الطاهر نعم ادلا فرق بينهما لان الزمان منكر استة اشهر (الدر المختار: كتاب الوصايا ۶/۶۶۳ ط سعید)

(۲) بیسی کہ تو باکل نہیں کیونکہ وارث ہے "لا وصیۃ لوارث" اور داماد کو صرف ثلث کی حد تک کیونکہ غیر وارث حکم اجنبی ہے۔

(۳) لقوله عليه السلام: لا وصیۃ لوارث (رواه الترمذی: باب ما جاء لا وصیۃ لوارث ۲/۳۲ ط سعید)

عمر و کوہبہ کی ہوئی جائیداد ان کی وفات کے بعد واپس نہیں لی جاسکتی

(سوال) خالد کی تین بیویاں زینب، آمنہ، فاطمہ تھیں جن سے حسب ذیل اولاد نرینہ تولد ہوئی۔ (۱) بنی ملی زینب سے ایک لڑکا عمرو پیدا ہوا۔ (۲) بنی ملی آمنہ سے دو لڑکے بحر اور زید پیدا ہوئے۔ (۳) بنی ملی فاطمہ سے دو لڑکے یزید و خطاب پیدا ہوئے۔ خالد نے قانون وقت کے مطابق جو شرعی نہ تھا بلکہ رسم و رواج وقت تھا اپنی جائیداد کے تین حصے کئے اور اپنی حین حیات میں ہر ایک حصہ دار کو حصہ با قبضہ دیدیا اور برائے رفع فساد خالد نے مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۲۰ء کو ایک وصیت نامہ تحریر کر کے حاکم وقت ڈپٹی کمشنر ضلع پشاور کے دفتر میں محفوظ رکھا اور چند معتبر ذی اقتدار اشخاص کے نام بطور گواہ دستخط درج فرمائے اور یہ خاص کر تحریر کر دیا کہ میری تمام جائیداد منقولہ و غیر منقولہ میں نے خود تقسیم کر دی ہے اگر میری اولاد میری حیات یا بعد وفات کوئی جھگڑا کرے تو اس وصیت نامہ کی تحریر کے پابند ہوں گے اور نیز عمرو پسر م کو جو سب سے بڑا ہے میں نے سال ۱۸۹۶ء سے سوئم حصے کا قبضہ دیدیا ہے۔ ۱۹۲۹ء میں عمرو نے خالد کی حیات میں انتقال کیا اور اس کے دو بیٹے پیچھے رہے جو کہ عمرو کے حصے پر قابض ہو گئے اب عمرو کے مرنے کے ۹ سال بعد ۱۹۳۸ء میں خالد نے انتقال کیا اور خالد نے مرنے سے پہلے چند یوم پھر اپنے چالیس سالہ وصیت نامہ کو دہرایا اور اپنے قبائل کے بزرگان کو طلب کر کے حرف بحرف پھر کہہ دیا اور وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد کوئی فساد و تنازعہ نہ ہو اب خالد نے انتقال کیا اور اس کی اولاد متذکرہ بالا میں اس امر کا جھگڑا ہے کہ وہ عمرو کے بیٹوں کو تصرف مالکانہ سے محروم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عمرو کے بیٹے اس کی وراثت کے مستحق نہیں ہیں اور خالد کے وصیت نامہ کو کالعدم تصور کرتے ہیں ان کا خیال ہے کہ از سر نو تقسیم اس طرح ہو کہ عمرو کا حصہ خالد کے ترکہ میں ملا کر عمرو کے بیٹوں کو حصے سے محروم کیا جائے اس لئے کہ عمرو نے خالد کی حیات میں انتقال کیا تھا کیا خالد کے عمرو سے بعد میں وفات ہونے پر عمرو کے بیٹے عمرو کے حصے کے حق دار ہیں یا کہ عمرو کا حصہ بھی خالد کے ترکہ کے ساتھ ملا کر عمرو کے باقی بھائی آپس میں تقسیم کریں گے کیا شریعت میں اس وصیت نامہ کا اعتبار ہے یا نہیں اور کیا شریعت قبضے واپس لیتی ہے؟ المنستفتی نمبر ۲۲۱۶ مرزا عبدالمجید صاحب (مردان) ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ ۲۳ جنوری ۱۹۳۸ء۔

(جواب ۵۲۹) خالد کا وصیت نامہ وارثوں کے حق میں غیر معتبر ہے۔ (۲) عمرو کے بیٹے جس جائیداد پر قابض ہیں وہ ان کے باپ عمرو و کوہبہ کردی گئی تھی اور قبضہ دیدیا گیا تھا اور تیس سال وہ قابض رہا اس کے بعد اس کے بیٹے نو سال تک قابض رہے اس لئے وہ جائیداد اب خالد کے ترکہ میں شامل نہیں ہو سکتی بلکہ وہ عمرو کے بیٹوں کی ملکیت ہے۔ (۳) وصیت نامہ میں خالد نے پوتوں کے لئے کیا وصیت کی ہے اس کی تفصیل سوال

(۱) لقولہ علیہ السلام : لا وصیۃ لوارث (رواہ الترمذی باب ماجاء لا وصیۃ لوارث ۳۲/۲ ط سعید)

(۲) لقولہ علیہ السلام : لا وصیۃ لوارث (رواہ الترمذی ۳۲/۲ ط سعید)

(۳) وتتم الہبۃ بالقبض الکامل ولو الموهوب شاغلا لملک الواهب لا مشغولا بہ (الدر المختار کتاب الہبۃ ۵ ۶۹۰ ط

میں مندرج نہیں کی اس کی تفصیل معلوم ہوتی تو بقیہ جائیداد میں سے بھی ممکن ہے کہ پوتوں کو کچھ ملتا ہو۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ وہلی

بیٹی کے لئے کل ترکہ کی وصیت بیٹوں کی رضامندی کے بغیر کرنا

(سوال) مرض الموت میں انتقال سے چار یوم قبل متوفیہ نے ایک وارث کے حق میں وصیت نامہ مکمل تحریر کر دیا کہ بعد وفات میرے کل ترکہ کی مالک میری دختر ہوگی کیا بلار رضامندی دیگر ورثا کے یہ وصیت نامہ جائز ہو گا یا ناجائز؟ اگر وصیت نامہ جائز ہے تو موصی لہ ایک ثلث پانے کا مستحق ہو گا یا نہیں۔ متوفیہ کے وارث ایک دختر اور تین بھائی حقیقی ہیں اور ہر ایک وارث کو کس قدر سهام پہنچتے ہیں۔ المستفتی نمبر ۲۲۸۰ محمد عبدالغفور صاحب (بلند شہر) ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ ۲ جون ۱۹۳۸ء

(جواب ۵۲۰) وارث کے حق میں وصیت بلار رضامندی دیگر ورثا کے غیر معتبر ہے لہذا یہ وصیت جب کہ متوفیہ کے بھائی اس کو منظور نہ کریں نافذ نہ ہوگی۔^(۱) اور متوفیہ کی لڑکی نصف ترکہ کی مستحق ہے اور نصف میں تینوں حقیقی بھائی حصہ مساوی شریک ہیں۔^(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

کیا خاص مدرسہ کے لئے وصیت کی صورت میں دوسرے مدرسہ میں کتابیں دی جاسکتی ہیں؟

(سوال) زید کی وصیت تھی کہ میری کتابیں فلاں مدرسہ میں (جہاں عرصہ دراز تک مدرسہ منتم کی حیثیت سے کام کیا تھا) دیدینا تو کیا اسی مدرسہ میں دینا لازم ہے یا کل یا بعض کتابیں مدرسہ میں یا کسی عالم کو جو اس کا اہل اور ضرورت مند ہو دے سکتے ہیں اور بعض کتابیں جو مدرسہ میں زید نے اپنے مطالعہ کے لئے رکھی تھیں منتم مدرسہ سے واپس لے سکتے ہیں یا نہیں زید کے گھر والوں نے تین سال بعد مذکورہ کتابیں اپنی مسجد کے امام کو جو دور کار شتہ دار ہونے کے علاوہ اہل و ضرورت مند ہے دے چکے ہیں اب وصیت کا لحاظ کرتے ہوئے ان سے واپس طلب کرنا ضروری ہے یا اسی کے پاس رہنے دی جائیں؟ المستفتی نمبر ۲۶۲۱ سید عبدالرحیم راندر (سورت) ۱۹ جمادی الاول ۱۳۵۹ھ ۲۶ جون ۱۹۴۰ء۔

(جواب ۵۳۱) اگر زید نے یہ وصیت کی تھی تو درحقیقت یہ وصیت بالوقف تھی کیونکہ کسی مدرسہ میں کتابیں دینے کی دو صورتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ اس مدرسہ کے طلبہ کو تقسیم کر دینے کے لئے دوسری یہ کہ مدرسہ کے کتب خانہ و قفسہ میں داخل کرنے اور طلبہ کی تعلیم میں کام آنے کے لئے ظاہر یہ ہے کہ وصیت دوسری قسم کی ہوگی پس ورثا پر لازم تھا کہ وصیت کو اس کی اصل شکل میں پورا کریں اور اسی مدرسہ میں کتابیں

(۱) ولا لوارثہ وقاتلہ مباشرۃ الا باجازۃ وراثتہ لقولہ علیہ السلام لا وصیۃ لوارث الا ان یجیزہا الورثۃ وھم کبار عقلاء الخ (الدر المختار کتاب الوصایا ۶۵۶ ط سعید)

(۲) ومع الابن للذکر مثل خط الانثیین وهو یعصیہن (سراجی فصل فی النساء ص ۷ ط سعید)

داخل کریں^(۱) الا یہ کہ کتابوں کی قیمت ثلث ترکہ سے زائد ہو اور زائد ثلث میں ورثانے وصیت جائز نہ رکھی ہو تو اتنی مقدار زائد ثلث کو وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہیں دے سکتے ہیں۔^(۲) محمد کفایت اللہ کان اللہ۔

مختلف وصیتوں کا حکم

(سوال) زید مرحوم نے یکے بعد دیگرے تین عورتوں سے شادی کی پہلی عورت متوفیہ کے بطن سے دو لڑکے ہیں جو زید کے فرماں بردار اور اطاعت گزار ہیں دوسری عورت متوفیہ کے بطن سے تین لڑکیاں ہیں تیسری عورت حیات کے بطن سے چار لڑکے دو لڑکیاں ہیں یہ عورت اور سب اولاد حیات ہیں۔ ۱۹۳۵ء میں زید نے ایک وصیت نامہ لکھا ہے جس میں ذیل کے امور درج ذیل ہیں زید نے اپنی زندگی میں ایک مکان کا فی قیمت والا جس میں خود تادموت رہتا رہا اپنی تیسری عورت حیات کے چاروں لڑکوں کو بخشش اور ہبہ کر دیا جس کو چار پانچ سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن قبضہ میں زید ہی کے رہا اور عورت اور اس کی اولاد سب زید کے ساتھ اسی مکان میں رہتے ہیں اس مکان میں پہلی دوسری عورت کی اولاد کو اور تیسری عورت کی لڑکیوں کو کچھ حق نہیں دیا ان دونوں عورتوں کی اولاد کی شادی ہو چکی ہے اور شادی میں دونوں لڑکوں کا خرچ ہوا ہے زید نے اپنے وصیت نامہ میں لکھا ہے کہ اس مکان میں ایک ہزار روپیہ کا سامان حیات عورت کا ہے اس سامان کی کوئی تفصیل نہیں کہ کیا کیا چیز عورت نے اپنے روپے سے خریدی ہے عورت کے پاس کسی اور طریق سے کوئی آمدنی کی صورت نہیں ہے جس سے ایک ہزار کا اسباب خریدے جس کی کوئی تعیین نہیں ہے کیا شرعاً اس وصیت نامہ کے اقرار پر عمل ہو گا جب کہ دوسرے وارث راضی نہ ہوں۔

زید نے اسی وصیت نامہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ حیات عورت کے پاس جو زیور ہے وہ میں نے اس عورت کو بخشش کر دیا ہے اس میں کسی کا حق نہیں ہے کیا یہ ہبہ صحیح ہے۔

زید نے اسی وصیت نامہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ حیات عورت کے لڑکوں کی عورتوں کو جو زیور کپڑے وغیرہ میں نے چڑھائے ہیں وہ میں نے ان کے خاوندوں کو بخشش کر دیا ہے اس میں کسی کا حق نہیں ہے کیا زیور ہے کتنی قیمت کا ہے کوئی تفصیل نہیں کیے کپڑے ہیں کس قیمت کے ہیں کچھ بیان نہیں ہے۔

زید نے اپنے مرض موت میں جب اس سے اٹھایٹھا بھی نہیں جاتا تھا اور رات دن مرض بڑھتا جاتا تھا اس وقت اپنی حیات عورت کو دوسرا مکان بخشش کر دیا اور اس بخشش کے چار ماہ بعد زید فوت ہو گیا بخشش کے وقت اپنے دستخط کرنے میں بھی دشواری اور دقت ہو گئی تھی زبردستی دستخط ہوئے یہ مرض موت میں جو ہبہ عورت مذکورہ کو کیا ہے شرعاً صحیح ہوا ہے یا نہیں اسی عورت کے چاروں لڑکوں کو ایک مکان بخشش کیا اور موت کے وقت اس عورت کو دوسرا مکان بخشش کیا اور اسی عورت کو اور اس کی اولاد کو زیور اور کپڑے چڑھاوے

(۱) فی الشامیۃ تحت (قولہ علی المذہب) فان شرائط الواقف معتبرۃ اذا لم تخالف الشرع وهو مالک فله ان يجعل مالہ حیث شاء مالہ یکن معصیۃ (الدر المختار) کتاب الوقف ۴/۳۴ ط سعید
(۲) کیونکہ زائد از ثلث وصیت کے وہ پابند ہیں ان کی ملک ہے جہاں چاہیں دیں۔

وغیرہ کے سب بخش کر دیئے۔

زید نے اسی وصیت نامہ میں یہ لکھا ہے کہ میری موت کے بعد میری حیثیت کے مطابق کفن و دفن کیا جائے اور چار سو روپے زیارت تیجا چوتھا میں خرچ کیا جائے اور دو ہزار روپے مجھ کو سال بھر تک ثواب پہنچانے کے لئے خرچ کیا جائے لیکن خرچ کرنے والے سے دوسرے وارث کوئی حساب کتاب نہ لیں اس کے بعد میں اپنی ملک میں سے ایک تہائی مال وقف کرتا ہوں اور دو تہائی مال وارث آپس میں شریعت کے مطابق تقسیم کر لیں جو تہائی وقف کیا ہے اس کی آمدنی سے ہر برس مولود کا کھانا کرنا جس میں چار سو سے پانچ سو روپے خرچ کئے جائیں اور ہر برس رمضان میں افطاری کے لئے ایک سو روپے خرچ کئے جائیں اور ہر ماہ پیران پیر کی گیارہویں کی نیاز میں سو روپیہ صرف کیا جاوے اور میری ہر برسی پر ثواب کے لئے قرآن شریف پڑھوایا جائے اور پڑھنے والوں کو پندرہ سے بیس روپے کا کھانا پکا کر کھلانا چاہیئے۔

میری زندگی کے بعد میری اولاد میں جو بچے شادی سے رہ گئے ہیں ان کی شادی کے وقت ہر ایک بچے کو تین ہزار روپے اس میں سے دیئے جائیں اگر وقف کی آمدنی کم ہو تو اوپر سے خرچ موقوف کر کے شادی کرنے والوں کے لئے ہر ماہ روپیہ تھوڑا تھوڑا جمع کر کے شادی کے وقت تین ہزار روپیہ دینا چاہیئے اسی طرح اور کسی کام کاج میں میرے بچوں کو روپیہ کی ضرورت ہو تو اس میں سے مدد کی جائے نیز ٹرسٹی وغیرہ کو ضرورت ہو تو انہیں بھی امداد دینی چاہیئے۔

اسی وصیت نامہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے جو بڑا مکان چاروں لڑکوں کو بخش کر دیا ہے اس کا تمام خرچ ٹیکس روشنی پانی کے نل رنگ و روغن، مرمت وغیرہ میں جو کچھ خرچ ہوتا رہے اسی تہائی میں سے صرف کیا جائے یہ وصیت نامہ ۱۹۳۵ء اگست میں لکھا گیا ہے اور زید کا انتقال جنوری ۱۹۴۲ء میں ہوا اس وصیت نامہ کی رو سے پہلی اور دوسری عورت کی اولاد کے حقوق میں بہت کمی ہو گئی ہے تیسری عورت زندہ کو ایک مکان اور زیور ایک ہزار روپیہ کا سامان بخش کیا ہے اور اسی عورت کے چاروں لڑکوں کو بڑا مکان بھی بخش کر چکا ہے اور اسی عورت کے لڑکوں اور لڑکیوں کو چڑھاوے کے زیور اور کپڑے بخش کر دینا لکھا ہے اور اسی عورت کے بچے جو شادی شدہ نہیں ہیں ان کو تین تین ہزار روپے بھی شادی کے لئے وقف سے دینے کے لئے لکھا ہے اور اسی عورت کے چاروں لڑکوں کو جو بڑا مکان بخش کیا ہے اس کا تمام خرچ مرمت وغیرہ اسی وقف سے دینے کو لکھا ہے کہ ان تمام باتوں اور شرطوں پر میرے مرنے کے بعد عمل ہو۔

شریعت مطہرہ اس کے لئے کیا حکم فرماتی ہے کیا یہ شریعت کے مطابق ہے اگر دوسرے وارث راضی نہ ہوں تو بھی اس پر عمل ہوگا وصیت نامہ کو دیکھتے ہوئے حیات عورت اور اس کی اولاد کو میراث کے حق کے علاوہ بہت کچھ دیدیا گیا ہے اور دوسروں کے حقوق کم کر دیئے گئے ہیں؟ المستفتی نمبر ۲۶۹۵ غلام حسین محمد یوسف (راندیر، سورت) ۷ محرم ۱۳۶۱ھ ۲۵ جنوری ۱۹۴۲ء۔

(جواب ۵۳۲) موت سے چار پانچ سال پہلے جو مکان اپنے چار لڑکوں کو ہبہ کیا گیا تھا اگر وہ ہبہ مشاع

اور مکان قابل تقسیم تھا تو یہ ہبہ نافذ نہ ہو گا اول تو بوجہ مشاع^(۱) ہونے کے دوم بوجہ قبضہ نہ دینے کے۔^(۲) وصیت نامہ میں اس نے عورت کے لئے ایک ہزار روپے کے سامان کا اقرار کیا ہے لیکن مقربہ مجہول ہے کہ کیا کیا چیزیں عورت کی ملک ہیں لہذا یہ اقرار بھی غیر معتبر ہے^(۳) چونکہ درحقیقت یہ اقرار نہیں ہے بلکہ عورت کے لئے اس کی ملک کی شہادت ہے اور شہادت مجہولہ معتبر نہیں۔^(۴) زیور کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ میں نے اسے بخش دیا ہے یہ اقرار ہبہ ہے مگر یہ معلوم نہیں ہوا کہ کب بخش دیا ہے آیا صحت میں یا مرض میں پس ہبہ بھی غیر معتبر ہے۔^(۵) ان دونوں صورتوں میں عورت اگر ایک ہزار کے سامان اور زیور کی ملک کا دعویٰ کرے تو اس کو سامان کی ملکیت اور زیور کی ہبہ صحت ہونے کی شہادت پیش کرنی ہوگی۔

لڑکوں کی عورتوں کو زیور اور کپڑے جو دیئے ہیں دونوں کے خاندانوں (یعنی اپنے لڑکوں) کو بخش دیئے ہیں اس میں بھی زمانہ ہبہ معلوم نہیں ہوا کہ دیتے وقت بخش دیئے تھے یا اب مرض میں۔ اگر صحت میں بخشے تھے تو لڑکوں کے قبضہ میں دیئے تھے یا نہیں اگر دیئے زوجۃ الابن کو اور بخشے لڑکے کو تو ہبہ صحیح نہیں اور مرض میں بخشے تو وارث کے لئے ہبہ مرض صحیح نہیں غرضیکہ یہ بھی ناقابل اعتبار ہے اس میں بھی اگر لڑکے مدعی ہبہ ہوں تو ہبہ مقبوضہ فی الصحت کی شہادت ان کے ذمے ہوگی۔^(۶)

مرض میں جو مکان اپنی عورت کو ہبہ کیا وہ ہبہ بھی صحیح نہیں ہے۔^(۷) کفن و دفن کے معمولی مصارف تو ترکہ میں سے لئے جائیں گے اور وہ وصیت پر مقدم ہیں۔^(۸) لیکن چار سو روپے خیرات کے اور دو ہزار روپے سال بھر ایصال ثواب کے اسی ثلث میں شامل ہوں گے جو وصیت کے لحاظ سے وقف ہو گا اور وجہ مسنون مشروع کے موافق صدقہ کرنا ہو گا زیارت اور گیارہویں اور مولود کے کھانے میں خرچ نہ ہوں گے۔^(۹) ادائے دیون کے بعد ایک ثلث ترکہ کو وقف کرنے کی وصیت ہے یہ نافذ ہوگی اور اس کی آمدنی میں سے مصارف مشروعہ کئے جائیں گے غیر شادی شدہ لڑکوں کو اس وقف کی آمدنی

(۱) والمانع من تمام القبض تسبوع مقارن للعقد (الدرالمختار، کتاب الہبۃ ۵/ ۶۹۳)

(۲) لا تتم بالقبض فیما یقسم ولو وہبہ لشریکہ اولا جنبی لعدم تصور القبض الكامل، الی قوله، فان قسمہ و سلمہ شائعاً لا ینفذ تصرفہ فیہ (الدرالمختار، کتاب الہبۃ ۵/ ۶۹۲ ط سعید)

(۳) اقر حر مکلف بحق معلوم او مجهول صح لان جہالۃ المقربہ لا تضر الی قوله..... ولزمہ بیان ما جہل الخ (الدرالمختار، کتاب الاقرار ۵/ ۵۹۰ ط سعید) واضح ہو کہ یہاں چونکہ مقربہ فوت ہو چکا ہے لہذا بیان متعذر ہے۔

(۴) عدم ہبہ تو یقینی ہے اور وجود ہبہ مشکوک ہے، کیونکہ اگر صحت میں ہو تو ٹھیک اور اگر مرض میں ہو تو غلط وہی الدر: بخلاف الہبۃ لہا فی مرضہ (الدرالمختار، باب اقرار المرض ۵/ ۶۱۵ ط س)

(۵) والہبۃ وان كانت منجزة صورة فہی کالمضاف الی ما بعد الموت حکماً لان حکمہا یتقرر عند الموت (الدرالمختار، کتاب الوصایا ۶/ ۶۵۹ ط سعید)

(۶) وجاء فی رواۃ البیہقی باسناد حسن او صحیح زیادۃ عن ابن عباس مرفوعاً لکن البینۃ علی المدعی و الیمن علی من انکر (مشکوٰۃ ص ۳۲۶ ط سعید)

(۷) وبخلاف الہبۃ لہا مرضہ الخ (الدرالمختار ۴/ ۶۴ ط سعید)

(۸) ثم نقض دیونہ من جمیع ما بقی من مالہ (سراجی ص ۳ ط سعید)

(۹) اوصی بان یطین قبرہ او یضرب علیہ قبۃ فہی باطلۃ کما فی الخانیۃ وغیرہا (الدرالمختار، ۶/ ۶۶۶ ط سعید)

میں سے وہ رقم جو بتائی ہے بشرط اتنی رقم ہونے کے دی جائے گی اسی طرح اس وقف کی آمدنی میں سے جس بچے کو حاجت ہو اس کی امداد کی جاسکے گی۔^(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

وصی صرف اجرت مثل لے سکتا ہے۔

(سوال) زید نے مرتے وقت ایک دکان اور کچھ جائیداد جس میں مکانات وغیرہ شامل ہیں چھوڑی مرحوم نے اپنی دکان اور جائیداد کے لئے محمد صالح اور غلام محی الدین کو وصی اور محافظ مقرر کیا مرحوم کی حیات میں یہ دونوں اشخاص مرحوم کے تنخواہ دار ملازم تھے غلام محی الدین دکان کا تمام انتظام اور کاروبار سنبھالتا تھا اور دکانداری میں کافی تجربہ کرتا تھا محمد صالح مکانات کا کرایہ وغیرہ وصول کرتا تھا اس کو دکان کا کوئی تجربہ نہ تھا اور نہ مرحوم کی حیات میں دکان سے کوئی تعلق تھا بدیں وجہ مرحوم نے محمد صالح کو صرف وصی اور محافظ بنایا اور دکان کا انتظام اسکے سپرد نہ کیا لیکن غلام محی الدین کو ایک تیسرے شخص اسماعیل ابراہیم کے ساتھ (جو نہ وصی ہے نہ محافظ) دکان کا منتظم اور منتظم بھی مقرر کیا اس طرح غلام محی الدین وصی اور محافظ جائیداد ہونے کے علاوہ دکان کا ناظم بھی ہوا اب یہ چیزیں غور طلب ہیں :

(۱) غلام محی الدین دکان میں سیلزمین (مال فروخت کرنے والے ملازم) کے فرائض کے علاوہ نظامت بھی انجام دے رہا ہے۔

(۲) وصیت نامہ میں اس تنخواہ کا جو غلام محی الدین کو مرحوم کی حیات میں ملتی تھی کوئی تذکرہ نہیں ہے۔

(۳) وصیت نامہ میں مرحوم نے غلام محی الدین کو دکان کے خالص منافع میں سے ایک چوتھائی کا حصہ دار مقرر کیا ہے۔

اب غلام محی الدین اپنی اس تنخواہ کے علاوہ (جو مرحوم کی حیات میں ملتی تھی) وہ منافع بھی لے رہا ہے جس کی مرحوم نے وصیت فرمائی ہے دریافت طلب یہ ہے کہ محی الدین کو شرعاً تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۲۶۴۹ غلام محی الدین رنگون (برما) ۱۶ رجب ۱۳۵۹ھ ۲۱ اگست ۱۹۴۰ء

(جواب ۵۳۳) وصی کو تنخواہ اور منافع کا ۴/۱ دونوں چیزیں لینا حلال نہیں وہ صرف وصایت اور کاروبار کے عمل کی اجرت مثل لے سکتا ہے یعنی وہ دکان کا کام کرے اور وصایت کے سلسلے میں انتظام وغیرہ بھی کرے اور اس تمام عمل کے مقابلے میں اس کو تنخواہ دی جائے (خواہ تنخواہ کی مقدار وہی ہو جو پہلے ملتی تھی یا کسی قدر زیادہ) تو وہ اسے لینا حلال ہے۔ پھر نفع میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا اور یہ جائز نہیں کہ وہ تنخواہ نہ لے

(۱) قولہم شرط الواقف کنص الشارع ای فی المفہوم والدلالۃ وجوب العمل بہ فی الشامیۃ تحت (قولہ شرط الواقف الخ) نحن لا نقول بالمفہوم فی الوقف (الی قولہ) فاذا قال وقفت علی اولادی الذکور یصرف الی الذکور منهم بحکم المنطوق واما الاناث فلا یعطى لهن لعدم ما یدل علی الاعطاء الخ (الدر المختار) کتاب الوقف ۴/۳۳ ط سعید

اور صرف نفع کے ۱/۴ پر کفایت کرے کیونکہ یہ صورت مضاربت کی ہے اور وصی مال یتیم میں مضاربت نہیں کر سکتا الا یہ کہ سب وارث بالغ ہوں اور سب رضا مندی سے از سر نو یہ معاملہ کریں تو پھر ان کی طرف سے یہ معاملہ ہوگا مرحوم کی وصیت کے ماتحت نہ ہوگا یہ بھی جائز ہے کہ وہ وصی بننے سے دستبردار ہو جائے پھر بحیثیت مضارب اس کو کام کرنے کا حق ہوگا۔^(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی

مختلف چیزوں کے بارے میں وصیت کا حکم

(سوال) مسمی غلام محمد نے بعارضہ ہیضہ صرف ایک روز بتلارہ کر ۲۹ جون ۱۹۱۹ء کو انتقال کیا مرض موت سے دو روز پیشتر انہوں نے گجراتی زبان میں ایک وصیت نامہ لکھا جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

میں غلام محمد احمد بھائی میاں نگد اقوم سنی بوہرہ راندیر کی جماعت کا عمر اندازاً ۲۳ سال ساکن راندیر محلہ تائی واڑہ ٹیکہ نمبر $\frac{245}{362}$ / 4 ہوں میں بد رستی ہوش و حواس و ثبات عقل یہ آخری وصیت نامہ لکھتا ہوں۔ اس وصیت نامہ کے ٹرٹی میری ماں عائشہ بی بنت محمد قاسم اور مولانا محمد ابراہیم حافظ اسمعیل اور ابراہیم ہاشم اسمعیل ہیں میں ان تینوں کو مقرر کرتا ہوں اور اختیار دیتا ہوں کہ میرے نیچے لکھے ہوئے کے مطابق یہ لوگ بذات خود یا بذریعہ اپنے قائم مقام کے میری وصیت کا کام بجالائیں میرے اصلی حق دار دو وارث موجود ہیں جن کے نام یہ ہیں میری ماں عائشہ بی بی بنت محمد قاسم عمر ۴۴ سال میری بیوی خدیجہ بی بی بنت یوسف بو عمر اندازاً اٹھارہ سال میری جائیداد یہ ہے تائی واڑہ میں گھر ٹیکہ نمبر $\frac{245}{362}$ / 4 اور میرے باپ کی جائیداد میں جو مجھ کو ورثہ پہنچا ہو اور جو زیورات میرے باپ کے تھے ان میں سے جو کچھ میں نے پچان کا حساب میں نے نہیں رکھا لہذا اس کے متعلق جو کچھ میری ماں بتلائے اس کو درست سمجھا جائے میری ماں عائشہ بی بی کے پانچ ہزار روپے مجھ پر قرض ہیں ان کے عوض میں میرا مکان راندیر والا میری ماں کو دیدیا جائے اس میں ان کو ان کی زندگی تک رہنے دیا جائے اگر ورثہ نہ رہنے دیں اور ایذا پہنچائیں تو میری والدہ کو اختیار ہے کہ پانچ ہزار روپے ورثہ سے وصول کر لے میرے مرنے کے بعد دو ہزار روپے میری ماں کو دیئے جائیں کہ اس میں کفن و دفن اور سال بھر تک ایصال ثواب کرتی رہیں لیکن ان سے اس روپے کا حساب کتاب نہ لیا جائے میرا جو کچھ کپڑا تھا ہے اس کی بابت میری ماں کو اختیار ہے جس کو چاہیں دیں۔ کسی دوسرے کو اختیار نہیں ہے میری جائیداد کا ثلث حصہ چار جگہوں میں برابر برابر دایا جائے وہ چار جگہیں یہ ہیں مدرسہ امینیہ دہلی مدرسہ مولانا اشرف علی صاحب تھانہ بھون مدرسہ سہانپور مولانا خلیل احمد صاحب مدرسہ اسلامیہ عربیہ دیوبند یہ جملہ وصیت بحضور شاہدین ۲۷ جون ۱۹۱۹ء دن جمعہ راندیر میں ہوش کے ساتھ کرتا ہوں جو کچھ باتیں میں نے لکھی ہیں سب کو قبول کرتا ہوں گواہ شہداء اعظم ہاشمی، گواہ شد محمد اسمعیل مودن۔

(۱) یہ سوال و جواب ص ۱۱۷ پر گزر چکے ہیں حوالہ جات وہیں ملاحظہ فرمائیں

پھر اس کے بعد متوفی نے بحالت مرض موت زبانی چار مدارس مذکورہ وصیت نامہ کے ساتھ پانچویں مدرسہ ”بالا پیر“ کو بھی شامل کیا نیز اسی حالت میں زبانی یہ بھی وصیت کی کہ میری طرف سے تین ہزار روپے خرچ کر کے حج کر لیا جائے پس ارشاد ہو کہ :

(۱) تحریری وصیت نامہ میں متوفی نے دو ہزار روپے ایصال ثواب وغیرہ کے لئے اور جائیداد کا تہائی حصہ چار بیانیہ مدارس کے لئے اور کپڑا لٹا دیدینے کے لئے اور زبانی وصیت میں تین ہزار روپے حج کے لئے بتائے ہیں پس جب کہ وصیت کا نفاذ کل مال کی تہائی میں ہوتا ہے تو ان جملہ وصایا کا نفاذ اس موجودہ صورت میں کس طرح ہوگا۔؟

(۲) آیا متوفی کا اپنی ماں کے لئے پانچ ہزار روپے کا اقرار کرنا صحیح ہے؟

(۳) اگر ورثہ مکان میں عمر بھر ماں کو رہنے دیں تو کیا یہ پانچ ہزار روپے جو کہ موصی کے ذمہ تھے عمر بھر سکونت کا معاوضہ قرار پائیں گے۔؟

(۴) وصیت نامہ میں متوفی نے ایصال ثواب وغیرہ کے لئے دو ہزار روپے کی رقم متعین کر دی تھی لیکن اس کی ماں نے دو ہزار سے زائد خرچ کر دیئے ہیں پس بحالت موجودہ دو ہزار روپے شرعاً بھی متعین ہو جانے کی صورت میں یہ زائد روپیہ میت کے مال سے لیا جائے گا یا ماں کے ذمہ عائد ہوگا۔؟

(۵) زبانی وصیت میں پانچویں مدرسے کو بھی شامل کیا ہے تو آیا اس پانچویں مدرسے کو بھی دیا جائے گا یا نہیں؟

(۶) وصیت نامہ میں تین ہزار روپے سے حج کرانے کا ذکر نہیں ہے پس یہ زبانی وصیت جاری کی جائے گی یا نہیں؟ اگر جاری کی جائے گی تو پورے تین ہزار میں یا کم میں پھر اس مقدار معینہ عند الشرح میں بحالت گنجائش کئی حج کرائے جائیں یا صرف ایک حج کرادینا جس قدر روپے میں بھی ہو جائے کافی ہوگا کئی حج کرانے کی صورت میں اگر مقدار معینہ میں سے صرف کر کے اس قدر تھوڑی رقم باقی رہ جائے جس سے ایک حج کے مصارف پورے نہ ہوں تو اس بقیہ تھوڑی رقم کو کیا کیا جائے نیز یہ ایک حج یا کئی حج کس جگہ سے کرائے جائیں۔

(۷) وصیت نامے میں پانچ ہزار روپے کا صراحتہ اقرار ہے کہ میری ماں کی اس قدر رقم میرے ذمہ ہے اور باپ کے زیورات بیچنے کا ذکر ہے لیکن متوفی کی ماں کل چودہ ہزار چار سو پچیس روپیہ اپنا باقی بتاتی ہیں جس کی تفصیل یہ ہے راندر کے مکان کی تعمیر دو ہزار روپے ۱۹۱۶ء میں رنگون آنے کے وقت ایک ہزار روپے متوفی کی بیوی کا زیور تین ہزار روپے متوفی کی بیوی کے کپڑے دو ہزار روپے متوفی کے نکاح ثانی کا خرچ آٹھ سو روپے متوفی کی زوجہ اولیٰ مطلقہ کے مہر و عدت کا خرچ چھ سو پچیس روپے مطابق وصیت نامہ پانچ ہزار روپے پس ارشاد ہو کہ آیا ماں کا یہ بیان شرعاً معتبر سمجھا جائے گا یا نہیں؟ بلحاظ مزید توضیح یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ متوفی کے بتلائے ہوئے وارثوں کے علاوہ ایک اس کی بہن بھی ہے نیز بیوی حاملہ ہے فقط بیوا تو جروا؟

(جواب ۵۳۴) زیورات کے متعلق یہ بیان کہ جو کچھ میری ماں بتلائے اس کو درست سمجھا جائے اور ماں کے لئے پانچ ہزار روپے کا اقرار یہ دونوں باتیں غیر معتبر ہیں۔^(۱) بلکہ پینہ شریعہ سے جو چیز میت کے ذمہ ثابت کر دی جائے گی وہ ثابت ہوگی ورنہ محض اس اقرار سے کچھ ثبوت نہ ہوگا پس مکان کے متعلق والدہ کو رہنے دینے کی وصیت جو اقرار قرض پر متفرع تھی وہ خود خود غیر معتبر ہو گئی اسی طرح کپڑے لٹے کے متعلق یہ وصیت کہ میری والدہ کو اختیار ہے جسے چاہیں دیں یہ بھی غیر معتبر ہے کیونکہ موصی لہم معین اور معلوم نہیں۔^(۲)

اب رہی یہ وصیت کہ ایصال ثواب کے لئے دو ہزار روپے والدہ کو دیئے جائیں اور وہ اپنے اختیار سے خرچ کریں یہ وصیت اگرچہ امام محمدؒ کے قول کے موافق صحیح ہے کہ وجوہ خیر میں یہ روپے صرف ہو سکتے تھے لیکن چونکہ آگے ثلث مال میں دوسری وصیت اور تیسری وصیت موجود ہے^(۳) اس لئے یوں سمجھا جائے گا کہ ثلث مال میں تین وصیتیں جمع ہو گئیں اول دو ہزار روپے مصارف تجہیز و تکفین و ایصال ثواب کے لئے، دوسرے ثلث مال میں پانچ مدرسے برابر کے شریک رہیں۔ تیسرے حج بدل کر لیا جائے چونکہ میت کی وصیت صرف ثلث مال میں جاری ہوتی ہے اس لئے اگر کئی وصیتیں جمع ہو جائیں تو ثلث مال کو ان سب پر تقسیم کیا جاتا ہے لیکن اگر ان میں سے کوئی وصیت ایسی ہو کہ اس کا کوئی مستحق متعین نہ ہو تو اس کو خارج کر دیا جاتا ہے یعنی اس کا حصہ نہیں لگتا۔^(۴) پس صورت مسئلہ میں ایصال ثواب والی وصیت وجہ اس کے کہ اس کا کوئی خاص مستحق نہیں ساقط ہو جائے گی اب صرف دو وصیتیں رہ گئیں ایک حج بدل کی اور دوسری پانچ مدرسوں کی اور ان دونوں میں سے ایک فرض کی وصیت ہے یعنی حج بدل کی اور دوسری تطوع کی یعنی مدارس میں دینے کی اور فرض مقدم ہے اس لئے ثلث مال میں سے اول حج بدل کر لیا جائے۔^(۵) اگر تمام ثلث اس میں خرچ ہو جائے تو مدارس کو کچھ نہ ملے گا اور اگر ثلث میں سے کچھ بچے تو پانچوں مدرسوں سے حصہ مساوی مستحق ہیں پانچواں مدرسہ اگرچہ بعد میں بڑھایا گیا ہے مگر وہ بھی پہلے چاروں کے ساتھ مل کر ان کے برابر حصے کا مستحق ہے۔^(۶) حج کے لئے جو مقدار مقرر کی ہے یعنی تین ہزار روپے وہ معتبر نہیں حج ہونا چاہیے خواہ کم میں

(۱) اقر حر مکلف او غیر ماذون بحق معلوم او مجهول صحیح و لزمہ بیان ما جہل (الدر المختار) کتاب الاقرار ۵/۵۹۰ ط سعید (لیکن واضح ہو کہ یہاں اقرار کرنے والا فوت ہو چکا ہے اس لئے بیان ممکن نہیں لہذا اقرار بھی معتبر نہ ہوگا۔)

(۲) قال اوصیت بثلاثی لفلان او فلان بطلت عند ابی حنیفۃ لجهالة الموصی لہ (الدر المختار) کتاب الوصایا ۶/۶۹۶ ط سعید

(۳) اوصی بثلاث ماله لله تعالى فہی باطلۃ قال محمد تصرف لوجوہ البر (الدر المختار) کتاب الوصایا ۶/۶۶۶ ط سعید

(۴) اذا اجتمع الوصایا الخ وما جمع فیہ بین حقہ تعالیٰ وحق العباد فانه یقسم الثلث علی جمیعہا الی قوله وان کان الادمی غیر معین بان اوصی بالصدقة علی الفقراء فلا یقسم (رد المحتار) کتاب الوصایا ۶/۶۶۱ ط سعید

(۵) فی الشامیۃ تحت قول الدر قدم القرض کالحج والزکاة والكفارات لان القرض اہم من النفل والظاهر منه البداءۃ بالاہم (رد المحتار) کتاب الوصایا ۶/۶۶۱ ط سعید

(۶) وبثلاث ماله لرجل ثم قال لاخر اشر کتک اواد خلک معہ فالثلاث بینہما (تنویر الابصار) کتاب الوصایا ۶/۶۷۵ ط سعید

ہو یا زیادہ میں حج مرحوم کے وطن سے ہونا چاہیئے۔^(۱) ماں کا دعویٰ چودہ ہزار کا بغیر ثبوت شرعی کے معتبر نہ ہو گا جو مقدار بینہ سے ثابت ہو جائے گی وہ معتبر ہوگی۔ باقی غیر معتبر^(۲) والدہ نے اگر دو ہزار سے زیادہ روپیہ ایصال ثواب میں خرچ کر دیا ہو تو وہ خود ضامن ہوگی۔^(۳) اور دو ہزار کے اندر خرچ کیا ہو اور یہ مقدار ثلث سے زائد نہ ہو تو ضمان نہیں آئے گا۔

متوفی کے ورثہ جو حسب بیان سائل مندرجہ ذیل ہیں زوجہ والدہ بیٹا بہن ان میں متوفی کا ترکہ حسب ذیل طریقے سے تقسیم ہو گا کہ کل مال کا (یعنی بعد ادائے حقوق متقدمہ علی الارث) آٹھواں حصہ بیوی کو اور چھٹا حصہ والدہ کو اور باقی بیٹے کو دیا جائے گا بہن محروم ہے۔^(۴) فقط محمد کفایت اللہ غفرلہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی۔ جواب صحیح ہے اشرف علی۔ ۲۴ ربیع الثانی ۱۹۳۸ء

وصیت کے لئے دوسری تحریر سے پہلی وصیت باطل ہو جائے گی
(الجمعیۃ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۰ء)

(سوال) مسماۃ عائشہ بانی نے بعقل و ہوش روبرو گواہوں کے تندرستی کی حالت میں سادے کاغذ پر یہ مضمون تحریر کیا کہ میرے مرنے کے بعد میری تمام ملکیت روپیہ پیسہ مکان زمین گھر تمام سامان وغیرہ میں سے ایک روپے میں سے چار آنے مسجد مدات پھلیا و مسجد الہی و مدرسہ انجمن اسلام میں دے دیا جائے باقی بارہ آنے میرے وارثوں پر تقسیم کیا جاوے اور وہی دونوں گواہ وکیل ہیں ان میں سے ایک وکیل کے قبضے میں مرحومہ عائشہ نے اپنا مال و متاع سپرد کیا ہے جو کہ مرحومہ کے خاوند کی پھوپھی کا لڑکا ہے اور دوسرا گواہ مرحومہ کے باپ کی پھوپھی کا لڑکا ہے پھر پونے دو برس کے بعد عائشہ بانی مذکورہ نے بیماری کی حالت میں از سر نو دوسری تحریر سرکاری کاغذ پر بہ ہوش و حواس پلنگ پر بیٹھے بیٹھے روبرو تین گواہوں کے یہ لکھی کہ میں جو پیشتر تحریر کر چکی ہوں اس کو میں باطل کرتی ہوں اور اب یہ دوسری نئی تحریر کرتی ہوں جس کا مضمون یہ ہے کہ میں تمام ملکیت اور مال و اسباب روپیہ پیسہ مکان زمین وغیرہ تمام اشیاء اپنی نواسی مؤمن بانی کو دیتی ہوں اور اسی ایک کو وارث مقرر کرتی ہوں دوسری تحریر میں تین گواہ یہی تینوں کو وکیل بنایا اور اس نواسی کا

(۱) اوصی بحج احج عنہ را کبا من بلدہ فی الشامیۃ لأن الواجب علیہ ان یحج من بلدہ والوصیۃ لاداء ما ہو الواجب علیہ زیلعی (رد المختار کتاب الوصایا ۶/۶۶۳ ط س)

(۲) وجاء فی روایۃ البیہقی باسناد حسن او صحیح زیادۃ عن ابن عباس مرفوعاً لکن البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر (مشکوٰۃ ص ۳۲۶ ط سعید)

(۳) لا یجوز التصرف فی مال الغیر بلا اذنه ولا ولایتہ الا فی مسائل مذکورۃ فی الاشباہ (وفی الشامیۃ) ذبح شاة القصاب ان بعد ما شد القصاب رجلها لا یضمن والا ضمن والا صل فی جنس هذه المسائل کل عمل لا یتفاوت فیہ الناس یشب الاستعانة من کل احد دلالة والا فلا فلو علقها بعد الذبح للسلخ فسلخها آخر بلا اذنه ضمن الخ (الدر ۴/۱۲۷ ط بیروت)

(۴) فیفرض للزوجة فصاعداً الثمن مع ولد او ولد ابن والسدس للام مع احدهما وعند الانفراد یجوز جمیع المال و یقدم الاقرب فالاقرب کالابن (الدر المختار ۶/۷۷۵ ط سعید)

قبضہ مال وغیرہ پر جس کے نام اس نے تمام ملکیت کو لکھا ہے نہ اس وقت ہو نہ اس وقت ہے بلکہ سامان اور روپیہ وغیرہ دوسروں کے قبضے میں ہے یعنی عائشہ بانی مرحومہ کے چچا کے بیٹے کا بیٹا اور دوسرے چچا کی بیٹی کا بیٹا اور تیسرا اجنبی شخص ہے ان تینوں کا قبضہ اس وقت سے اب تک ہے اب دریافت کرنا یہ ہے کہ عند الشریعہ وہ پہلی تحریر باطل ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۳۵) پہلی وصیت تو باطل ہو گئی^(۱) اب دوسری وصیت کے بموجب اس کی نو اسی مومن بانی کو اس کے ترکہ کی ایک تہائی ملے گی اور باقی دو تہائی اس کے باپ کے چچا کے لڑکوں کا حق ہے۔^(۲) اگر ان دونوں سے اقرب کوئی اور عصبہ نہ ہو ورنہ جو عصبہ قریب ہو گا وہ مستحق ہو گا۔^(۳) محمد کفایت اللہ غفرلہ۔

کھانا کھلانے، کنواں بنوانے اور مسجد کی تعمیر کے لئے کی ہوئی وصیت کا حکم

(الجمعیۃ مورخہ ۹ فروری ۱۹۳۵ء)

(سوال) ایک فاحشہ عورت نے مرتے وقت چند آدمیوں کو وصیت کی ہے کہ میرے کچھ مال سے کھانا وغیرہ پکا کر کھلا دیا جائے اور باقی مال سے کنواں یا مسجد یا نیک کام پر صرف کر دیا جائے کنواں اور کھانا بعض آدمیوں نے اس کے مال متروکہ میں سے کر دیا باقی مال ایک نیک آدمی کے پاس امانت ہے وہ دریافت کرتا ہے کہ اب اس مال کو کہاں صرف کیا جائے؟

(جواب ۵۳۶) اس مال کو محتاج مسلمانوں پر اس نیت سے خرچ کر دیا جائے کہ جو شخص اس مال کا اصل مستحق ہے اس کو ثواب پہنچے۔^(۴) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

مرض الوفات میں ورثاء اور غیر ورثاء کے لئے کی ہوئی وصیت کا حکم

(سوال) (۱) شخص بلا اولاد زینہ ایک بیوہ ایک لڑکی اور ایک ہمشیرہ چھوڑ کر مر جاتا ہے اس کی تقسیم جائیداد کس طرح ہوگی؟ جائیداد اسکی خود پیدا کردہ نہیں بلکہ جدی ہے۔ (۲) کیا متوفی کو اختیار ہے کہ اس جائیداد جدی کے لئے کوئی متبہنی قرار دے؟ (۳) کیا متوفی کسی نابالغ بچے عمر آٹھ سال کو جو اس کی خدمت گزاری کے لائق ابھی نہ تھا بعض خدمت گزاری بلا رضامندی وارثان مذکورہ بالا کل جائیداد یا اس کا جزو دینے کا مجاز ہے یا نہیں؟ (۴) کیا متوفی کو بلا رضامندی وارثان متذکرہ بالا وصیت کی رو سے بیوہ اور نام نہاد خدمت گزار نابالغ

(۱) وبخلاف قوله كل وصية او صيتها فهي باطلة او الذی او صیت به لزيد فهو لعمر او لفلان وارثی فكل ذالك رجوع عن الاول الخ (الدر المختار) کتاب الوصایا ۶/۶۵۹ ط سعید

(۲) ثم تقدم وصيته من ثلث ما بقى ثم يقسم الباقي بين ورثته الذین ثبت ارثهم بالكتاب والسنة (الدر المختار) کتاب الفرائض ۶/۷۶۱ ط سعید

(۳) ويقدم الاقرب فالاقرب الخ (الدر: کتاب الفرائض ۶/۷۷۴ ط سعید)

(۴) وفي القنية لو رجبى وجود المالك وجب الايضاء فان جاء مالکها بعد التصديق خير بين اجازة فعله ولو بعد هلاکها وله ثوابها او تضمينه (الدر المختار) کتاب اللقطة ۴/۲۸۰ ط سعید

بچہ کو حصہ مساوی سالم جائیداد کے دیدینے کا اختیار حاصل ہے یا نہیں؟ (۵) وہ نابالغ بچہ جس کو متبنی بنایا گیا متوفی مسمی محمد کے چچا کا پڑپوتا ہے نام اس کا امام بخش ولد اللہ وسایا اور محمد متوفی کی بیوہ کا نام حیات بی بی ہے بہن کا نام خان بی بی اور لڑکی کا نام مسماۃ سنت بھرائی ہے۔ (۶) کیا مرض الموت میں وصیت جائز ہو سکتی ہے؟ (۷) بیوہ حیات بی بی اور امام بخش کو ثلث ثلث جائیداد ملے گی یا ہر ایک کو سدس؟ یا نصف نصف؟ المستفتی غلام سرور (ریاست بہاولپور) ۱۳ ستمبر ۱۹۳۵ء

(جواب ۵۳۷) مرض الموت میں وصیت جائز ہے۔^(۱) جائیداد جدی ہو یا اپنی پیدا کردہ۔ وصیت سب میں ہو سکتی ہے ایک ثلث میں وصیت جاری ہوتی ہے اس کے جواز و نفاذ کے لئے وارثوں کی اجازت و رضامندی ضروری نہیں۔^(۲) وارث کے لئے وصیت جائز نہیں ہوتی۔^(۳) متبنی کا کوئی حصہ نہیں۔^(۴) صورت مسئلہ میں بیوی کے لئے تو وصیت ناجائز ہے کیونکہ وہ وارث ہے امام بخش متبنی کے لئے وصیت جائز ہے کہ وہ غیر وارث ہے۔^(۵) نصف ثلث۔^(۶) اس کو ملے گا اس کے بعد ۶/۵ وارثوں کا حق ہے وارثوں کے حصے مندرجہ ذیل ہیں۔

مسئلہ ۸	بیوہ	بنت	اخت
	۱	۲	۳

یعنی بعد تنفیذ وصیت (۶/۱ متبنی کو دیکر باقی کے) آٹھ سهام کر کے ایک سهام بیوی کو اور چار سهام بیٹی کو اور تین سهام بہن کو ملیں گے۔^(۷) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

استفسار متعلقہ فتویٰ مذکورہ مرسلہ بنام حضرت مولانا سراج احمد صاحب رشیدی

(از طرف حضرت مولانا مولوی فاروق احمد صاحب شیخ الحدیث جامعہ عباسیہ بہاولپور)

مکرمی محترمی زید مجدہم۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ جناب مع الخیر دہلی پہنچ گئے ہوں گے۔ نقل فتویٰ ڈابھیل و دہلی و مولوی سراج احمد بھاولپوری بھیجتا ہوں۔ حضرت مفتی (کفایت اللہ) صاحب کو بھی دکھا دیجئے ان کا جواب اور ڈابھیل سے بھی علیحدہ کاغذ پر بھجوا دیجئے۔ بندہ فاروق احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مسمی محمد نے فوت ہونے کے وقت وصیت کی کہ میری سالم جائیداد

(۱) والمصنف الى موته من الثلث وان كان في الصحة و مرض صبح منه كالصحة الخ (الدر المختار) باب العتق في المرض ۶ ۶۷۹ ط سعید

(۲) وتجاوز بالثلث لاجنسی عند عدم المانع وان لم يجز الوارث ذلك الخ (الدر المختار) كتاب الوصايا ۶/۶۵۰ ط سعید

(۳) لقوله عليه الصلوة والسلام: لا وصية لوارث (رواه الترمذی ۳۲/۲ ط سعید)

(۴) کیونکہ وہ ذوی الفروض میں سے ہے نہ ذوی الارحام میں سے اور نہ ہی عصبات میں سے ہے

(۵) ثم تصح الوصية لاجنسی من غير اجازة للورثة (عالمگیریہ: كتاب الوصايا ۶/۹۰ ط ماجدیہ)

(۶) نصف ثلث کا مطلب سدس ہے یعنی سدس ملے گا

(۷) فيفرض للزوجة فصاعداً الثمن مع ولد او ولد ابن وفيه ايضاً: والثلاثان لكل اثنين فصاعداً ممن فرضه النصف (الدر المختار) كتاب الفرائض ۶/۷۷۳ ط سعید

انصاف کر کے میری زوجہ حیات علی بی اور متبنی امام بخش نابالغ پر تقسیم کر دی جائے اس کی ایک لڑکی ست بھرائی اور ایک ہمشیرہ خان علی بی ہے مسئلہ میراث میں سب علما متفق ہیں لہذا مسئلہ ۸

زوجہ	بنت	اخت
۱	۲	۳

مسئلہ میں اختلاف بصورت عدم اجازت وارثان ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی نے متبنی کو ثلث دینا لکھا ہے بسند بدائع جلد ۳ ص ۳۳۲ ولو اوصی بالثلث لرجلین ومات الموصی الاخر الخ و جلد ۸ ص ۳۳۸ قلت ولا یخفی ان رد الشارع الوصیۃ الاخر الخ دوسرے علماء نے بھی ثلث لکھا مگر بسند عالمگیریہ جلد ۴ ص ۳۲۵ ولو ان امراة ماتت واوصت لزوجها وللأجنبي بجميع مالها یاخذ الا جنبی اولا ثلث المال بلا منازعة و یبقی ثلثا المال نصفه للزوج والثلث الباقي بينهما اثلاثا کذا فی قاضی خان ۵- اس بعض علما کی تردید۔

مولوی شبیر احمد ڈابھیل نے یوں لکھی مسئلہ ما نحن فیہ میں زوجہ کے سوا اور وارث رد کرنے والے وصیت کے ہیں۔ مسئلہ مشہود بیہا قاضی خاں میں زوج موصی لہ کی سوا کوئی اور وارث نہیں لہذا قیاس مع الفارق ہے اور خود سدس للمتبنی کا فتویٰ دیا۔ بحوالہ سند خلاصۃ الفتاویٰ جلد ۴ ص ۲۲۸ رجل اوصی لوارثه و لأجنبي فلأجنبي نصف الوصیۃ وبطلت الوصیۃ للوارث الخ و بسند شامی ج ۵ ص ۴۷۲ وان اوصی لاحدهما بجميع ماله ولاخر بثلث ماله ولم تجز الورثة فثلثه بينهما نصفان لان الوصیۃ باكثر من الثلث بطلت بعدم الاجازة فیجعل كانه اوصی لكل بالثلث فی نصف الخ و بسند بدائع ج ۷ ص ۳۳۸ ولو اوصی بثلث ماله قال وان ردوا جازت فی حصۃ الاجنبی وبطلت فی حصۃ الوارث الخ یہی تردید سند فتوایں مولوی کفایت اللہ میں ہے اور.....

مولوی عبداللطیف مہتمم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور بھی اسی سند بدائع کو ترجیح دے کر سدس کا قائل ہے۔ بدیں بیان کہ گویا مسئلہ بدائع ثلث میں مفروض ہے لیکن ثلث اور زائد از ثلث میں جو فرق ہے سمجھ نہیں آتا بحوالہ بدائع ۷ ص ۳۵ صورت واقع میں بھی اضافت صحیح ہے اس لئے کہ گو نصف کی وصیت اجنبی کے لئے ہے اور نصف زوجہ کے لئے مگر حسب قاعدہ وصیت اول اضافت ثلث کی طرف ہوگی اور اس میں بصورت صحت اضافت دونوں شریک ہوں گے۔ لیکن بصورت عدم اجازت ورثہ اجنبی صرف نصف ثلث یعنی سدس کا مستحق ہوگا۔

مولوی محمد شفیع دیوبندی نے بھی فتویٰ سدس للمتبنی کا دیا۔ بسند عالمگیریہ ص ۵ ج ۴ ناقلًا عن التتیین واذا اوصی لأجنبي ووارث كان لأجنبي نصف الوصیۃ وبطلت وصیۃ الوارث الخ

الجواب وهو اعلم بالصواب (از مولوی سراج احمد بہاولپور) امام بخش متبنی مستحق ثلث کا ہے نہ سدس کا تردید ورثہ سے سالم وصیت نصف مال مستحقہ زوجہ باطل ہوئی۔ اور حصہ اجنبی والے نصف مال سے وصیت ثلث بحال رہ کر صرف زائد عن الثلث الی نصف کی وصیت باطل ہوئی ہاں ثلث کی وصیت جوارث

سے مقدم ہے اگر صرف ہر دو اجنبیوں کے لئے ہو (بالا نفراذوالا شتراک) یا اجنبی اور وارث کے لئے بالاشتراک ہو تو اس میں ہر دو شریک ہو کر نصفانصف مستحق ہوں گے کیونکہ ہر دو اجنبیوں کی وصیت قوی ہے اگرچہ ہر ایک کے لئے ثلث کی وصیت علیحدہ علیحدہ کی ہو تو بصورت عدم اجازت ایک ہی ثلث میں بالمنازعتہ ہر دو شریک ہو جاویں گے اور دوسری صورت اجنبی والوارث میں جب کہ ایک ہی ثلث کے وصیت بالاشتراک ہے تو گویا ابتدا ہی سے اجنبی کے لئے سدس کی وصیت ہے نہ ثلث بالمنازعتہ اگر علیحدہ علیحدہ ثلث کی وصیت ان کو ہوتی تو بوجہ عدم جواز مزاحمت ضعیف للقوی کے اجنبی مستحق ثلث ہوتا ہے نہ سدس۔ مانحن فیہ میں تو ہر دونوں کے لئے زائد عن الثلث کی وصیت ہے پس حسب روایت خلاصہ تبیین بدائع کے جو سب متون و شروح میں مصرح ہے اور مستند مدعیان سدس ہے نصف حصہ زوجہ والا باطل ہوگا نہ حصہ اجنبی والا نصف۔ اگر زائد عن الثلث الی نصف اس کا باطل ہوا ہے تو بروایت اخری عدم اجازۃ ورثہ کے نہ حسب روایت بدائع بالا جو مفروض بھی ثلث میں ہے نہ سالم مال میں جو واقعہ مسئلہ ہے پس مولوی شبیر احمد و مولوی عبداللطیف کا وصیت زائد عن الثلث کی وصیت ثلث والے مسئلہ پر قیاس کرنا ایسا مع الفارق ہے جیسا مدعیان ثلث نے کہا ہاں متون نے اس مسئلے کو اگر مطلق ذکر کیا تو فہم قضیہ پر اعتماد کر کے حسب عادتہ مستمرہ خود ترک قضیہ ثلث کیا مگر باب ثلث مال میں لکھ کر بعض شروح کا وہ نصف الثلث لکھنا اس قید کی تذکیر ہے کہ یہ مسئلہ ثلث میں مفروض ہے و قایہ اور ملتقی نے قید عین بڑھا کر وان اوصی بعین لوارثہ ولا جنبی فلہ نصفہا ولا شئ للوارث لکھا جس میں وصیت بالثلث سے بھی کمال اشتراک زائد ہے اگر مسئلہ بالا متون کو مخصوص بالثلث المشترك اوالعین المشترك کیا جاوے تو علاوہ مخالفت اس قاعدہ عامہ فقہاء کے (لا یزاحم وصیۃ الوارث الضعیف الوصب الاجنبی القوی فی الثلث) اس مسئلہ متون و تخریجات مبسوط ذیل میں تطبیق ناممکن ہے کمالاً تنحی علی الماہر المفتی وہ روایات مثبت دعویٰ ثلث للاجنبی یہ ہیں مبسوط جز ۲۹۶ صفحہ ۳ ولو ترک ابنین فاوصی لا جنبی بنصف مالہ ولا حد ابنیہ بکمال النصف معہ نصیبہ فلواجاز الابن الذی لم یوصی لہ الاجنبی ولم یجز لآخیہ ولم یجز اخوہ للاجنبی اخذ الاجنبی ثلث المال بغير اجازۃ منہ واخذ من الذی اجاز لہ سہما واحدا لان المستحق لہ بالا جازۃ من نصیبہ هذا المقدار ولا یأخذ بالنصیب الآخر شیئا لانه لم یجز لہ الوصیۃ فیصیر فی یدہ خمسة و فی ید الابن المجیز ثلاثة و فی ید الابن الموصی لہ اربعة نصیبہ من المیراث دیکھو یہ مسئلہ مسئلہ مسئلہ کی نص صریح ہے کہ وصیت اجنبی اور غیر زوجین والے وارث کے لئے سالم مال کی ہے دوسرا ابن اسی موصی لہ وارث کو اجازت نہیں دی جس سے وارث کا حصہ وصیت باطل ہو اور اجنبی اپنا ثلث سالم بلا مزاحمتہ وارث یعنی کل مال ۱۲ سے چار لیا اور ایک سہم ابن مجیز سے بھی لے لی ابن موصی لہ صرف میراث والی چار سہم لے گیا۔ اور مجیز تین سہم لے گیا۔ شاید یہ خیال گزرے کہ بوجہ اجازت دینے بعض ورثہ للاجنبی کے وارث موصی لہ مزاحمت فی الثلث نہ کر سکا ہو اگرچہ یہ خیال مجنون ہی کر سکتا ہے کیونکہ منازعتہ وارث ہوتی بھی بوقت اجازت ہے لیکن مسئلہ ذیل اس سے بھی اصرح ہے کہ جب ثلث ثابت کی

وصیت ہر ایک اجنبی و وارث کے لئے علیحدہ علیحدہ ہو تو بوقت عدم اجازت دوسرے ورثہ کے وارث کی وصیت باطل ہو کر ثلث سالم اجنبی کو ملے گا جن میں وارث کی مزاحمت غیر معتبر ہے جب ثلث ثلث کی وصیت میں مزاحمت وارث نہیں ہوتی تو واقعہ مسئلہ والے نصف نصف کی وصیت میں کس طرح وارث مزاحم فی الثلث الاجنبی ہو جاتا ہے یہی توجہ ہے کہ مسئلہ متون مستند مدعیان سدس میں للاجنبی نصف الوصیۃ لکھتے ہیں نہ نصف الثلث گواہی وصیت وارث واجنبی ثلث میں کرنے سے وہ نصف الوصیۃ نصف الثلث ہو جایا کرتی ہے مگر نہ بالمنازعت بل بالا شتراك من الابتداء فی الثلث کانه او وصی له بنصف الثلث فقط کما اذا اوصی له بثلث باقی الثلث فله التسع اذا لم یوص قبله لاحد ذکر فی المبسوط جزء ۹ ولو اوصی لاحد ورثته بثلث ماله ولا جنبی بما بقی من ثلثه فاجازت الورثة اولم یجز واخذ الاجنبی ثلث جمیع المال لان الوصیۃ للوارث غیر معتبرۃ فی مزاحمة الاجنبی فکانه اوصی لاجنبی بما بقی من ثلثه وهو لهذا اللفظ تستحق جمیع الثلث کما يستحق العصبۃ جمیع المال اذا لم یکن هناك صاحب فرض ثم الباقی بینهم علی المیراث ان لم یجز وا فان اجاز واخذ الوارث الموصی له ثلث جمیع المال من الباقی باعتبار اجازتهم والباقی منهم علی المیراث اه ویکھو کہ بوقت اجازت بھی وارث موصی لہ ثلث اول اجنبی میں مزاحم نہیں ہو بلکہ دو ثلث باقی میں سے وہ ایک ثلث بالا اجازۃ لیا ہے اس عبارت سے پہلے وہ مسئلہ ہے کہ جب وصیت للاجنبی ثلث باقی من الثلث ہو اور دوسرا کوئی موصی لہ نہ ہو تو یہ وصیت ثلث الثلث ای التسع من الابتداء ہے اور عبارت اولی سے پہلے مسئلہ اجازت میں یہ لکھا کہ اگر اجنبی کے لئے وصیت نصف المال ہو اور ابن کے لئے بھی نصف مال کی وصیت ہو ابن غیر موصی لہ جمیع وصیت جائز رکھے اور ابن موصی لہ اجنبی کی وصیت جائز نہ رکھے تو اجنبی ثلث مال بلا اجازت و مزاحمتہ اولی لے گا۔ لان الثلث محل الوصیۃ و وصیۃ الاجنبی اقوی من الوصیۃ للوارث والضعیف لا یزاحم القوی اه پس مولوی شبیر احمد صاحب کا اس کو وصیت اجنبی والے مسئلہ در مختار جلد ۵ ص ۴۷۲ ولو اوصی لاحدهما بجمیع ماله ولاخره بثلث ماله ولم یجز الورثة فیجعل کانه اوصی لكل واحد بالثلث النصف اه پر قیاس کرنا کیسا ظلم ہے هذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب فقط حررہ خادم الشرع سراج احمد نورہ الاحد ۱۱ رمضان شریف ۱۳۵۵ھ

(جواب) (از مولانا حبیب المرسلین نائب مفتی مدرسہ امینیہ) جواب حضرت مفتی اعظم (مولانا کفایت اللہ) کا صحیح ہے کہ متبنی کو ۱/۶ ہی ملے گا کیونکہ بوجہ رد کرنے دیگر ورثہ کے بیوہ کے لئے وصیت نصف میں باطل ہو گئی۔ اور اسی نصف میں ۱/۶ داخل ہونے کی وجہ سے باطل الوصیۃ ہو گیا ہے اور ۱/۶ ابھی باقی رہے گا ثلث میں سے لہذا اسی میں وصیت نافذ ہوگی اور یہی ۱/۶ متبنی کو ملے گا اور مخالفین کے جزئیات منقولہ

(۱) لا لوارثه و قاتله مباشرة الا باجازه ورثته لقوله عليه السلام : لا وصیۃ لوارث الا ان یجیزها الورثة الخ (الدر المختار

اس صورت مرقومہ کے لئے سند نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ جزئیات ان صورتوں کے بارے میں ہیں کہ جن میں موصی لہ وارث اور اجنبی کے ماسوا دیگر ورثہ کے رد کرنے والے نہیں ہوتے اور اس صورت میں دیگر ورثہ رد کرنے والے وصیت کو موجود ہیں اور ہماری سند بدائع میں موجود ہے۔ وان ردوا جازت فی حصۃ الاجنبی و بطلت فی حصۃ الوارث ص ۳۳۸ ج ۷^(۱) فقط واللہ اعلم حبیب المرسلین عفی عنہ

دوسرا باب امانت میں وصیت

امانت رکھے ہوئے مال سے وصیت اور اقرار کرنا

(سوال) زید سے حالت مرض مرنے سے پندرہ روز قبل امانت دار نے کہا کہ میرے پاس جو کچھ تمہاری امانت ہے اس کو لے لو زید نے کہا کہ جو کچھ تمہارے پاس امانت ہے اگر میں فوت ہو جاؤں تو میرے مرنے کے بعد اگر بعد منہائی اخراجات جو وقتاً فوقتاً میں لے رہا ہوں یا میری تیمارداری کے خرچ سے بچ جائے وہ میری بیوی کو وقتاً فوقتاً دیتے رہنا تاکہ اس کی قوت بھری ہو زید حالت بخود میں نہ تھا نہ نزاع کی حالت تھی اور زید نے یہ بھی کہا کہ مبلغ پانچ سو روپے اس رقم میں میری بہن کے ہیں جو اس کے میرے پاس امانت ہیں وہ اس کا مال ہے بقیہ جو کچھ ہے وہ میری بیوی کو مذکورہ بالا ہدایت کے مطابق دینا زید نے یہ ہدایت اپنی بہن کے سامنے کی۔ زید کا ایک بھائی ہے وہ چاہتا ہے کہ اس رقم کو میں وصول کر لوں سو اس حالت میں امانت دار کو خدا اور رسول کا کیا حکم ہے؟ کہ وہ رقم کس کو ادا کرے اور زید قرض دار بھی ہے اور رقم قرض رقم موجودہ سے بدرجہا زیادہ ہے زید کی قرضداروں کو دینے کی ہدایت بھی نہیں ہے؟

(جواب ۵۳۸) صورت مسئلہ میں سارے مال سے پہلے قرض ادا کیا جائے گا اس کے بعد جو کچھ بچے گا وہ ورثہ پر تقسیم ہوگا۔^(۲) اور اگر قرض کے ادا کرنے میں سارا مال صرف ہو جائے تو ورثہ کو کچھ نہیں ملے گا بیوی کے لئے وصیت^(۳) اور بہن کے لئے اقرار امانت جب کہ معروفہ نہ ہو غیر معتبر ہے۔ واللہ اعلم

جج بدل کے لئے اپنے پاس رکھے ہوئے بہن کے مال کا حکم

(سوال) زید اپنی ہمشیرہ کا کچھ نقد جو حسب وصیت ہمشیرہ حسنت جاریہ اور جج بدل کی غرض سے اس کے

(۱) (بدائع الصنائع کتاب الوصایا ۳۳۸/۷ ط سعید)

(۲) ثم تقدم ديونه التي لها مطالب من جهة العباد ثم وصيته من ثلث ما بقي ثم يقسم الباقي بين ورثته (الدر المختار كتاب

الفرائض ۶ ۷۶۰ ط سعید)

(۳) لقوله عليه السلام : لا وصية لوارث الخ (رواه الترمذی ابواب الوصایا ۳۲/۲ ط سعید)

پاس امانت تھا چھوڑ مر بعد وفات زید اس کو کیا کیا جائے؟ المستفتی نمبر ۵۸ بیگار عبدالرحمن (ضلع نار تھہ
ارکاٹ) ۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء
(جواب ۵۳۹) ہمیشہ کاجوروپہ مصارف خیر میں خرچ کرنے کے لئے زید کے پاس تھا وہ مصارف خیر
میں ہی صرف کیا جائے۔^(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

نابالغہ لڑکی بالغ ہونے کے بعد امانت رکھے ہوئے زیور واپس لے سکتی ہے

(سوال) ہندہ کی کچھ چیزیں زیور کپڑا وغیرہ ہندہ کی نانی نے اپنی بھتیجی کے پاس رکھ دی تھیں کیونکہ نانی
بھی ہندہ کے گھر میں رہتی تھی اور اس گھر میں چوری ہونے کا خوف تھا یہ چیزیں نانی کی ملکیت نہیں تھیں بلکہ
ہندہ ہی کی ملکیت تھیں اب ہندہ بالغہ ہو گئی ہے وہ اپنی چیزیں نانی کی بھتیجی سے مانگتی ہے بھتیجی یہ کہتی ہے
کہ پھوپھی صاحبہ وصیت کر گئی ہیں کہ زیور وغیرہ ہندہ کی شادی پر دینا حالانکہ اس وصیت کا بھی کوئی ثبوت
نہیں کیا بھتیجی کا یہ عذر صحیح ہے؟ المستفتی نمبر ۶۲۳ محمد احمد سادہ کار دہلی ۱۱ رجب ۱۳۵۲ھ ۱۱
اکتوبر ۱۹۳۵ء۔

(جواب ۵۴۰) جب کہ وہ چیزیں نانی کی ملکیت نہیں تھیں تو نانی کی وصیت کا ان پر کوئی اثر نہ ہوگا اور ہندہ
اگر اس قابل ہو گئی کہ اپنی چیزوں کی نگہداشت اور حفاظت کر سکے تو بھتیجی کو لازم ہے کہ اس کی امانت
اس کے حوالے کر دے اور اگر ہندہ ابھی اس قابل نہیں ہے تو ہندہ کے باپ کے حوالہ کر دے باپ کو لازم
ہوگا کہ وہ بچی کے زیور وغیرہ کو محفوظ رکھے اور جب وہ شادی کے قابل ہو تو اس کے حوالہ کر دے۔ فقط محمد
کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

تیسرے باب ثلث میں وصیت

مختلف وصیتیں جمع ہونے کی صورت میں ان کے نفاذ کی عملی صورت کیا ہوگی؟

(سوال) میں مسماۃ حفصہ بی بی دختر مرحوم حاجی موسیٰ جی احمد صالح جی صاحب وصیت کرتی ہوں کہ
انسان کی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں میں اس وقت بیمار ہوں لیکن میرے ہوش و حواس بجا و درست ہیں میں
بحالت مرض بہ ثبات عقل و درستی ہوش و حواس وصیت کرتی ہوں کہ میرے والد مرحوم کے ترکہ سے جو مال

(۱) ولو اوصی بثلث ماله لا عمال البر لا یصرف ثلثه لبناء السجن: و کل مالیس فیہ تملیک فہو من اعمال البر حتی یحوز
صرفہ الی عمارۃ الوقف و سراج المسجد دون تزیینہ لانہ اسراف (در مختار کتاب الوصایا ۶/۶۶۵ ط سعید)

کہ مجھے میرے حصے کے موافق ملے گا اس مال کی بابت میں اپنے بہنوئی جناب حاجی اسماعیل احمد محمدی صاحب اور میرے بھانجے محمد اسماعیل محمدی کو ٹرشی اور ایکریوٹر مقرر کرتی ہوں یہ ہر دو صاحبان حسب دفعات مندرجہ ذیل عملدرآمد کریں۔

(۱) والد مرحوم کے ترکہ سے جو حصہ مجھے ملے اس میں سے تیسرا حصہ للہ وقف کرنا۔ (۲) میری جانب سے حج بدل ادا کرایا جائے جس میں ایک ہزار روپیہ دیا جائے۔ (۳) میرے دو بیٹے مسمی قاسم و یوسف کی شادی کرائی جائے اس وقت فی دس دس ہزار روپیہ بابت زیورات و کپڑے وغیرہ میں دیئے جائیں۔ (۴) میری بھانجی مسماۃ خدیجہ بی بی کی شادی میں تین ہزار روپے کا زیور اسے بنادیا جائے۔ (۵) مجھے سر دست والد مرحوم کے ترکہ سے دو سو روپے ماہوار اور چار سو روپے ہر دو عید کو ملا کرتا ہے اس میں سے بھی (والد مرحوم کا ترکہ ہم جملہ وارثوں میں تقسیم ہونے تک) ایک تہائی للہ نکال کر جو بچے وہ موافق شرع حصہ داروں کو تقسیم کیا جائے۔ (۶) میرے زیورات کپڑے وغیرہ میری ہمشیرہ عائشہ بی بی کے پاس رکھے ہیں یہ سب میرے دونوں بیٹوں کو برابر حصہ مساوی دیئے جائیں۔ (۷) موافق مسطورہ بالا عمل درآمد کرنے کے بعد جو کچھ بچے وہ میرے ورثہ میں موافق قانون شرع حصہ رسد دیا جائے۔

اس تحریر کے چند روز بعد حفصہ بی بی کا انتقال ہو گیا اب متوفیہ کا شوہر یہ چاہتا ہے کہ میرے بیٹوں کے لئے چوبیس ہزار روپیہ بابت اخراجات شادی دینے کی ہے یہ وصیت ثلث موقوفہ میں سے نافذ کی جائے اور حج بدل اور تین ہزار روپیہ جو متوفیہ کی بھانجی کے لئے وصیت کئے ہیں وہ بھی اسی ثلث موقوفہ میں سے دیا جائے تو اس صورت میں جب ورثہ وصیت مازاد علی الثلث کو منظور نہیں کرتے یہ ساری وصیتیں اسی موقوفہ ثلث میں سے شرعاً نافذ ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ مازاد علی الثلث میں وصیت علی الوارث بھی ہے جن کو دیگر ورثہ مازاد علی الثلث میں تو منظور نہیں رکھا تو گویا یہ وصیت علی الوارث باطل ہوئی مگر ورثہ اس موقوفہ ثلث میں سے نافذ ہونے پر رضامند ہیں تو اس میں سے شرعاً نافذ کرنا صحیح ہوگا؟ یا راضی ہوں تو باقی ثلثین سے دایا جائے گا اور اگر ثلث موقوفہ میں سے جملہ وصیتیں نافذ ہوں تو پوری پوری نافذ ہوں گی یا کس انداز سے؟ ثلث چالیس ہزار روپیہ ہے بیوہ تو جروا؟

(جواب ۵۴۱) وصیت نمبر ۲ و ۴ صحیح ہے نمبر ایک اس لئے کہ وہ وصیت امور خیر کے لئے ہے اور ایسی وصیت امام محمدؒ کے نزدیک صحیح ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے۔ وفی الظہیریۃ قال اوصیت بثلث مال للہ تعالیٰ فالوصیۃ باطلۃ فی قول ابی حنیفۃ وقال محمد جائزۃ ویصرف الی وجوہ البر وہ یفتی اہ (ردالمحتار) (۱) اوصی بثلث مالہ للہ تعالیٰ فہی باطلۃ وقال محمد تصرف لوجوہ البر (درمختار) (۲) قدمنا عن الظہیریۃ انہ المفتی بہ ای لانه وان کان کل شیء للہ تعالیٰ لکن المراد التصدق لوجہ اللہ تعالیٰ تصحیحاً لکلامہ بقریۃ الحال انتہی (ردالمحتار) (۳) نمبر دوم و چہارم

اس لئے کہ نمبر دوم حقوق واجبہ میں سے ہے۔ اور چہارم اجنبی یعنی غیر وارث کے لئے لیکن ان دونوں کا نفاذ جب کہ ورثہ نے مازاد علی الثلث کی اجازت نہ دی اسی ثلث موقوف میں سے ہوگا^(۱) اور متوفیہ کی بھانجی کو تین ہزار اور حج کے لئے ایک ہزار دیگر باقی مال یعنی ثلث موقوفہ کا بقیہ امور خیر مثل بنائے مسجد و مدارس دینیہ و طلبہ علوم دینیہ وغیرہ میں صرف کیا جائے^(۲) اور اگر ثلث مال چار ہزار یا اس سے کم ہو تو ثلث کے چار حصے کر کے ان میں سے تین حصے متوفیہ کی بھانجی کو اور ایک حصہ حج بدل کے لئے دیں گے پھر اگر وہ حصہ حج بدل کے لئے کافی ہو تو فہماورنہ وصیت باطل ہو جائے گی وما للہ تعالیٰ فان کان کله فرائض کالزکاة والحج او واجبات کالکفارات والندور و صدقة الفطر او تطوعات کالحج والصدقة للفقراء پیدا بما بدا بہ المیت وان اختلطت پیدا بالفرائض قد مہا الموصی او اخرها ثم بالواجبات وما جمع فیہ بین حقہ تعالیٰ و حق العباد فانہ یقسم الثلث علی جمیعہا و یجعل کل جهة من جهات القرب مفردة بالقرب الخ (ردالمحتار)^(۳) لیکن یہ واضح رہے کہ چونکہ نمبر اول میں تصریح بالوقف ہے اور موقوف علیہ متعین نہیں ہے اس لئے اس نمبر اول کے لئے کوئی حصہ جداگانہ مقرر نہ ہوگا۔ ولا یقدم الفرض علی حق الادمی لحاجة وان کان الادمی غیر معین بان اوصی بالصدقة علی الفقراء فلا یقسم بل یقدم الا قویٰ فلا قویٰ لان الكل یبقی حقاً للہ تعالیٰ اذا لم یکن ثم مستحق معین الخ^(۴) اور نمبر سوم چونکہ وصیت للوارث ہے اور اسی وجہ سے نمبر ششم دونوں باطل ہیں^(۵) اور لڑکوں کو وصیت نمبر ایک میں سے دینے کا کسی کو حق نہیں کیونکہ وہ وقف ہو یا وصیت بالوقف بہر صورت فقراء اور امور خیر کے لئے مختص ہے رہا نمبر ۵ وہ صحیح ہے اور اس پر عمل جائز ہے۔ واللہ اعلم

خاص مدرسہ کے لئے کی گئی وصیت شدہ کتابیں دوسرے مدرسہ میں استعمال

کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(سوال) زید نے قبل از انتقال اپنے اقرباء کو وصیت کی کہ میرے بعد میرا کتب خانہ دینیہ اگر کوئی شخص اہل خاندان سے اس قابل ہو کہ اس کو استعمال کر سکے تو اس کے پاس رہے ورنہ فلاں شہر کے اسلامیہ مدرسہ میں بھیج دیا جائے چونکہ متوفی کی وفات کے وقت کوئی اسلامیہ مدرسہ متوفی کے سکونتی شہر میں موجود نہ تھا جس میں وہ کتب خانہ دیدیا جاتا اور متوفی نے باعث عدم موجودگی مدرسہ و اہل علم اپنے شہر کے دوسرے شہر کے مدرسہ

(۱) ولا تجوز بما زاد علی الثلث الا ان یجیزها الورثة یعنی بعد موتہ (الجوہرۃ النیرۃ) کتاب الوصایا ۶ / ۳۶۷ ط میر محمد

(۲) فی الشامیۃ (قوله لاعمال البر) قال فی الظہیریۃ: و کل ما لیس فیہ تملیک فهو اعمال البر الخ (ردالمحتار) کتاب الوصایا ۶ / ۳۶۵ ط سعید

(۳-۴) (ردالمحتار) کتاب الوصایا ۶ / ۶۶۱ ط سعید

(۵) عن ابی امامۃ الباہلی قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول فی خطبۃ عام حجة الوداع ان اللہ تبارک و تعالیٰ اعطنی کل ذی حق حقہ فلا وصیۃ لوارث (رواہ الترمذی ابواب الوصایا ۲ / ۳۲ ط سعید)

میں دینا مناسب سمجھا تھا اور اتفاقات زمانہ سے متوفی کے خاندان میں بھی اب تک کوئی اہل و مستحق کتب خانہ مذکورہ کا نہیں ہے البتہ اب متوفی کے شہر میں مدرسہ اسلامیہ (جس میں تعلیم علوم عربیہ و نصاب نظامیہ جاری ہے) قائم ہوا ہے اور اس میں کتب دینیہ کی سخت ضرورت ہے اور مدرسہ بوجہ کم مائیگی کے خریداری کتب سے معذور ہے اور بوجہ عدم موجودگی کتب طلبہ کی تعلیم میں حرج ہو رہا ہے اس صورت میں متوفی مذکور کے ورثاء کو مدرسہ متذکرہ میں شرعاً کتب خانہ مرقوم الصدر دینے کا حق ہے یا نہیں؟

(جواب ۵۴۲) وصیت ثلث مال میں جاری ہوتی ہے پس اگر کتب خانہ مذکورہ ثلث مال سے کم یا برابر ہے تو وصیت صحیح ہو گئی اور اس حالت میں بھی چونکہ مریض کا مقصود دوسرے شہر کے مدرسے کے لئے وصیت کرنے سے اس مدرسے کی خصوصیت سے متعلق نہ تھا بلکہ اپنے خاندان میں کوئی لائق شخص موجود نہ ہونے کی صورت میں بوجہ اپنے شہر میں مدرسہ نہ ہونے کے دوسرے شہر کے مدرسے کے لئے وصیت کی تھی اس لئے وصی کو جائز ہے کہ وہ اسی شہر کے مدرسے کو کتب خانہ مذکورہ دیدے اتنی مخالفت جو مقصود موصی سے منافی نہ ہو مخالفت کے حکم میں نہیں ہے۔ اوصی الفقراء بلخ فاعطی غیر ہم جاز عند ابی یوسف و علیہ الفتویٰ (درمختار) (۱) مگر بہتر یہی ہے کہ اسی مدرسے میں دیا جائے جس کا موصی نے نام بتایا ہے اور اگر کتب خانہ ثلث مال سے زائد ہے تو قدر زائد میں وصیت صحیح نہیں ہوئی (۲) اگر وارث اپنی خوشی سے دیں تو ہر وارث بقدر اپنے حصے کے مختار ہے جہاں چاہے دے۔ واللہ اعلم

خیراتی فنڈ اور نواسے اور نواسیوں کے لئے کی گئی وصیت کا حکم

(سوال) ایک عورت مسماۃ فاطمہ بی نے بحالت صحت کامل و درستی ہوش و حواس و ثبات عقل بلا جبر و اکراہ کسی کے ایک وصیت نامہ لکھوا کر اسے حسب قانون رجسٹرڈ کرا لیا جس کی دفعہ چار کا خلاصہ یہ ہے کہ ”حسب مرقومہ بالا میرے جملہ مال و متاع میں سے میری موت کے بعد تجہیز و تکفین و دیگر ضروری اخراجات کے بعد جو کچھ مال باقی رہے اس میں سے سورتی بازار کمپنی رنگون کے میرے دو حصے (تقریباً ۷ ہزار مالیت کے) فلاں خیراتی فنڈ میں دیئے جائیں اس کے بعد جو بچے اس میں بموجب شرع محمدی ثلث کا حق مجھے پہنچتا ہے اس ثلث کے ورثہ میں اپنے نواسوں نواسیوں کو جو ہوں ٹھہراتی ہوں اس ثلث سے مالک یہ جملہ نواسے نواسیاں ہیں اس میں کسی دوسرے کو میں حقدار نہیں ٹھہراتی اگر کوئی حق دارد عوی کرنے لگے یا اسے منظور نہ رکھنا چاہے تو ہر طرح باطل اور رد ہے۔ انتہی بلفظ

اس وصیت کے بعد تقریباً پانچ برس مسماۃ فاطمہ بی زندہ رہیں اس کے بعد انتقال ہو گیا بروقت انتقال فاطمہ بی کے نواسوں میں ایک دختر کے تین بچے دوسری دختر کے چار بچے اور ایک حمل موجود تھا جو فاطمہ بی

(۱) الدر المختار، باب الوصیۃ بثلث المال ۶/ ۶۷۵ ط سعید

(۲) ولا تجوز الوصیۃ بما زاد علی الثلث الا ان یجیزها الورثۃ یعنی بعد موتہ و ہم اصحاء بالغون (الجوہرۃ النیرۃ) کتاب الوصایا ۲/ ۳۶۷ ط میر محمد

کے مرنے کے بعد پیدا ہوا لہذا سوال یہ ہے کہ ثلث سے زائد دو حصے دیئے جانے کے بعد موافق شرع شریف موصیہ کو پورے ثلث کی وصیت کا حق نہیں رہا اور موصیہ کے الفاظ یہ بتا رہے ہیں کہ وہ نواسوں کو اپنا حق ثلث دینا چاہتی ہے اور ثلث میں سے دو حصے کم ہو گئے ہیں اگرچہ ورثہ کو اس وصیت کے جاری اور نافذ کرنے میں کوئی تامل نہیں ہے جملہ ورثہ رضامند ہیں لیکن اس کے الفاظ یہ بتا رہے ہیں کہ وصیت کرنے والے کا جتنا حق مال میں بعد موت شرعاً باقی رہتا ہے وہ دینا چاہتی ہے گو اس نے دو حصے نکل جانے کے بعد بقیہ میں سے ناواقفیت کی بنا پر اپنا حق ثلث ہی سمجھا تو اب دو حصے ثلث مال میں سے نکالے جائیں یا ثلث سے زائد سے؟ وصیت لکھنے کے وقت ہر دو لڑکیوں کی جس قدر اولاد تھی وہ اس کے وارث سمجھے جائیں گے یا مرتے دم تک جس قدر نواسے موجود ہوں وہ سب وارث ہوں گے اور موصیہ کے مرنے کے بعد اگر قبل از تقسیم وصیت دوسرے نواسے بھی پیدا ہوں خواہ موصیہ کی موت کے وقت یہ نواسے پیٹ میں ہوں یا موت کے بعد حمل قرار پایا ہو حصے تقسیم کرنے سے قبل قبل جس قدر نواسے نواسیاں پیدا ہوں وہ سب وارث ہوں گے یا وصیت کے وقت جس قدر موجود ہوں یا موت کے وقت جس قدر موجود ہوں وہ وارث ہوں گے موصیہ کے بعد کتنے عرصے میں اگر حمل پیدا ہو تو وارث ہوگا اگر حمل وارث ہو تو وصیت لکھنے کے وقت کا حمل مراد ہے یا موصیہ کی موت کے وقت کا حمل مراد ہے اور حمل کتنے مہینے کا ہو تو وارث ہوتا ہے ورنہ نہیں؟ بیٹو تو جروا۔

(جواب ۵۴۳) متوفیہ کی عبارت مذکورہ سوال کے تین مطلب ہو سکتے ہیں اول یہ کہ خیراتی فنڈ کو دو حصے دیئے جائیں اور جمیع مال کا ثلث نواسے نواسیوں کو دیا جائے دوم یہ کہ خیراتی فنڈ کو دو شیئر دیئے جائیں اور دو شیئر نکلنے کے بعد بقیہ مال کا ثلث نواسوں نواسیوں کو دیا جائے سوم یہ کہ خیراتی فنڈ کو دو شیئر دیئے جائیں اور نواسوں نواسیوں کو اس قدر مال دیا جائے کہ شیئروں کی قیمت کے ساتھ اسے ملایا جائے تو مجموعہ کل مال کا ثلث ہو جائے۔

خیراتی فنڈ کو دو حصے دیئے جانا تو متوفیہ کے کلام میں صراحتہً موجود ہے اس لئے یہ تو تینوں احتمالوں میں یکساں رہے گا اور نواسوں نواسیوں کو جمیع مال کا ثلث دیا جائے جو احتمال اول میں مذکور ہے وہ اس تقریر سے ثابت ہو سکتا ہے جو مستفتی نے خود ذکر کی ہے یعنی متوفیہ کے یہ الفاظ کہ ”موجب شرع محمدی ثلث کا حق مجھے پہنچتا ہے اس ثلث کے ورثہ میں اپنے نواسوں نواسیوں کو ٹھہراتی ہوں“ اس امر کی دلیل ہیں کہ متوفیہ کو بموجب شرع محمدی جس قدر وصیت کرنے کا حق ہے وہ نواسوں اور نواسیوں کو دلوانا چاہتی ہے اور وہ مقدار ثلث جمیع المال ہے لہذا ثلث جمیع المال کی وصیت نواسوں اور نواسیوں کے لئے ہو گئی لیکن یہ تقریر خاکسار کے نزدیک پچند وجہ مخدوش ہے اول یہ کہ یہ معنی اس کے الفاظ (اس کے بعد جو پچے) کے صراحتہً مخالف ہیں دوم یہ کہ اس کے الفاظ (موجب شرع محمدی ثلث کا حق مجھے پہنچتا ہے) اس امر کی واضح دلیل ہیں کہ اسے یہ مسئلہ معلوم تھا کہ شرع محمدی نے مالک کو صرف ایک ثلث کی وصیت کرنے کا اختیار دیا ہے اور یہ بھی اس کے اندر کلام سے سمجھا جاتا ہے کہ وہ حکم شرعی کی خلاف ورزی کی نیت بھی نہیں رکھتی پس اگر اس کے کلام کے یہ معنی لئے جائیں جو احتمال اول میں مذکور ہیں کہ اس نے ثلث جمیع المال کی وصیت نواسوں اور نواسیوں

کے لئے کی اور دو شیئروں کی خیراتی فنڈ کے لئے تو صریح طور پر اس کی طرف یہ بات منسوب ہوگی کہ اس نے ثلث سے زیادہ کی وصیت کی جو اس کے علم اور نیت کے خلاف ہے۔ سوم یہ کہ متوفیہ کا دو شیئروں کی وصیت کرنے کے بعد یہ لکھنا کہ (موجب شرع محمدی ثلث کا حق مجھے پہنچتا ہے) اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ اب بھی پورے ثلث کو اپنا حق قرار دیکر نواسوں نواسیوں کو دلوانا چاہتی ہے جیسا کہ مستفتی نے سمجھا ہے بلکہ شیئروں کی وصیت کے بعد یہ الفاظ لکھنے سے صرف دو ہی باتیں سمجھی جاسکتی ہیں کہ یا تو باقی بعد الوصیتہ الاولیٰ کا ثلث مراد ہے یا شیئروں کی قیمت وضع کرنے کے بعد ثلث مال تک پہنچنے میں جو مقدار باقی ہے وہ مراد ہے کیونکہ ثلث مال کی وصیت کا اختیار ہونے کا علم تو اس کے اس جملہ سے ہی ثابت ہو گیا اور اگر شیئروں کی وصیت کے بعد کل مال کا ثلث مراد لیا جائے تو ثلث سے زیادہ کی وصیت یقیناً لازم آتی ہے جو اس کے علم اور اقرار کے صریح منافی ہے اور ایسی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی کہ اس نے اپنے علم کے موافق ثلث ہی کی وصیت کی ہے پس یہ احتمال تو صراحتہ غلط ہے۔

اب احتمال دو کو لیجئے کہ خیراتی فنڈ کے لئے دو شیئروں کی وصیت کرنے کے بعد باقی کا ثلث نواسوں نواسیوں کو دلوانا چاہتی ہو تو بے شک ممکن ہے کہ اس کا یہ ارادہ اور نیت ہو اور اس کے الفاظ (اس کے بعد جو بچے) اس پر صراحتہ دلالت کرتے ہیں اور اس کے الفاظ (اس کے بعد جو بچے اس میں بموجب شرع محمدی ثلث کا حق مجھے پہنچتا ہے) یہ بتاتے ہیں کہ ثلث کی وصیت کے اختیار ہونے کا جو علم اسے تھا اس میں اس کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ بجائے ثلث جمیع المال کے اختیار ہونے کے وہ ثلث باقی کا اختیار سمجھ گئی یعنی ثلث کی وصیت کے اختیار ہونے کا علم اور وصیت ثلث باقی میں تو جمع ہو جانے کی گنجائش ہے جس کا معنی اس کی غلط فہمی ہو لیکن پہلے معنی لینے کی صورت میں یہ گنجائش بھی نہیں نکل سکتی۔

یہ احتمال بھی مرجوح ہے جیسا کہ آئندہ ظاہر ہو گا لیکن اگر اسے معتبر سمجھا جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ورثہ اجازت دیدیں تو دونوں شیئر خیراتی فنڈ کو اور باقی کا ثلث نواسوں نواسیوں کو دیا جائے اوصیٰ لرجل ربع ماله والا خر بنصف ماله ان اجازت الورثۃ فنصف المال للذی اوصیٰ له بالنصف والربع للموصیٰ له بالربع الخ (عالمگیری) ^(۱) اور اگر وہ اجازت نہ دیں تو دونوں وصیتیں ثلث کل مال میں جاری کی جائیں گی اور اس کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ دونوں شیئروں کی قیمت ثلث کل مال سے کم یا برابر ہو تو شیئروں کی قیمت علیحدہ علیحدہ دیکھ لی جائے کہ کتنی ہے اور باقی کا ثلث علیحدہ دیکھ لیا جائے کہ کس قدر ہے اور پھر ان دونوں میں جو نسبت ہو اسی نسبت کے موافق ثلث جمیع المال کو خیراتی فنڈ اور نواسوں نواسیوں پر تقسیم کر دیا جائے مثلاً شیئروں کی قیمت سات ہزار ہو تو گویا سات ہزار کی وصیت خیراتی فنڈ کے لئے ہوئی اور کل مال اٹھائیس ہزار ہو تو شیئروں کی قیمت نکلنے کے بعد باقی مال اکیس ہزار ہے اس کا ثلث بھی سات ہزار ہوا لہذا نواسوں نواسیوں کے لئے بھی اسی قدر مال کی وصیت ہوئی تو دونوں وصیتوں کی مقدار برابر ہو گئی اس

صورت میں ثلث مال کو نصف نصف تقسیم کر دیا جائے نصف خیراتی فنڈ کو دیا جائے اور نصف نواسوں نواسیوں کو۔ دوسری مثال یہ ہے کہ شیئروں کی قیمت بارہ ہزار اور کل مال چھتیس ہزار اور باقی کا ثلث آٹھ ہزار تو گویا بیس ہزار کی وصیت ہوئی بارہ ہزار کی خیراتی فنڈ کے لئے اور آٹھ ہزار نواسوں نواسیوں کے لئے تو اس صورت میں ثلث مال کو پانچ حصوں پر تقسیم کیا جائے تین حصے خیراتی فنڈ کو اور دو حصے نواسوں نواسیوں کو دیئے جائیں کیونکہ بارہ کو آٹھ سے وہی نسبت ہے جو تین کو دو کے ساتھ ہے۔ تیسری مثال کل مال چھتیس ہزار دو شیئروں کی قیمت چھ ہزار اور باقی کا ثلث دس ہزار ہو تو گویا سولہ ہزار کی وصیت ہوئی جس میں سے دس ہزار کی نواسوں نواسیوں کے لئے اور چھ ہزار کی خیراتی فنڈ کے لئے تو اس صورت میں ثلث کو آٹھ حصوں پر تقسیم کیا جائے پانچ حصے نواسوں نواسیوں کو اور تین حصے خیراتی فنڈ کو دیئے جائیں کیونکہ پانچ کو تین سے وہی نسبت ہے جو دس کو چھ سے ہے۔ وقس علی ہذا۔ ولو لم تجز الورثة تصح من الثلث فیکون بینہما علی سبعة اسهم اربعة للموصیٰ له بالنصف وثلاثة للموصیٰ له بالربع کذا فی خزائنہ المفتیین (عالمگیری) (۱) اجمعوا علی ان الوصایا اذا كانت لا یزید کل واحدة منها علی الثلث بان یوصی لرجل بثلث ماله ولا یربع ماله ولم تجز الورثة ذلك کله ان کل واحد منهم یضرب فی الثلث بجمیع وصیتہ بالغاً ما بلغ ولا یقسم الثلث بینہم بالسویۃ کذا فی المحیط (ہندیۃ) (۲)

دویم یہ کہ شیئروں کی قیمت ثلث کل مال سے زائد ہو تو اس صورت میں خیراتی فنڈ کے لئے صرف ثلث کی وصیت سمجھی جائے گی اور نواسوں نواسیوں کے لئے ثلث باقی کی اور ثلث جمع المال کو پانچ حصوں پر تقسیم کر کے تین حصے خیراتی فنڈ کو اور دو حصے نواسوں نواسیوں کو دیئے جائیں گے۔ شق اول کی دوسری مثال دیکھو اور اس شق کی وہی مثال سمجھو۔ ولو ان رجلاً اوصی بجمیع ماله لرجل ولرجل آخر بثلث ماله ولم تجز الورثة جازت الوصیۃ من الثلث فثلث المال یكون بینہما نصفین وانما یقسم عند ابی حنیفۃ بینہما نصفین لان الموصیٰ له باکثر من الثلث لا یضرب الا بالثلث الخ (عالمگیری) (۳) اب احتمال سوم کو لیجئے وہ یہ کہ خیراتی فنڈ کے لئے دو شیئروں کی وصیت ہو اس کے بعد ثلث جمع مال تک پہنچنے میں جو مقدار باقی ہو اس کی وصیت نواسوں نواسیوں کے لئے سمجھی جائے خاکسار کے نزدیک یہ احتمال قوی اور راجح ہے کیونکہ موصیہ کے الفاظ اور اس کے علم و ارادہ کے ساتھ جس قدر اس کو مطابقت ہے اس قدر پہلے دونوں احتمالوں کو نہیں ہے اور اس تقدیر پر اس کی عبارت کے یہ معنی سمجھو 'میرے جملہ مال و متاع میں سے میری موت کے بعد تجھیں و تکفین و دیگر ضروری اخراجات کے بعد جو کچھ مال باقی رہے اس میں سے سورتی بازار رنگوں کے میرے دو حصے فلاں خیراتی فنڈ میں دیئے جائیں۔

(۱) (عالمگیری: کتاب الوصایا' ۶/ ۹۷ ط ماجدیہ)

(۲) (عالمگیری: کتاب الوصایا' ۶/ ۹۸ ط سعید)

(۳) (عالمگیری: کتاب الوصایا' ۶/ ۹۸ ط ماجدیہ)

اس کے بعد جو بچے اس میں یعنی دو حصے نکلنے کے بعد بقیہ مال میں بموجب شرع محمدی ثلث تک پہنچنے کی مقدار کا حق مجھے پہنچتا ہے اس باقی من ثلث کے ورثہ میں اپنے نواسوں نواسیوں کو جو ہوں ان کو ٹھہراتی ہوں اس باقی من ثلث کے مالک یہ جملہ نواسے نواسیاں ہیں۔ خط کشیدہ الفاظ موصیہ کے ہیں اور درمیانی الفاظ ان کی توضیح کے لئے بڑھائے گئے ہیں۔

متوفیہ کے الفاظ (اس کے بعد جو بچے اس میں الخ) ثلث جمیع مال کے تو صریحی منافی ہیں اور اس کا یہ علم کہ بموجب شرع محمدی ثلث کی وصیت کا اختیار ہوتا ہے اس بات کی دلیل ہے کہ دو شیئروں کے بعد ثلث باقی کی وصیت مقصود نہیں بلکہ باقی من الثلث یعنی ثلث تک پہنچنے میں جو مقدار باقی ہو اس کی وصیت کرنی مقصود ہے تاکہ اس کا علم و عمل مطابق رہے اور اس صورت میں کسی غلط فہمی کی نسبت بھی متوفیہ کی طرف کرنی نہیں پڑتی۔

لیکن یہ احتمال اس صورت میں جاری ہو سکتا ہے کہ دونوں شیئروں کی قیمت ثلث جمیع المال سے کم ہو اور اگر دونوں شیئروں کی قیمت ثلث جمیع المال کے برابر یا زائد ہو تو عمل کے لئے احتمال ثانی متعین ہے پس اگر دونوں شیئروں کی قیمت ثلث جمیع المال سے کم ہو تو خاکسار کے نزدیک یہی احتمال راجح ہے اور اس صورت میں اجازت ورثہ کی ضرورت نہیں وصیت اپنی اسی بیان کردہ صورت سے جاری کر دی جائے۔ ولو قال ثلث مالی لفلان و فلان لفلان مائة و لفلان مائة و خمسون و الثلث ثلثمائة فلكل واحد ما سمي و الباقي بينهما نصفان کذا فی محیط السرخسی (عالمگیری) ^(۱)

موصیہ کی موت کے وقت دونوں بیٹیوں کی جس قدر اولاد موجود ہوگی اور جو حمل ہوگا بشرطیکہ بعد موت موصیہ چھ ماہ کے اندر پیدا ہو جائے وہ سب وارث ہوں گے کیونکہ موصیہ کے الفاظ یہ ہیں کہ (میرے نواسوں نواسیوں کو جو ہوں) اور یہ الفاظ موصی لہم کو معین نہیں کرتے پس وصیت غیر معین کے لئے ہوئی اور ایسی حالت میں صحتہ ایجاب کے لئے یوم موت موصی معتبر ہے۔ و کذا اذا وصی لبنی فلان و لیس له ابن یوم الوصیۃ ثم حدث له بنون و مات الموصی فالثلث لہم وان کان له بنون یوم الوصیۃ ولم یسمہم ولم یشر الیہم فالثلث للموجودین عند موته ولو کانوا غیر الموجودین وقت الوصیۃ وان سماہم و اشار الیہم فالوصیۃ لہم حتی لو ماتوا بطلت لان الموصی له معین فمعتبر صحة الایجاب یوم الوصیۃ اہ ملخصا و بہ ظہران ما فی الدر لمن اعتبار یوم الموت لصحة الایجاب انما هو لكون الموصی له غیر معین لان قوله ولد بکرا و فقراء و لدہ او من افتقر غیر معین اذ لا تسمیۃ ولا اشارۃ الخ (رد المحتار) ^(۲) موصیہ کی موت کے وقت سے جو چھ چھ مہینے سے زائد میں پیدا ہوا ہو یا موصیہ کی موت کے بعد حمل قرار پایا ہو وہ وارث نہ ہوگا نواسے نواسیوں کو

(۱) (عالمگیری: کتاب الوصایا ۶/ ۹۸ ط ماجدیہ)

(۲) (رد المحتار: باب الوصیۃ بثلث المال ۶/ ۶۷۳ ط سعید)

برابر سے حصہ دیا جائے گا نہ کرو مؤنث کا کوئی فرق نہ ہوگا۔ ولولد فلان فہی للذکر والانثی سواء کان اسم الولد یعم کل حتی الحمل (درمختار)^(۱)

(۱) واقف کے مقرر کردہ متولیوں کی وفات کے بعد کون متولی ہو سکتا ہے؟

(۲) وقف کے متولی اپنی مرضی کے مطابق وصیت کی رعایت کرتے ہوئے خرچ کر سکتے ہیں!

(۳) متولیوں کی خیانت سے وصیت باطل نہیں ہوتی!

(۴) کیا وصیت کرنے والے کے کہنے کے خلاف وصیت کا نفاذ ہو سکتا ہے؟

(۵) ثلث کی مقدار تک غیر منقولہ جائیداد میں وصیت نافذ ہوگی!

(۶) وصیت کے لئے مکان کی تقسیم پر وصیت شدہ مال سے خرچ کرنا!

(سوال) ایک شخص بعد از وصیت (جو وصیت نامہ ملحقہ کو اغذہ میں بالتصریح بیان کی گئی ہے) اور بعد از تقرر دو متولیان نقد روپیہ کی ایک معقول رقم چھوڑ کر مر گیا ہے متولیان مقرر شدہ از روئے وصیت نامہ نے حسب منشاء وصیت رقم متروکہ میں سے ایک ثلث الگ کر کے باقی دو ثلث اس کے ورثہ موجودین میں حسب قواعد شرعیہ تقسیم کر دیئے اور رقم ثلث علیحدہ کردہ سے ایک مکان خرید لیا جس کا کرایہ دس برس تک ایک متولی کے پاس جمع ہوتا رہا لیکن بموجب وصیت جن دو صیغوں میں وہ روپیہ آمدنی دینا چاہیے تھا ان میں سے ایک کو بھی نہیں دیا گیا بلکہ یہ عذر پیش کر کے کہ مکان خرید شدہ کمزور تعمیر و مرمت ہے اور اسی میں وہ رقم آمدنی صرف کرنا ضروری ہے وہ کل آمدنی دہ سالہ اس متولی نے اپنے ہی پاس رکھ لی پھر بعد از انتقال اس متولی کے چار سال تک متولی دوم اس مکان کا کرایہ وصول کرتے رہے اور انہوں نے بھی اپنے مصاحب پیش رو کے مطابق عمل ہر دو صیغہ ہائے مذکورہ کو کچھ نہیں دیا۔ بلکہ بعد ازاں مسموع ہوا کہ یہاں سے قریباً دو سو میل دور ایک مقام بنام شرمیو میں اس رقم جمع شدہ اور کسی دوسرے وقف کی رقم سے متولی دوم نے اپنی قوم کے مسافرین کی فردو گاہ کے لئے ایک مسافر خانہ خرید کر لیا ہے اور اس کے متعلق ایک وقف نامہ بھی مشعر مطالب ذیل تحریر کر دیا ہے۔

”مسافر خانہ چونکہ خرید کنندہ نے بذاتہ خرید کیا ہے اس لئے اس کی اولاد میں نسل بعد نسل مسافر خانہ مذکور کے متولی ہو سکتے ہیں۔“

آخر ان ہر دو متولیان متذکرہ صدر کے انتقال کے بعد بغرض حساب فہمی روپیہ آمدنی مذکورہ بالا اور نیز بارادہ حصول تولیت موصی مرحوم کے تین وارثوں نے یہاں عدالت میں درخواست پیش کی جس کے برخلاف ہر دو صیغہ محولہ بوصیت نامہ یعنی رائدیر کی انجمن حمایت اسلام اور رنگون کے سورتی مدرسے کی جانب سے ایک شخص نے یہ اعتراض اسی عدالت میں پیش کر دیا ہے کہ اس آمدنی ثلث کے مصرف حسب منشاء

وصیت نامہ یہ دو صیغے ہیں اس لئے اس وقف شدہ مکان کی آمدنی کا انتظام مذکورہ بالا ہر دو صیغے کے ٹرٹی کے ہاتھ میں رہنا چاہیئے۔ زائد برائے تولیت مکان مذکور کا استحقاق بھی انہیں دو صیغوں کو حاصل ہونا چاہیئے۔ چونکہ موصی مرحوم نے اپنی زندگی میں اپنے ورثہ کو متولیان وقف نہیں بنایا ہے اور نیز بعد از انتقال ہر دو متولیان مقرر کردہ پھر کس کو متولی قرار دینا اس امر میں بھی اپنے ورثہ کے متعلق کچھ اشارہ تک نہیں کیا ہے بلکہ ابتداء سے ہی اغیار کو متولی بنایا ہے اس سے پلایا ہے کہ تولیت کے حصول کا کچھ حق ورثہ کو نہیں ہے وغیرہ ہجھوں اعتراضات شخص مذکور کی طرف سے عدالت میں داخل کر دیئے گئے ہیں جس پر حاکم مجاز نے یہ فیصلہ سنایا کہ وارثوں کی درخواست میں چونکہ پہلا مطالبہ حساب کے متعلق ہے اور پھر حصول تولیت کا اس لئے بعد از انفصال معاملہ اولیٰ بروقت سماعت حقوق تولیت شخص مذکور کے پیش کردہ اعتراضات پر بھی غور کیا جائے گا فقط۔ موصی مرحوم کے دو وارث اور بھی ہیں جو مقدمہ بالا میں شریک نہیں ہیں اب ایک مقدمہ اپنی طرف سے قائم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں چنانچہ اس وقف ٹلٹ کے متعلق ان کے اعتراضات حسب ذیل ہیں :

(۱) موصی مرحوم نے ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ نقد چھوڑا ہے اس لئے نقد مذکور میں سے بطور وقف ایک ٹلٹ علیحدہ کیا ہو خلاف قاعدہ یا خلاف دستور گنا جاتا ہے۔

(۲) تاہم حسب ہدایات مصرحہ وصیت نامہ کوئی فیض ٹلٹ مذکور کی آمدنی سے جاری نہیں ہوا ہے۔
(۳) بنا بر ہر دو بواعث رقم جمع شدہ متنازعہ فیہا وارثوں میں ہی تقسیم کر دی جائے اور مسبوق الذکر تین وارثوں نے جو درخواست داخل عدالت کی ہے اس میں حسب ذیل چار باتیں پائی جاتی ہیں۔

(۱) ہر دو متولیان وفات یافتہ کے ورثہ کے پاس سے فنڈ مذکورہ بالا کا حساب طلب کیا جائے۔
(۲) متولی اول کے ورثہ حساب بتانا قبول کرتے ہیں پس ان کے پاس فنڈ کی جمع شدہ رقم بعد از حساب فہمی وصول کر کے مکان کہنہ محلہ بالا کی تعمیر میں صرف کر دی جائے۔

(۳) اب اس آمدنی وقف بالا کا انتظام عمدہ طور پر چلانے کے لئے ایک باقاعدہ اسکیم تیار کرنا چاہیئے
(۴) انتظام فنڈ وقف مذکورہ بالا کے لئے موصی مرحوم کے قبیلہ میں سے دو لائق اشخاص کے ساتھ راندیری سنی بوہرہ قوم میں سے ایک تیسرا وہ شخص بھی منتخب ہو جس کے حق میں داخلی خاندان یعنی قبیلہ مذکور سفارش کرے اور پھر اسی طور پر بروقت ضرورت ہمیشہ انتخاب ہوتا رہے۔

الحاصل ہر دو فریق نے اپنے اپنے مطالبہ اور خواہشات کے ساتھ دلائل ظاہر کر دیئے ہیں پس نظر بہ امور بیان شدہ بالا اب ہمارے خیال کے مطابق جو سوالات پیدا ہوئے ہیں وہ بھی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) چونکہ منجانب موصی مرحوم مقرر شدہ ہر دو متولیوں کا انتقال ہو چکا ہے اس لئے اب وقف مذکورہ کی تولیت کا حق کس کو پہنچتا ہے آیا افراد قبیلہ موصی اس کے مستحق ہیں یا ان ہر دو صیغوں کے منتظمین جن پر آمدنی وقف مذکورہ صرف کرنا موصی مرحوم نے اپنے وصیت نامہ میں لازم کر دیا ہے۔

(۲) جب کہ موصی مرحوم نے اپنے وقف کردہ ٹلٹ کی آمدنی کا مصرف انہیں دو صیغوں کو قرار دیا ہے

تو کیا ان کے منتظمین استحقاق حصول آمدنی مذکورہ بالا کے علاوہ اس وقف کی تولیت و انتظام میں شریک ہونے کے مجاز ہو سکتے ہیں؟

(۳) موصلی مرحوم کی وصیت ہے کہ آمدنی وقف ہر دو صیغوں میں علی التساوی تقسیم کر دی جائے یا حسب ضرورت و احتیاج ایک کو اگر متولیان کچھ زیادہ دینا بہتر سمجھیں تو دوسرے کو اسی قدر کم کر دیں اور اب ہر دو صیغوں کے منتظمین اس آمدنی کو علی التساوی تقسیم کرانا چاہتے ہیں تو کیا ان کے حسب منشا تصفیاً تقسیم ہونا چاہیے؟

(۴) موصلی مرحوم نے چونکہ نقد روپیہ چھوڑا تھا اس لئے اس میں سے ایک ثلث نکال کر متولیوں نے اس رقم وقف سے ایک مکان خرید لیا، لیکن بارہ سال گزر گئے تاہم ابھی تک اس وقف کی آمدنی میں سے حسب منشا موصلی مرحوم ان ہر دو صیغوں میں سے ایک کو بھی کچھ فیض نہیں پہنچایا گیا تو کیا ایسے تساہل سے اس ملکیت پر اب وقف کا اطلاق نہیں ہو سکتا اور اگر واقعی نہ ہو سکتا ہو تو پھر شرع شریف آیا یہ حکم بھی دے سکتی ہے کہ اس وصیت نامہ کو توڑ دیں اور ثلث مذکورہ بالا سے برآمد شدہ ملکیت اور اس کی آمدنی کو ورثہ موصلی مرحوم آپس میں تقسیم کر لیں اور وصیت کو کالعدم سمجھیں۔

(۵) متولی اول کے ورثہ کے پاس حساب رقم آمدنی وقف مذکورہ موجود ہے اور وہ حساب بتانے اور رقم مذکورہ حوالہ کر دینے پر رضامند بھی ہیں۔ لیکن دوسرے متولی کے ورثہ اپنے پاس جمع شدہ رقم کا حساب دکھانا اور رقم حوالہ کر دینا قبول نہیں کرتے اور یہ امر قبل ازیں ذہن نشین ناظرین کر دیا گیا ہے کہ اس دوسرے متولی نے اپنی زندگی میں رقم آمدنی مذکورہ میں کچھ رقم دوسرے اوقاف کی ملا کر اس سے شرمیمہ میں اپنی قوم کے مسافروں کی فرودگاہ کے لئے ایک مکان خرید لیا ہے اور اس کو وقف قرار دیکر اس کی تولیت کا حق نسل بعد نسل اپنی ہی اولاد کے لئے محفوظ کر دیا ہے تو کیا وہ مسافر خانہ وقف گنا جاسکتا ہے اور اگر گنا جائے تو کیا ہر دو صیغہ ہائے مسبوق الذکر کے منتظمین یا داخلی قبیلے میں سے وہ شخص جو ثلث والے متنازعہ فیہا کی تولیت میں شریک ہو گیا ہو اس مسافر خانہ کی تولیت میں شریک ہونے کا حق رکھتے ہیں؟

(۶) موصلی مرحوم نے علاوہ تجویز تقسیم آمدنی ثلث مذکورہ کے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ اس کی ملکیت کے فلان فلان مکان انجمن حمایت اسلام راندر فنڈ کو دیئے جائیں یہ تحریر یعنی وصیت نامہ باقاعدہ قابل پذیرائی و تعمیل ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(۷) متوفی متولی اول کے ورثہ کے پاس جس قدر رقم آمدنی وقف مذکورہ بالا جمع ہے اس کو بعد از وصول اس وقف کہنہ مکان کی تعمیر میں خرچ کر دینا چاہیے یا کہ ہر دو صیغہ محولہ بالا میں تقسیم کر دینا چاہیے ان دو امور میں سے کون عند الشرع افضل والزم ہے؟

وصیت نامہ مترجمہ از عبارت گجراتی بزبان اردو۔

اوصیکم بتقوی اللہ - میں المسمی بہ محمد ابراہیم جی داخلی حالت ثبات عقل و درستی حواس اپنی جانب سے بذریعہ تحریر ہذا وصیت مشرحہ ذیل پیش کرتا ہوں جس پر بعد انقطاع رشتہ میری حیات کے آپ دو

حضرات مسمیان میاں ابراہیم علی ملا اور جناب حاجی محمد یوسف اسمعیل صاحبان عمل پیرا ہوں۔ میرا سرمایہ ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ ہے۔ بدین تفصیل مقیمان رنگون سی ٹی ایل سول اپاچی کے پاس جمع ہے۔ اسی ہزار روپیہ ایم، آر، اے، آر، کرپن چٹی کے پاس پچاس ہزار روپے۔ یہ دونوں رقمیں جڑ کر کل مبالغہ ایک لاکھ تیس ہزار ہوتے ہیں اس رقم مجموعی میں سے ایک ثلث کا حق وصیت مجھ کو از روئے شریعت محمدی حاصل ہے آپ ہر دو حضرات اپنے پاس رکھ لیں (اس کا مصرف ذیل میں بیان کیا جائے گا) اور باقی ماندہ دو ثلث از روئے قانون وراثت شرع میرے ورثہ میں تقسیم فرمادیں دیگر آنکہ میری ملکیت کا ایک مکان ہے واقعہ ڈومری محلہ قصبہ راندیر اور ایک دوسرا مکان میرے نانا صاحب صالح بھائی دودھا کا ہے واقعہ محلہ پارسی بارہ قصبہ راندیر اس میں سے وہ حق جو میری والدہ کے حصے سے مجھ کو حاصل ہو سکتا ہے یہ دونوں راندیر کی حمایت اسلام کو عطا فرمائیں اور ثلث مذکورہ بالا کے متعلق حسب ہدایت ذیل عمل فرمائیں یعنی ایک جائیداد ثلث متذکرہ صدر سے خرید کر لی جائے اور اس جائیداد سے جو آمدنی سالانہ ہو اس کو صرف کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ رنگون میں راندیری سنی بوہرہ جماعت کا جو سورتی مدرسہ مشہور ہے اور قصبہ راندیر میں اسی قوم کی جو انجمن حمایت اسلام ہے ان ہر دو قومی صیغوں میں سے جس جگہ آپ ہر دو صاحبان بہتر سمجھیں وہاں رقم آمدنی محولہ بالادیں یا دونوں میں علی التساوی تقسیم فرمائیں (میری اس وصیت پر عمل فرماتے رہنے سے) آپ ہر دو صاحبوں کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے گا بالآخر یہ بھی ظاہر کئے دیتا ہوں کہ قصبہ راندیر میں مسماۃ رسول بی بی ہاشم قاضی کو میں نے بتاریخ ۲۸ مارچ ۱۸۸۹ء فارغ خطی دی ہوئی ہے اس لئے اس کا کچھ بھی حق اب باقی نہیں رہا۔ فقط محررہ بمقام کلکتہ سی ام ماہ اگست ۱۹۰۳ء العبد محمد ابراہیم جی داخلی گواہ شد موسیٰ جی احمد صاحب جی گواہ شد قاسم اسمعیل جی مودن گواہ شد غلام اسمعیل یعقوب جی۔

(جواب ۵۴۱) (۲) جب کہ واقف کے مقرر کردہ متولی انتقال کر چکے تو اب واقف کے خاندان کے لوگوں میں سے جو تولیت کی صلاحیت رکھتا ہو وہ متولی بنائے جانے کا مستحق ہے اور اجانب سے اقارب کا حق مقدم ہے ہاں اگر اقارب میں سے کوئی شخص تولیت کی صلاحیت رکھنے والا ہی نہ ملے تو اجنبی لوگوں میں سے کسی لائق شخص کو متولی بنایا جاسکتا ہے وہ دونوں صیغے جن پر واقف نے خرچ کرنے کی شرط کی ہے ان صیغوں کے منتظمین کا تولیت میں جب تک کہ واقف کی اولاد واقارب میں سے کوئی شخص لائق تولیت پایا جائے کوئی خاص استحقاق نہیں وفي الاصل الحاکم لا يجعل القيم من الاجانب مادام من اهل بیت الواقف من يصلح لذلك وان لم يجد منهم من يصلح و نصب غیر ہم ثم وجد منهم من يصلح صرفہ عنہ الی اهل بیت الواقف کذا فی الوجیز (عالمگیری) (۱) وما دام احد يصلح للتولية من اقارب الواقف لا يجعل المتولی من الاجانب لانه اشفق (درمختار) (۲)

(۱) (عالمگیری) کتاب الوقف ۲/۱۲ ط ماحدیہ

(۲) (الدر المختار) باب الوقف ۴/۲۴ ط سعید

(۳) وصیت نامہ کے یہ الفاظ ہیں (ان ہر دو قومی صیغوں میں سے جس جگہ آپ ہر دو صاحبان بہتر سمجھیں وہاں رقم آمدنی محولہ بالادیں یا دونوں میں علی التساوی تقسیم فرمادیں) اس عبارت میں متولیوں کو اختیار دیا گیا ہے کہ دونوں میں سے جہاں بہتر سمجھیں دیں یا دونوں میں برابر تقسیم کر دیں پس اسی طرح متولیوں کو اختیار رہے گا دونوں صیغوں کے منتظمین کو برابر تقسیم کرنے کا مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے اور چونکہ مصرف معین کر دیا گیا ہے اس لئے وصیوں کی موت مبطل وصیت نہیں ہو سکتی ان کی جگہ دوسرے متولی قائم مقام ہو سکتے ہیں مات احدهما اقام القاضی الاخر مقامہ او ضم الیہ اخر ولا تبطل الوصیۃ (درمختار) ^(۱) لو قال جعلت ثلث مالی للمساکین یضعہ الوصیان حیث شاء امن المساکین فمات احدهما یجعل القاضی وصیا اخرہ (ردالمحتار) ^(۲) یجب اتباع شرط الواقف (درمختار) ^(۳) اذا مات المتولی المشروط له بعد الواقف فالقاضی ینصب غیرہ (ردالمحتار) ^(۴)

(۴) موصلی مرحوم کی یہ وصیت واجب النفاذ لازم العمل ہے اور اس کے ایک حصے پر متولیوں نے عمل بھی کر لیا ہے کہ ثلث کی مقدار روپے سے جائیداد (مکان) خرید لی ہے اس کے بعد اگر متولیوں نے موافق وصیت اس کی آمدنی کو خرچ نہ کیا تو اس سے صحت وصیت پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا بلکہ خود متولی واجب العزل تھے کیونکہ ان کی خیانت یا تساہل یا بجز ظاہر ہو گیا تھا وصیت و وقف دونوں بحال خود صحیح ہیں وقف کی جو وصیت کہ مضاف الی ما بعد الموت ہو وہ اگرچہ بحیثیت وقف نہ سہی لیکن بحیثیت وصیت لازم و نافذ ہو جاتی ہے پس یہ وصیت لازم و نافذ ہے او بالموت اذا علق بہ کاذاً مت فقد وقفت داری علی کذا فالصیح انہ کو صیۃ تلزمہ من الثلث بالموت لا قبلہ قلت ولو لوارثہ وان ردہ (درمختار) ^(۵) یعنی یہ وصیت لازم ہو جاتی ہے اور ثلث مال سے صحیح ہوتی ہے اگرچہ وارث رد کر دیں۔

(۵) دوسرے متولی کا اس جمع شدہ رقم سے مکان خریدنا اس وقف کے لئے صحیح نہیں ہوا کیوں کہ اسے اختیار نہیں دیا گیا پس اس مکان کی بیع خود اس کے حق میں لازم ہوئی اور اس مکان موقوف کی آمدنی کا روپیہ اس کے ذمہ واجب الادا ہوا جو اس کے اپنے مال سے وصول کیا جاسکتا ہے اور نیز دونوں متولیوں کے وفات پانے کے بعد ان کے وارثوں کو تولیت کا کوئی حق نہیں ہے بلکہ اولاد واقف یا اس کے اقارب مستحق تولیت ہیں دوسرے متولی نے اگرچہ خریدے ہوئے مسافر خانہ کی تولیت کا حق نسل بعد نسل اپنی اولاد کے لئے محفوظ

(۱) الدر المختار، باب الوصی ۶/۶ ط سعید

(۲) (ایضاً بحوالہ بالا)

(۳) (ردالمحتار، باب الوقف ۴/۲۳ ط سعید)

(۴) (ایضاً)

(۵) (الدر المختار، باب الوقف ۴/۳۴۴ ط سعید)

کیا ہے لیکن اول تو اس مسافر خانہ کا تعلق اس وقف اول ہے نہیں ہے بلکہ خود متولی دوم کے ذمے اس کی قیمت ہے اور وقف اول کے روپے کا وہ خود ضامن ہے۔ دوم یہ کہ چونکہ متولی دوم کی خیانت صاف طور پر ظاہر ہو گئی اس لئے وہ خود بھی واجب العزل ہو گیا تھا اور اس کا اپنی اولاد کا متولی بنانا وقف اول کے حق میں صحیح نہیں ہوا سوم یہ کہ وہ خود وصی تھا اور اس نے اپنی اولاد کو بھی وصی بنایا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ حالت صحت میں بنایا ہے اور یہ غیر معتبر ہے وصی اپنے مرض موت میں دوسرے کو وصی بنا سکتا ہے حالت صحت میں نہیں۔ اما عزل الخائن فواجب (درمختار) ^(۱) والا ای وان لم یکن التفویض له عامالا یصح وانما یصح اذا فوض فی مرض موتہ لا نہ بمنزلۃ الوصی وللوصی ان یوصی الی غیرہ (ردالمحتار ملتقطاً) ^(۲)

(۶) اگر وہ دونوں مکان ثلث کی مقدار میں داخل ہوں تو وصیت صحیح ہوگی ورنہ مقدار زائد عن الثلث میں باطل ہو جائے گی۔ ^(۳)

(۷) اگر مکان موقوف بالوصیت میں تعمیر کی حاجت ہے تو جمع شدہ روپے کو اول اس کی تعمیر میں خرچ کرنا چاہئے اور اگر تعمیر کی حاجت نہیں تو موقوف علیہم کو دیدینا چاہئے۔ ویدامن غلثہ بعمارتہ وان لم یشرط الواقف لشوئہ اقتضاء و تقطع الجهات للعمارة ان لم یخف ضرر بین الخ (درمختار) ^(۴)

جج بدل اور مال کے لئے کی ہوئی وصیت کا حکم

(سوال) عابدہ اپنی زندگی میں اپنے کل مال (پانچ یا چھ ہزار) میں تیسرے حصہ کی اپنی ماں اور اپنے جج بدل کے لئے وصیت کر گئی کیا وہ وصیت جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۵۸ بینکار عبدالرحمن (نارتھ ارکاٹ) ۲۱ جمادی الآخر ۱۳۵۲ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء۔

(جواب ۵۴۵) ماں کے لئے وصیت اس لئے جائز نہ ہوگی کہ ماں وارث ہے ^(۵) ہاں جج بدل کی وصیت ثلث میں سے کر دینے کی صحیح ہے ثلث ترکہ میں سے جج بدل کر دیا جائے گا۔ ^(۶) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔

(۱) کیا وصیت کرنے والے کا مال اس کی بتائی ہوئی ترتیب سے خرچ ہوگا؟

(۲) نمازوں کا فدیہ کے طور پر دین معاف کرنا

(سوال) (۱) ہندہ نے اپنے مرض الموت میں وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میری فلائی زمین

(۱) (الدر المختار، باب الوصی ۶/۷۰ ط سعید)

(۲) (ردالمحتار، باب الوقف ۴/۲۵ ط سعید)

(۳) لا تجوز الوصیۃ بما زاد علی الثلث (اللباب للمیدانی ۲/۳۶۷)

(۴) (الدر المختار، باب الوقف ۴/۳۶۸ ط سعید)

(۵) لقولہ علیہ السلام: لا وصیۃ لوارث (رواہ الترمذی، ابواب الوصایا ۲/۳۲ ط سعید)

(۶) لقولہ علیہ السلام: الثلث والثلث کثیر (ابن ماجہ، باب فی وصیۃ الثلث ص ۱۹۹ ط میر محمد)

فروخت کر کے جس کی قیمت تخمیناً ایک ہزار روپے کی ہے میری جانب سے حج کرانا اور میری فلاحی زمین جس کی قیمت تخمیناً پانچ سو روپیہ کی ہے فروخت کر کے ایک عربی مدرس کو قرآن پاک کی تعلیم کے واسطے رکھنا اور میری فلاحی زمین جس کی قیمت پانچ سو روپیہ ہے میرے ذوی الارحام میں سے فلاں فلاں اشخاص کو دینا اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ہندہ کی کل زمین کا اندازہ دو ہزار روپیہ تک کا ہے اور ہندہ کے ورثا بھی موجود ہیں ماں حقیقی، بھائی، بہن، ہندہ نے اپنی کل زمین کی وصیت تین نوع پر کر کے انتقال کر چکی۔ اب ایسی صورت میں ثلث مال سے فقط حج ہی کر لیا جائے اور باقی نوع کو ایسا ہی چھوڑ دیا جائے یا تینوں نوع پر حصہ وار تقسیم کیا جائے اگر تینوں نوع پر حصہ وار تقسیم کیا جائے تو حج کے لئے وہ روپیہ کفایت نہیں کر سکتا تو ایسے وقت از روئے شرع شریف کیا صورت اختیار کی جائے آیا وہ روپیہ جو حج کے لئے ہے اس کو جہاں سے وہ روپیہ کفایت کر سکتا ہے وہاں سے آدمی روانہ کیا جائے یا مکہ معظمہ جو جانے والا ہو اس کے ہمراہ روپیہ بھیج کر کسی مکانی سے حج کر لیا جائے۔

(۲) ہندہ کا زید پر قرض آتا ہے مگر زید نادار ہونے کی وجہ سے قرض ادا کرنے سے مجبور ہے اس پر ہندہ نے کہا کہ میرے ذمہ جتنی نمازیں قضا ہو چکی ہیں ان کے فدیہ میں یہ مقروضہ روپیہ تم کو میں نے دیدیا زید نے تسلیم کر لیا تو کیا یہ ہندہ کی نماز کا فدیہ ہو جائے گا یا نہیں اور زید قرض سے بسکدوش ہو جائے گا یا نہیں؟

المستفتی نمبر ۱۴۱۷ شمس الدین صاحب (مانڈلے برما) ۱۵ صفر ۱۳۵۲ھ م ۲۷ اپریل ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۴۶) اس صورت میں مرحومہ کی وصیت چار چیزوں پر مشتمل ہے حج، عربی مدرس برائے تعلیم قرآن، خاص خاص ذوی الارحام کو دینے کی وصیت کفارات نماز و روزہ میں زید کو بہہ دین لہذا اس کا ثلث ترکہ ان چاروں پر اس نسبت سے تقسیم ہو گا جو اس نے خود قائم کی ہے مثلاً حج کے لئے ایک ہزار روپیہ یعنی دو سہم تعلیم قرآن کے لئے پانچ سو روپیہ یعنی ایک سہم اور ذوی الارحام کے لئے پانچ سو روپیہ یعنی ایک سہم اور کفارہ یعنی فدیہ نماز و روزہ کے لئے (اگر رقم قرض پانچ سو روپیہ ہو) ایک سہم پھر ذوی الارحام کا سہم تو ان کو دیدیا جائے گا اور تعلیم قرآن و حج اور فدیہ کے سہام جمع کر کے اول حج کے مصارف لئے جائیں اگر کچھ بچے تو فدیہ نماز و روزہ میں دیدیا جائے اس سے بچے تو تعلیم قرآن کے لئے مدرس مقرر کیا جائے۔

(۲) اس کا جواب نمبر ۱ میں آگیا زید قرض سے اسی مقدار میں بسکدوش ہو گا جو فدیہ نماز و روزہ کے

حصہ میں آئے گی۔^(۱) محمد کفایت اللہ کان اللہ لدہ دہلی۔

(۱) (اذا اجتمع الوصایا) اعلم ان الوصایا الی قوله وما لله تعالى فان كان كله فرائض كالزكاة والحج او واجبات كالکفارات والنذور و صدقة الفطر او تطوعات كالحج التطوع والصدقة للفقراء يبدأ بما يبدأ به الميت وان اختلطت يبدأ بالفرائض قدمها الموصی او اخرها ثم بالواجبات و ما جمع فيه بین حقه تعالى وحق العباد فانه يقسم الثلث على جميعها و يجعل كل جهة من جهات القرب مفردة بالضرب (الدرا المختار) کتاب الوصایا ۶/۶۶ ط سعید

پوتی کے لئے باپ والا حصہ وصیت کرنا جائز ہے

(سوال) زید فوت ہو گیا ہے اور اس کے ورثا میں سے تین لڑکے ایک لڑکی اور ایک زوجہ حقدار ہیں اور ایک لڑکا باپ کی زندگی میں فوت ہو چکا ہے لیکن اس کی ایک لڑکی جس کی عمر دو سال ہے زندہ ہے اب زید چونکہ پڑھا لکھا مسائل سے واقف تھا لہذا اس نے اپنی پوتی کے حق میں جس کا باپ زید کی زندگی میں فوت ہو چکا تھا وصیت کی ہے جس کے الفاظ درج ذیل ہیں۔ زید کے فوت شدہ لڑکے کا نام خلیل تھا لہذا زید نے بوقت فوتیدگی یہ الفاظ کہے کہ اس لڑکی کو خلیل کا حصہ دینا اور اس کو خلیل کی جگہ سمجھنا کیونکہ موجودہ اولاد زید کی پہلی بیوی سے تھی لہذا زید کو اس کی موجودہ زوجہ نے کہا کہ میرے حق میں کچھ کر جاؤ تو زید نے جواب میں کہا کہ تیرے حق میں کیا وصیت کروں تو خود حق دار ہے یعنی شرعاً و توارث ہے لیکن لڑکی کے حق میں جو قیمہ تھی مندرجہ بالا وصیت کی اب دریافت طلب یہ چیز ہے کہ کیا زید کا یہ کہنا کہ لڑکی کو خلیل کا حصہ دینا اور اس کو خلیل کی جگہ سمجھنا بایں الفاظ یہ وصیت صحیح ہے یا نہیں؟ عمر و کتا ہے کہ خلیل چونکہ اب خود وارث نہیں رہا اور یہ الفاظ لڑکی کو وارث قرار دیتے ہیں اور شرعاً پوتی وارث نہیں ہوتی لہذا یہ وصیت ناجائز ہے لیکن بحر یہ کہتا ہے کہ زید پڑھا لکھا مسائل سے واقف عامل شخص تھا اس نے اسی بنا پر پوتی کے حق میں خصوصیت سے یہ الفاظ کہے ہیں وہ جانتا تھا کہ اس کو ورثہ نہیں پہنچتا وصیت کے طور پر اس کو کچھ مل سکتا ہے اس لئے علی وجہ البصیرۃ پوتی کے حق میں وصیت کی ہے اور جسکو شرعاً ورثہ ملنا تھا یعنی زوجہ کو تو اس کے حق میں باوجود اس کے اصرار کے جز اس کے کچھ نہیں کہا کہ تو تو حقدار ہے تیرے لئے کیا کہوں اب آپ فرمائیں کہ عمر بحر دو میں سے کس کی دلیل قوی اور راجح ہے اور لڑکی یعنی پوتی کو زید کے قول پر عمل کر کے اس کے باپ کے حصہ کے مطابق داد کی جائیداد سے بقدر وصیت دینا چاہیے یا نہیں؟ المستفتی نمبر ۱۹۵۳ عبید اللہ صراف (فیروز پور سٹی) ۱۲ شعبان ۱۳۵۶ھ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۷ء

(جواب ۵۴۷) بحر کا قول صحیح ہے کہ یہ وصیت صحیح اور معتبر ہے۔^(۱) اور پوتی کو اس کے باپ کے حصہ کے برابر ترکہ میں سے بحق وصیت دیا جائے گا چونکہ یہ وصیت ثلث ترکہ سے یقیناً کم ہے اس لئے پوری مقدار معتبر ہے۔^(۲) فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔

تم الجزء الثامن من كفاية المفتی ویلیه الجزء التاسع اوله كتاب الحظر والا باحة

(۱) ویستحب ان یوصی الانسان بدون الثلث سواء كانت الورثة اغنیاء او فقراء کذا فی الهدایة (عالمگیریہ) کتاب الوصایا ۶/ ۹۰ ط ماجدیہ

(۲) لقولہ علیہ السلام: الثلث والثلث کثیر (ابو داؤد شریف) ۲/ ۳۹ ط امدادیہ ملتان

تفاسیر و علوم قرآنی اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر دارالاشاعت کی مطبوعہ کتب ایک فہرست

تفاسیر و علوم قرآنی

تفسیر عثمانی بطر تفسیر مع عنوانات جدید کتابت ۲ جلد	علامہ شبیر احمد عثمانی، اساتذہ اہل جناب محمد علی رازی
تفسیر مظہری اردو ۱۲ جلدیں	قاضی محمد شفیع اللہ پانی پتی
قصص القرآن ۴ حصے در ۲ جلد کامل	مولانا حفص الرحمن سیو حاروی
تاریخ ارض القرآن	علامہ سید سلیمان ندوی
قرآن اور ماحولیات	انجینئر شفیع حیدر شاہ
قرآن سائنس اور تہذیب و تمدن	ڈاکٹر محبت انیس میاں قادری
لغات القرآن ۶ جلد کامل	مولانا عبدالرشید نعمانی
قاموس القرآن	قاضی زین العابدین
قاموس الفاظ القرآن الکریم (عربی انگریزی)	ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی
سکک البیان فی مناقب القرآن (عربی انگریزی)	حبان پینرس
امسال قرآنی	مولانا اشرف علی تھانوی
قرآن کی باتیں	مولانا احمد سعید صاحب

حدیث

تفہیم البخاری مع ترجمہ و شرح اردو ۳ جلد	مولانا خورشید علی اعظمی، فاضل دیوبند
تفہیم المسلم ۳ جلد	مولانا زکریا اقبال، فاضل دارالعلوم کراچی
جامع ترمذی ۲ جلد	مولانا فضل احمد صاحب
سنن ابوداؤد شریف ۳ جلد	مولانا سرور احمد صاحب، مولانا خورشید عالم قاسمی صاحب، فاضل دیوبند
سنن نسائی ۳ جلد	مولانا فضل احمد صاحب
معارف الحدیث ترجمہ و شرح ۳ جلد	مولانا محمد منظور نعمانی صاحب
مشکوٰۃ شریف مترجم مع عنوانات ۳ جلد	مولانا عابد الرحمن کاندھلوی، مولانا عبداللہ حبیب اوید
ریاض الصالحین مترجم ۲ جلد	مولانا غیل الرحمن نعمانی مظاہری
الادب المفرد کامل مع ترجمہ و شرح	از امام بخاری
مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ شریف ۵ جلد کامل اعلیٰ	مولانا عبداللہ جاوید غازی پوری فاضل دیوبند
تقریر بخاری شریف ۴ حصے کامل	حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب
تجربید بخاری شریف ایک جلد	علامہ حسین بن مبارک زبیدی
تنظیم الاشتات شرح مشکوٰۃ اردو	مولانا ابوالحسن صاحب
شرح الربعین نووی ترجمہ و شرح	مولانا مفتی عاشق الہی البرنی